Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشتہار

مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو انکی ساتہہ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبد الرحمن صاحب کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سی کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ مین جسکی لئی پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلی دس روپیہ بطور انعام کے دونگا

اولاً رفعیدین نہ کرنا آنحضرتؐ کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹہانے کے۔

ثانیاً آنحضرتؐ کا نماز مین خفیہ آمین کہنا۔

ثالثاً آنحضرتؐ کا نماز مین زیر ناف ہاتہہ باندہنا۔

رابعاً آنحضرتؐ کا مقتدیون کو سورہ فاتحہ پڑہنے سے منع کرنا۔

خامساً آنحضرتؐ یا باریتعالی کا کسی شخص پر کسی امام کے ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔

سادساً ظہر کا وقت دوسری مثل کے اخیر تک باقی رہنا۔

سابعاً عام مسلمانونکا ایمان اور پیغمبرونؑ اور جبرئیلؑ کا مساوی ہونا۔

ثامناً قضا کا ظہر و باطن نافذ ہونا۔

تشریح

مثلاً - کوئی شخص ناحق کسیکی جورو کا دعوی کری کہ یہہ میری جورو ہی اور قاضی کے سامنی جہوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لی اور وہ عورت اوسکو ملجاوی تو وہ عورت بحسب ظاہر بہی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہی۔

تاسعاً جو شخص محرمات ابدیہ جیسی مان یا بہن سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرلے اوسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہی نہ لگانا۔

عاشراً تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سی پلید نہو وہ دہ در دہ سے کرنا۔

تنبیہ

ان مسائل کے احادیث کے تلاش کرنیکو واسطی مین ان صاحبونکو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہہ چاہین زیادہ مہلت مین اونکو یہہ بھی گنجائش ہے کہ یہہ اپنی اور مذہبی بھائیون سی مدد لین۔

المشتہر

ابو سعید - محمد حسین لاہوری

۲۶ مئی ۱۸۷۷ء

ضمیمہ اشتہار

دفعہ اول - مسائل عشرہ جو اس اشتہار مین درج ہین جنکو دلائل سے سوال ہی حنفی مذہب کی مسائل ہین اور اونکی کتب مین موجود باعث جاری ہونی اس اشتہار کا یہہ ہی کہ مولوی عبد العزیز وغیرہ جنکا نام اس اشتہار مین درج ہی مدعی مباحثہ کی ہوئے جب وقت مقابلہ کا آیا تو مسائل مقصودہ سے گریز کر بیٹھے اور مسئلہ فضیلت ساکنان حرمین لی بیٹھے۔ ہر چند اونسی مسائل ذیل مین گفتگو کی درخواست کی گئی۔ ہرگز اس گفتگو پر مستعد نہوئی۔ چنانچہ تفصیل اوسکی اخبار سفیر ہندوستان مین چہپ رہی ہی۔ پس لاچار ہوکر یہہ اشتہار جاری کیا گیا۔ کہ شاید

اسی سی انکی طبعین جوش مذہبی پیدا ہو - اور وہ کچھہ لکھین یہہ نہین تو اپنی بات ہی کا پاس کرین - یہہ بھی نہین تو انعام ہی کے خیال سے قلم اوٹہاوین - غرض ہماری یہہ ہی کہ کسی نہ کسی طرح پر ان مسائل مین مباحثہ ہو - تقریری نہ سہی - تحریری ہی سہی - اور ہر چند اجراء اس اشتہار کا بخیال امور مذکورہ اُنہین کے مقابلہ مین ہی - ولیکن اسکے جواب لکھنے کے سبہے حضرات حنفیہ ہندوستان و پنجاب و خراسان وغیرہ بلاد کی ساکنان کو اجازت ہی انمین سے کوئی صاحب جواب لکھین مین شکر گزار ہون گا اور وہی شکریہ پیشکش کرونگا جو مندرجہ اشتہار ہے

دفعہ دوم جو مینی ان مسائل پر انعام تجویز کیا ہی اگرچہ اوسکو بعض انصاف پسند ناپسند کرتے ہین اور کہتی ہین کہ دینی مباحثات مین انعام کا ذکر کرنا موجب اہانت و ہتک مخاطب ہے - ولیکن مینی یہہ بات اپنی مخاطبین کے ہمت و حوصلہ پر کے ہے وہ اس باتکو ہتک نہین سمجھتے - بلکہ موجب فخر جانتے ہین اونکو نہ اپنی باتکا پاس ہے اور نہ مذہبی جوش وہ بڑی آرزو سے روپیہ انعام طلب کرتے ہین اور اسی نظر سی وعظ و درس و مباحثہ و مناظرہ عمل مین لاتے ہین - چنانچہ ایک طالبعلم ہوشیارپوری نے بواسطہ اپنی شاگرد کے پانچ مسئلونکا جواب لکھکر روپیہ کا مطالبہ کیا ہی اور وہ مطالبہ اونکا اوس اعلان مین جو سفیر ہندوستان سی علیحدہ چھپکر شائع ہوا ہی موجود ہی - اگرچہ اونہونی ضمیمہ سفیر سے اوسکو بسبب طعن و ملامت کرنی اہلحق کی اس مطالبہ زر پر حذف کر دیا ہی الفاظ اوسکی یہہ ہین

اعلان جب کل جوابات طیار ہو جاوینگی - تو ایک رسالہ جو کئی آیات و احادیث سی معہ رفع شبہات مرتب ہو رہا ہی مطبوع ہو جاویگا - اگر مشتہر صاحب خود مبلغات مندرجہ اشتہار دیدینگے تو بہتر ورنہ مجبوراً چارہ جوئی کیجاویگے انتہا اور لودیانہ مین مولوی عبد العزیز صاحب وغیرہ نے مجلس وعظ مین مطالبہ انعام کیواسطی نالش کے تجویز کر کے لوگون نے خرچہ عدالت بطور چندہ وصول کیا ہی چنانچہ ذکر اوسکا اخبار سفیر ہندوستان مطبوعہ ۱۴ جولائی ۱۸۷۷ء مین موجود ہے جب وہ اعلان ظفر احمد کا لاہور مین آیا تو لاہور کے علماء زر انعام کا مطالبہ کرنے لگی اور مستعد نالش ہوئی ولیکن اللہ تعالی کے تائید سی جب اس جواب ناصواب کی خاک اوڑنے لگے تو وہ وصول انعام سے مایوس ہو گئے - تب اونہون نے مرد نالش سے زبان کو بند کر دیا - اسیطرح چارون طرف ہندوستان پنجاب مطالبہ انعام کے صدائین آتی ہین - وہ لوگ قبل لکھنے جواب کے انعام مانگتے ہین اور اوسمین ضمانتین طلب کرتے ہین - پس ایسے شخصون کے مقابلہ مین تجویز انعام کو ہماری وہ معترض انصاف پسند ناپسند نفرماوینگے - + **دفعہ سوم** اس اشتہار کا جواب باصواب تو مجھی آجتک نہین ملا مگر بہی نام پانچ جواب اسکے میرے پاس پہونچی ہین **اول** ایک غازی پوری طالب العلم کا جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جیسی دلیل تم ان مسائل مین مانگتی ہو یعنی آیت قطعی الدلالہ یا حدیث قطعی الدلالہ صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو کسی مسئلہ مین مسائل اختلافیہ فرعیہ مین موجود نہین اگر تمہاری پاس ہمارے خلاف مین کوئی ایسی دلیل ہو تو تم پیش کرو ہم فی آیت و فی حدیث پچاس انعام دیتی ہین - اسکا جواب مینے ضمیمہ ہندوستان مطبوعہ ۷ جولائی مین مشتہر کیا ہی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ میری مراد اس لفظ سی کہ اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو یہہ ہے کہ اسمین کلام با دلیل اور جرح مبین بالتفصیل نہو اور مراد قطعی الدلالہ سی یہہ ہے کہ اسمین احتمال خلاف ناشی از دلیل نہو نہ یہہ کہ وہ کسی وجہ سی محتمل خلاف نہو پہر مینی کہا کہ اس معنی کر قطعی اور صحیح حدیث پیش کر دیا ہمسے مانگو **دوسرا** جواب مولوی حبیب اللہ پشاوری امرتسری کا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ مولوی محمد حسین نے ہمسے پہلے بٹالہ مین گفتگو کیون نہین کی تھی - اور آیندہ ہمسی ایک مجلس کر کے مباحثہ کر لیں اور ظاہر ہے کہ یہہ میری اشتہار کا جواب نہین چنانچہ اڈیٹر اخبار نی اسباتکو بڑی تفصیل سے ثابت کر دیا ہی - **تیسرا** - جواب ایک طالب العلم ہوشیارپوری کا جسکو اوسنی ایک لڑکے کے نام سی شائع کیا ہی اسمین اوسنے پہلے پانچ مسائل کے جواب لکھے ہین - ولیکن اسمین بجز احادیث موضوعہ یا ضعیفہ و آیات مجملہ ظنیۃ الدلالہ و خیالات عقلیہ کے پیش نہین کیا چنانچہ اسکا رد تفصیلی سفیر ہندوستان مطبوعہ ۴ - و ۱۱ - و ۱۸ - اگست ۱۸۷۷ء مین چھپ چکا ہی اور باقی آیندہ چھپیگا - **چوتھا** - جواب ہریپور ضلع ہزارہ سے ہمکو بذریعہ خط پہونچا ہی اسمین ایک مولوی صاحب کا قول لکھا ہی کہ ان مسائل کا جواب مین پیشاب کرتے کرتے دی سکتا ہون ولیکن تحریر کے فرصت نہین لاہور چلکر زبانی مولوی محمد حسین کو قائل کرونگا - سبحان اللہ - یہہ جواب سب سے عمدہ و قوی ہی - دینی مسائل کے جوابدہی کا موقعہ مولوی صاحب نے خوب نکالا ہی - **پانچوان** - جواب مجھے چکوال ضلع گوجرات سے پہونچا ہی اوسمین بجز دہمکی و طعن تشنیع کی کچھہ نہین ہے مولوی صاحب لکھتے ہین کہ کیا تو نی پنجاب کو علماء سے خالی جانا ہی - توبہ کر - ورنہ ہم تیری خبر لینگے مگر مین آجتک انکے خبر گیری کا امیدوار ہون اور اپنی انتظار سے اونکو اطلاع بھی دی چکا ہون - اب آیندہ دیکھئے - کیا پتھر پڑتے ہین - علمی بات تو کسیکو آتی نہین اور نہ میرے شرط پر جواب کسیکے پاس ہی - ہر طرف سی مغالطہ و سخت کلامیان

انا للہ و انا الیہ راجعون

۱۰ ستمبر ۱۸۷۷ عیسوی

تتمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ششم اکتوبر سنہ ۱۸۷۷ء

مناظرہ بمقام نابہہ جو مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری اور مولوی فضل الدین صاحب کے درمیان ہوا

مولوی محمد حسین صاحب حسب الطلب سمدین پٹیالہ ابتدائی ستمبر سنہ حال پٹیالہ مین پہنچے وہانسے حسب طلب بعض اراکین ریاست نابہہ مین پہنچے تو وہان خانصاحب محمد حسن خان مہتمم بندوبست ریاست نابہہ نے اُنسے مسئلہ قرات فاتحہ خلف الامام استفسار کیا انہون نے جواب مین حدیث وجوب قرات فاتحہ پڑہ سنائی انکے معارضہ مین ایک شخص مولوی فضل الدین نامی ساکن گجرات از اضلاع پنجاب جو وہان عہدہ تعلیم پر بمشاہرہ پندرہ روپیہ ملازم ہے کہڑا ہو گیا اور دو چار سوال جواب جانبین سے تحریر مین آئے آخر مولوی فضل الدین کہہ اُٹہے کہ ہمارے پاس کتابین نہین اسلیئے بالفعل جواب دے نہین سکتے جب ہمکو فتح القدیر ملیگی تو اُسکو دیکہہ کر جواب تحریری دینگے یہہ ماجرا راجہ صاحب والی ریاست تک پہنچا تو انکو یہہ خیال ہو گیا کہ اس گفتگو ابہی طے کرنا چاہیئے جسپر مولوی فضل الدین بلائے گئے اور اُن سے عذر تاخیر جواب پوچہا گیا انہون نے بیان کیا کہ ہمارے پاس کتابین نہین اور یہہ لوگ یعنے مولوی محمد حسین صاحب محمد عبد الرحیم خان سابق اہلکار ریاست نابہہ جنکے پاس کتابین ہین ہمکو نہین دیتے ہین راجہ صاحب نے اُن سے کتب مطلوبہ کا نام لکہوا کر فریق ثانی کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ یہہ کتابین آپ دیدین تو یہہ بحث کرینگے کتب مطلوبہ کے نام یہہ لکہے ہوئے تہے۔ فتح القدیر شرح نخبہ شرح سفر السعادۃ ہدیۃ النبلاء (جس سے مراد آپکی اتحاف النبلاء ہے چنانچہ بعد متنبہ کئے جانے کے یہی نام لکہا) محلی شرح مؤطا۔ فریق ثانی نے جواب دیا کہ فتح القدیر ہمارے پاس نہین وہ کوٹلہ مین مولوی عبد الرحیم کے پاس ہے جو مولوی فضل الدین کے اُستاد ہین وہ کتاب اُن سے منگانی چاہیئے اسکے جواب مین مولوی فضل الدین نے عینی و کرمانی کی درخواست کی اسکے جواب مین کہا گیا کہ یہہ کتابین پنجاب مین کمیاب بلکہ نایاب ہین آپ گفتگو ٹلانے کے واسطے یہہ کتابین مانگتے ہین۔ پس مولوی فضل الدین اور اُنکے چند معاونون نے گفتگو کے ٹلانیکے واسطے یہہ تجویز نکالی کہ اس گفتگو مین اور علماے ہندوستان و پنجاب بہی شامل کیئے جاوین جب وہ جمع ہون تب گفتگو عمل مین آوے۔ راجہ صاحب نے اسکو بہی مان لیا اور علما کے بلانیکا خرچ بہی اپنے ذمہ لیلیا اور مولوی محمد حسین صاحب سے کہا کہ آپ چند روز ٹہرین۔ پہر مولوی فضل الدین صاحب اور اُنکے معاونین نے ایک تحریر بدین مضمون لکہی کہ اب ماہ رمضان ہے علما کا آنا مشکل ہے اسلیئے ۵۔ ماہ ذی قعدہ کو علما جمع ہون اور وہ تحریر راجہ صاحب کے یہان پیش کی راجہ صاحب نے وہ تحریر مولوی محمد حسین صاحب کے پاس بہیجی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے یہہ سوچا کہ یہہ محض فضل الدین صاحب کا بہانہ ہے اور گفتگو کا ٹلانا کہان رمضان جسمین آنا مشکل ہے اور کہان ذیقعدہ۔ یہہ طفرہ نظامیہ حیلہ سازی سے خالی نہین پس اسکو منظور نکیا اور لکہہ بہیجا کہ دوسرے مولویون سے گفتگو کرنا علیحدہ امر ہے مجہے اس سے دریغ نہین پہلے مولوی فضل الدین اپنی گفتگو کو ختم کرین راجہ صاحب نے مولوی فضل الدین صاحب کو بلا کر اسکا جواب طلب کیا انہون نے ایسا جواب دیا جسکو خلاصہ التواے گفتگو تہا وہ گفتگو سنکر راجہ صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کو رخصت کیا اور مولوی فضل الدین سے کہا کہ تم اسکا جواب تحریری پیش کرو۔ مولوی محمد حسین نا امید ہو کر نابہہ سے چلے آے۔

آیندہ اگر مولوی فضل الدین سے گفتگو کرنا ہو تو بعید
مین منظور کیا اور راجہ صاحب نے مولوی محمد حسین
صاحب کو بلایا تو گفتگو وقوع مین آئے گی اور
اگر مولوی فضل الدین صاحب کا حیلہ بہانہ ہی ہے
تو خود معلوم ہو جائیگا نہ کوئی بلایا جائے نہ گفتگو
ہونے پائے۔ ہم واسطے تصدیق اس بیان کے
تحریرات مناظرہ فریقین اور تحریر عذر مولوی فضل الدین
صاحب اور انکے معاونین کی جمین النوا کی تجویز ہے
اس مقام مین نقل کرتے ہین۔

نقل روئداد مناظرہ

تحقیقات درباب پڑھنے سورہ فاتحہ خلف الامام

سوال بمقدمہ مندرجہ عنوان صحیح مسئلہ کیا ہے

جواب منجانب جناب مولوی محمد حسین
صاحب۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بدون
فاتحہ نماز نہین ہوتی چنانچہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ لاتجزی
صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ رواہ ابن خزیمۃ
وابن حبان والدارقطنی وقال اسنادہ صحیح یہہ
حدیث اپنے عموم سے دلالت کرتی ہے کہ
بدون فاتحہ کسیکی نماز نہین ہوتی خواہ امام ہو
خواہ مقتدی ہو خواہ منفرد۔ اور خاصکر مقتدی
کے باب مین عبادہ سے روایت ہے قال صلی
رسول اللہ صلعم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف
قال انی اراکم تقرأون وراء امامکم قال قلنا
یارسول اللہ ای واللہ قال لاتفعلوا الا بام القرآن

فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بہا رواہ ابوداؤد والترمذی
وقال حسن وفی لفظ لاتقرأوا بشیٔ من القرآن
اذا جہرت بہ الا بام القرآن رواہ ابوداؤد والدارقطنی
والدارقطنی وقال رجالہ کلہم ثقات والحدیث اخرجہ
ابن حبان وصححہ والحاکم والبیہقی وغیرہم۔

سوال بخدمت مولوی فضل الدین صاحب۔
یہہ جواب اور یہہ حدیث صحیح ہے یا نہین۔

جواب منجانب مولوی موصوف۔ یہہ حدیث
محدثین کے نزدیک صحیح ہین چونکہ یہہ حدیث
معارض ہے حدیث جابر رض کی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال من صلی خلف الامام فان قرأۃ
الامام لہ قرأۃ اور حدیث جابر رض من صلی رکعۃ لم
یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام
۔ اور یہہ حدیث حسن اور یہہ صحیح ہی کہا ہے
ترمذی نے بہی اور روایت کیا ہے اوسکو
مالک نے مؤطا مین اور ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور روایت کی ہے اسکو طحاوی
نے معانی آثار مین مرفوعاً اسواسطے معمول بہ
ہمارے یہہ نہین ہے اور مؤطا اسکی اور آثار بہت
ہین کہا ہے امام محمد نے اپنی مؤطا مین عن ابن
عمر فانہ کان اذا سئل ہل یقرأ احد مع الامام قال
اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قرأت الامام وکان
ابن عمر لایقرأ مع الامام اور کہا ہے امام محمد نے
عن ابن عمر قال من صلی خلف الامام کفتہ قرأتہ۔
اور نیز مؤطا امام محمد مین ہے عن ابن عمر انہ سئل
خلف الامام قرأۃ۔ قال یکفیک قرأۃ الامام۔ اور
نیز کہا ہے امام محمد نے عن جابر ابن عبداللہ عن النبی

صلعم انہ قال من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام
لہ قرأۃ۔ اور کہا ہے امام محمد نے عن جابر ابن عبداللہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی
خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ اور نیز کہا ہے
کان ابن عمر لایقرأ خلف الامام قال فسئلت القاسم
بن محمد عن ذلک فقال ان ترکت فقد ترکہ ناس
یقتدی بہم وان قرأت فقرأہ ناس یقتدی بہم۔
وکان القاسم ممن لایقرأ۔ اور کہا ہے امام محمد
نے سئل عبداللہ ابن مسعود عن القرأۃ خلف الامام
۔ قال انصت فان فی الصلوۃ شغلا فیکفیک ذاک
الامام۔ اور کہا ہے امام محمد نے ان عبداللہ
مسعود کان لایقرأ خلف الامام فیما یجہر فیہ وفیما
یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی
وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ ثم
یقرأ فی الاخریین بشی۔ قال محمد اخبرنا بکیر بن عامر
حدثنا ابراہیم النخعی عن علقمہ بن قیس لان اعض
علی جمرۃ احب الی من ان اقرأ خلف الامام۔
اور کہا ہے امام محمد نے امر رسول اللہ صلعم فی العصر
قال فقرأ رجل خلفہ وغمزہ الذی الیہ ولما ان صلی
قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ صلعم قد آنک
فکرہت ان تقرأ خلفہ فسمعہم النبی صلعم قال من
کان لہ امام فان قرأۃ لہ قرأۃ۔ اور سوائے
اسکے اور بہی ایسی آثار ہین جس سے نا پڑہنا
قراءۃ کا پیچہے امام کے پایا جاتا ہے۔

جواب منجانب جناب مولانا محمد حسین صاحب۔
اس جواب مین جو آثار ہین انمین بعض صحیح نہین
ہین اور بعض معارض ہین ساتہہ اور آثار کے

مین اس مقام مین تفصیل اسکی تب کرتا جبکہ قول صحابی یا تابعی حجت شرعی ہوتی لہذا اُن کے جواب مین اسقدر پر اکتفا کرتا ہون کہ اگر یہہ آثار صحیح بہی فرض کیئے جاوین تو بہی بمقابلہ احادیث مرفوعہ کی جنکی صحت آپ مان چکے ہین حجت نہین ہین چنانچہ فتح القدیر مین لکہا ہے قول الصحابی حجۃ عندنا مالم ینفہ شئی من السنۃ۔ اور جو احادیث مرفوعہ آپ نے نقل کی ہین اُن مین سے ایک حدیث کی بہی صحت حسب قاعدہ محدثین و اصولین ثابت نہین آپ جس حدیث کو انمین سے اقوی جانتے ہین اُسکی صحت آئمہ حدیث سے نقل کرین۔

جواب منجانب مولوی فضل الدین صاحب عن جابر رض عنی النبی صلعم من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ انتہی قال ابن ہمام ہذا الحدیث اصح من حدیث عبادۃ لقوت السند فقط اور یہہ جو مجیب نے آثار پر جرح کیا جرح مطلق ہے۔ جبتک مفسر نہو قابل پذیرائی نہین۔

جواب منجانب جناب مولوی محمد حسین صاحب جو آپ نے تصحیح ابن الہمام سے نقل کی ہے یہہ کافی نہین جبتک کہ آپ یہہ ثابت نکرین کہ ابن الہمام ائمہ تصحیح سے ہے۔ اور کسینے اُسکو ائمہ تصحیح سے ٹہرایا ہے۔ ابن الصلاح نے تو اپنے زمانہ مین یہہ کہا ہے۔ اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرہا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شئی من مصنفات ائمۃ الحدیث فانا لانتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ہذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید الخ پس اب ابن ہمام کا قول باب تصحیح مین کون سنتا ہے۔

جواب منجانب جناب مولوی فضل الدین صاحب مطلوب جواب سے یہہ ہے کہ ابن ہمام بڑا فاضل ہے اُسکا قول ہمارے نزدیک سند ہے قوت سند اس حدیث کی بلا تحقیق شان عالم دیندار نہین ہین۔ اور کرمانی کہا یہہ حدیث شرط شیخین پر یعنے بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔ چونکہ ہر دو علماء محدثین سے ہین کہنا انکا قابل تسلیم ہے۔ اگرچہ حدیث موقوف کا حجت نہونا مختلف فیہ لیکن تقدیر التسلیم ہے علی تقدیر التسلیم معین اور موید ہونے سے خالی نہین حدیث مرفوع۔

جواب منجانب جناب مولوی محمد حسین صاحب آپ نے ابن الہمام کا ائمہ تصحیح سے ہونا کسی نقل سے ثابت نہین کیا۔ یہی کہا ہے کہ علماء دیندار کی یہہ شان نہین کہ بلا تحقیق صحیح کہدین انہون نے صحیح تحقیق سے کیا ہوگا۔ اور جو حدیث موقوف کا آپ نے مختلف فیہ ہونا بیان کیا ہے وہ مفید نہین ہے اسمین قول مخالف لایق حجت نہین حنفیون نے خود اسکو رد کر دیا ہے دیکہو مجمع البحار مین ہے والموقوف ماروی عن الصحابی من قول او فعل وہو لیس بحجۃ۔ اب مین تنزل کرتا ہون اور آپکی تصحیح کی ثبوت طلب کرنے سے درگزر کرکے کہتا ہون کہ امام بخاری و دارقطنی وغیرہ آئمہ نے اسکو ضعیف کہا ہے محلی شرح مؤطا مین لکہا ہے قال البخاری حدیث من کان لہ امام لم یثبت لانہ اما مرسل واما ضعیف ایسا ہی قرطبی نے اپنی تفسیر مین اسکا ضعف مدلل بیان کیا ہے چنانچہ آپکو عبارت دکہائی گئی۔ قطع نظر اس سے مین کہتا ہون کہ اگر یہہ حدیث صحیح بہی فرض کیجاوے تو بہی یہہ قرأت فاتحہ کی ممانعت مین نص نہین ہے چنانچہ شیخ سلام اللہ دہلوی حنفی محلی مین کہتا ہے حدیث من کان لہ امام لیس بنص فی المنع و حدیث عبادۃ لاتفعلوا الا بام القران ہو للایجاب لا للاطلاق فللمخالف ان یقول بقدم حدیث عبادۃ لتقدم الایجاب علی الاباحہ وحدیث جابر وان صح لکن کونہ اصح من حدیث عبادہ محل تردد۔ حاصل اس تنزل کا یہہ ہے کہ حدیث من کان لہ امام عام ہے اور حدیث عبادہ خاص اور تخصیص عام کے ساتہہ خاص کے واجب ہے جمعاً بین الادلۃ چنانچہ توضیح مین لکہا ہے اعمال الدلیلین واجب ما امکن۔

از جانب مولوی فضل الدین صاحب۔ اور یہہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ابن ہمام ائمہ تصحیح سے نہین ہے۔ میرا دعوی یہہ ہے کہ ابن ہمام ائمہ تصحیح نہین ہے بلکہ وہ ناقل تصحیح ہے صحت نقل کی بعد ملاحظہ فتح القدیر کے ہوگی اور ہر دو امر اخیرین مین تحریری جواب دیا جائیگا۔

العبد
ابو سعید محمد حسین لاہوری
۹۔ رمضان سنہ ۱۲۹۴ھ

الراقم مسکین
محمد فضل الدین
عفی عنہ

تشریح

دفعہ اوّل - جب مولوی فضل الدین صاحب نے اپنا جواب نمبر اوّل پڑہا تو اثر ابن مسعود نمبر ۶ مین لفظ انصت کو بکسر ہمزہ پڑہا جب مولوی محمد حسین صاحب نے تبلایا کہ فتح ہمزہ پڑہو باب افعال سے تو بولے ان ہان فتح ہی چاہیے - اور اثر نمبر ۹ مین لفظ علقہ کو بفتح لام وسکون قاف پڑہا اور اسکو چار پانچ مرتبہ زبان پر لائے اور لفظ اعض کا ترجمہ یہہ کیا کہ مین کہینچا جاؤن - اور نمبر ۱۰ مین لفظ قداک کو بیان کیا کہ یہ قدام بروزن کدام بہی ہوسکتا ہے - یعنے آگے کے جب اُن سے کہا گیا کہ اعض کا ترجمہ کہینچا نہین دانت سے پکڑنا اور کاٹنا ہے اور قدام ایک لفظ نہین ہے بلکہ قد علیحدہ ہے اور ام علیحدہ جسکے معنے یہہ ہین کہ تحقیق امام ہوئے تیرے - پس مجلس عام مین منفعل ہوئے - اور حاضرین بہی سب بے اعتقاد ہوگئے کہ انکو حدیث کے الفاظ تک نہین آتے -

دفعہ دوم انشا مولوی فضل الدین صاحب کی ایسی ہے جسپر بچے بہی ہنسے کہ کہین مبتدا ہے تو خبر نہین شرط ہے تو جزا نہین بے محل الفاظ ہین بے ٹہکانے فقرہ ہین چارون جوابون مین انکو خود ناظرین سمجہہ سکتے ہین

دفعہ سوم یہہ جو مولوی فضل الدین صاحب نے شمار احادیث و آثار کا بارہ تک پہنچا دیا ہے یہہ محض مغالطہ ہے درحقیقت کئی آثار و احادیث اسمین مکرر ہین دیکھو پہلی حدیث نمبر اوّل کو بلا سند و حوالہ کتاب باب نمبر شمار کیا ہے پہر اسکو نمبر ۴ و نمبر ۵ آثار کا بنا دیا ہے - اور اثر ابن عمر چار دفعہ ذکر کیا ہے - وعلی ہذا القیاس غرض ان کے اس سے یہہ ہے کہ عوام جان لین مولوی صاحب نے بہت سی احادیث و آثار پیش کی ہین اگرچہ واقع مین ایک بہی ان مین سے صحیح نہین

نقل تحریر متضمن عذر و درخواست التوای مباحثہ از جانب مولوی فضل الدین صاحب و غیرہم

درباب تصحیح مسائل اختلافی صاحبان مندرجہ ذیل کا یہہ مشورہ قرار پایا ہے کہ دو تین روز بسبب رمضان شریف علماء و شائقین کے آنے مین سراسر باعث تکلیف آیندگان ہے اسواسطے یہہ مصلحت ہے کہ یہہ جلسہ ۵ - شہر ذیقعدہ ۹۴ھ ہجری مقدر کو قرار دیا جاوے اور مولوی ابو القاسم صاحب دیوبن والہ و مولوی عبد الرحمن صاحب دبری والہ اسموقع مین شریک کئے جاوین - اور جانبین کو فہمایش کیا جاوے کہ اس مہلت مین جو کتاب و غیر سامان مناظرہ انکو مطلوب ہو فراہم کرلیوین تاکہ پہر کسیکو عذر باقی نرہے اور ہر ایک صاحب مشورہ کنندگان نے العبد اپنے تحت تحریر ہذا ثبت فرمائے -

بقلم محمد حسن خان		
العبد	العبد	العبد
محمد فضل الدین	بندہ نعمت اللہ	منور علیخان
العبد	العبد	العبد
بندہ احمد بخش	دیدار بخش	حکیم کریم بخش
العبد		العبد
سردار محمد بخش بجروف گورمکہی		عبد المجید
العبد	العبد	العبد
غلام رسول	بندہ نبی بخش	وزیر علی میر منشی
العبد		
قادر بخش نائب دیوان		

تحریر بتاریخ یازدہم ۱۱ شہر رمضان المبارک ۹۴ھ ہجری

رائے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

میری رائے اس مشورہ مین یہہ ہے کہ وہ گفتگو جو ماہ ذیقعد مین تجویز ہوئی ہے بجائے خود رہی جب وہ صاحب آوینگے مین اُن سے گفتگو کرونگا - جتنے ہون اور جو کوئی ہو بشرطیکہ نوبت بنوبت گفتگو کرین پہلے ایک صاحب پیش ہون اُنکے بعد دوسرے صاحب اثنائے گفتگو مین ایک کے دوسرا دخل نہ دے اور کسی طرح سے شور و فساد عمل مین نہ آوے پس جب مجہے سرکار سے وثیقہ طلبی کا پہونچیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مین اوسوقت آجاؤنگا اگرچہ مجھے مولوی
محمد قاسم صاحب مولوی عبدالرحمن کے آنیکی
امید نہین کسی نے آپ صاحبان کو اس
گفتگو ٹلانے کے واسطے یہہ تجویز بتلای ہے
لیکن یہہ گفتگو جو بالفعل مولوی فضل الدین صاحب
سے شروع ہے اسکو ابھی طے کرنا چاہیئے۔
چار کتابین جو انہون نے ہمسے مانگی تھین موجود
ہین پانچوین فتح القدیر اُنکے استاد کے پاس
کوئٹہ مین موجود ہے اور اُنکے طلب کرنیسے
وُہ آسکتی ہے اور بڑا عذر اُنکا التوا ہے
جواب اخیر مین اُسی کتاب کا نہونا تہا چنانچہ
اُنکے جواب اخیر مین تصریح ہے پس اب کونسی
حالت منتظرہ باقی ہے اور کسی دوسرے مولوی
یا اور کتابون کی کیا حاجت۔ جب مولوی
فضل الدین صاحب نے گفتگو کا دعوی کیا تو
اُسوقت یہہ بات کیون نہ سوچی کہ نہ ہمارے
پاس کتابین ہین اور نہ اور علماء مددگار اور
ہماری معلومات اور ہماری موجودہ کتابین
جوابدہی کے واسطے کافی نہین ہین۔ پس
اب بمقتضای اس دعوی غیر مشروط کے بھی لازم
ہے کہ اپنی اس گفتگو کو ان پانچ کتابون کی
مدد سے طے کرین پس اگر آپ خود ہی غالب آئے اور
مجھے ساکت کر دیا تو اُن صاحبون کے بلانے
کی حاجت نہی اور اگر خود عاجز آگئے تو پھر اُن
صاحبون کو بلالین مجھے اُن سے گفتگو کرنے
سے انکار نہین ان اگر ابھی سے آپکو اپنے
عجز کا اعتراف ہے اور آپ مجھے لکھدین کہ

مین خود گفتگو نہین کرسکتا ہون تو مین اس
گفتگو کو ختم ہوئی سمجھونگا اور اُن صاحبون کی
تشریف آوری کا منتظر رہونگا الغرض بدون
طے کرنے اس امر کے مجھے التوا گفتگو کا منظور
نہین ہے امید ہے کہ آپ اس میرے جواب
بطور مشورہ کو سرکار مین پیش کرینگے جیسے
پہلے اپنی تحریر کو سرکار مین پیش کیا تہا۔

رقمہ ابوسعید محمد حسین لاہوری عفی عنہ

مین بہی مولانا محمد حسین صاحب سے متفق الرای
ہون۔ خاکسار محمد عبدالرحیم خان عفی اللہ عنہ
العبد عبدالقادر۔

اعلام

اشتہار مولوی حبیب اللہ صاحب کے
اکیس سوالات مندرجہ سفیر ہندوستان مطبوعہ
پندرہوین ستمبر ۱۸۸۷ع مولوی محمد حسین صاحب
کے اشتہار کا جواب نہین ہوسکتے۔ اشتہار تو
ظاہری ہے کہ وُہ سوال کا مقابلہ سوال سے
ہے اور اسمین صاف عجز و انکار جوابدہی سے
ہے اور اظہار ہے اس امر کا کہ ہمارے پاس
تمہارے سائل عشرہ کا جواب نہین ہے جیسے
ہمارے سائل ستہ کا جواب تمہاری طرف
سے ادا ہونا متوقع نہین اس مین آپ کا
عجز تو تب ثابت ہوگا جب وُہ بالکل جواب
نہ دینگے اور آپکا عجز بالفعل ثابت ہوگیا۔ ہان اگر

آپ جواب اُن مسائل عشرہ تحریر کرکے بھیجکر
وُہ سوالات ستہ پیش کرتے تو مردانگی تہی
ایسا ہی ان اکیس سوالات کا حال ہے
کہ وُہ بہی سوال کا مقابلہ سوال ہے اور ہرچند
آپنے اس مین چالاکی کی ہے کہ اِن سوالات
کو موقوف علیہ و مقدمات جواب بنایا ہے
ولیکن دانا سمجھتے ہین کہ اِن کے سوالات کا
جواب ان اکیس مسائل سے کسی ایک موقوف
نہین وُہ تو یہہ پوچھتے ہین کہ مثلاً رفع الیدین کرنا
آنحضرت سے ثابت ہے یا نہین اگر ہے تو
ایک حدیث صحیح جو عدم رفعیدین مین نص ہو
پیش کردین اسکا جواب اسیقدر ہونا چاہیئے
کہ اسمین فلان حدیث ہے جسکو فلان فلان
نے صحیح کہا ہے اور جسنے اسمین ضعف کا دعوے
کیا ہے اُسکا دعوی اس دلیل سے نامسموع ہے۔
اگر یہہ امر کہ رفع یا عدم سنت ہوسکتا ہے
یا نہین اور اسپر تعریف سنت صادق آتی ہے
یا نہین۔ اور اسمین سوائے حدیث صحیح نص
صریح کے حدیث حسن یا غیر صریح یا قول یا فعل
صحابی سنت ہوسکتی ہے یا نہین اور اس مین نسخ
جاری ہوسکتا ہے یا نہین سو دوسرے مباحثہ
مین جنسے ابھی سوال ہے نہ اسکے جواب دینے کی
حاجت۔

دانا لوگ آپکے ان سوالات پیش کرنیسے
جان گئے ہین کہ آپکو اصل مسائل عشرہ مین گفتگو
منظور نہین اور نہ آپکے پاس اُنکے جوابات
ہین آپ اُس گفتگو کو ٹلاتے ہین اور کلام کو

اور طرف دیجائے اور اصل مسائل عشرہ مین جنکو

تتمہ اخبار سفیر ہندوستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۱۳ - اکتوبر ۱۸۷۷ء

جواب درخواست مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری مندرجہ سفیر ہندوستان مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۸۷۷ء متضمن سوالات چند بجواب سوالات عشرہ اشتہار مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری مطبوعہ ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

کوئی سوال اُن اکیس سوالون سے جنکو مولوی حبیب اللہ صاحب نے میرے سوالات عشرہ کے جواب مین پیش کیا ہے استحقاق جواب نہین رکہتا وہ سوالات بمقابلہ سوالات ہین اور سوال پر سوال کرنا داب مناظرہ سے بعید ہے ہان اگر مین کسی امر کا مدعی ہوتا یا معلل بنتا تو انکو جائز تہا کہ تعیین دعوی کیواسطے یا تعریف مفردات دعوی کے لئے استفسارات پیش کرتے سو بہی جب جائز ہوتا جبکہ میری مراد کا انکو علم نہ ہوتا کیونکہ سوال باوجود علم مراد مسئول عنہ کی مکابرہ سے مناظرہ نہین۔ رشیدیہ مین جو فن مناظرہ کی مشہور کتاب ہے لکہا ہے۔ اعلم ان الواجب علی السائل ان یطالب اولاً ما امکنہ من تعریف مفردات المدعی وتعیین البحث وتمیزہ عن سائر الاحوال۔ کما اذا ادعی المعلل ان النیۃ لیست بشرط فی الوضوء فینبغی للسائل ان یقول ما النیۃ وما الشرط وما الوضوء فقال المعلل النیۃ قصد استباحۃ الصلوۃ او قصد امتثال الامر والشرط امر خارج یتوقف علیہ الشی وغیر موثر فیہ والوضوء غسل الاعضاء الثلثۃ ومسح الراس ثم یقول السائل عدم شرط النیۃ بای مذہب وای قول فیقول معلل بمذہب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ خلافا للشافعی رح تم کلامہ اعلم ان وجوب الطلب انما ہو اذا لم یکن معلوما للسائل لان الطلب مع العلم مکابرۃ او مجادلۃ انتہے۔ اور ظاہر ہے کہ مین ابہی نہ کسی امر کا مدعی ہوا ہون نہ معلل بلکہ محض سائل ہون اور حضرات حنفیہ سے پوچہتا ہون کہ مثلاً رفع یدین نکرنا آنحضرت سے کسی حدیث صحیح نص صریح سے ثابت ہے یا نہین وعلی ہذا القیاس اسکے جواب مین ایک حدیث صحیح واجب الاظہار ہے نہ سوالون کی بوچہاڑ اور اگر سوال پر سوال جائز رکہا جاوے تو مناظرہ کا وجود جہان سے اٹہہ جاوے اور کبہی اظہار حق ہونا نہ پاوے جہان کہین کوئی مناظرہ مین جوابدہی سے عاجز ہوگا وہ سوال پر سوال کرنے شروع کریگا اور مناظرہ کو مکابرہ بنا دیگا اور کبہی بحث کو ختم نہونے دیگا اسلئے کہ بیقاعدہ کلام کو بڑی گنجایش ہے اس سے ادنی طالبعلم بڑے فاضل کے سامنے برسون جہگڑ سکتا ہے اور سالون کے سال اناپ شناپ سوالون مین لگا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی سے پوچہے کہ ؎ بنام جہاندار جان آفرین۔ کے کیا معنے تو اگر مخاطب کو جواب نہ آتا ہو یا جواب دینا منظور نہ ہو تو وہ پوچہہ سکتا ہے کہ یہہ کسکا شعر ہے جب کہا جاویگا شیخ سعدی کا تو کہیگا سعدی کون تہا جب بتلایا جاوے شیراز کا باشندہ تہا تو پوچہیگا اسکی داڑہی کتنی لمبی تہی اور کتنے بال اسکے سفید تہے اور کتنے سیاہ وعلی ہذا القیاس تمام حلیہ پوچہیگا پہر کہیگا کہ شیراز کس ملک مین ہے جب کہا جاوے فارس مین تو کہیگا فارس مین کون کون بادشاہ ہوئے جب بادشاہون کی تواریخ کا ذکر چلا تو اسکے اختتام کو سالہا سال بکار ہین پہر کبہی سائل کو مجیب بننے کی نوبت نہ آئیگی اور معنے شعر بتلانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ایسا ہی بعینہ مولوی حبیب اللہ صاحب نے کیا ہے۔ مینے پوچہا مثلاً ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک کی تقلید کا وجوب قران حدیث سے کہان ثابت ہے تو آپ اسکے جواب مین سوال (نمبر ۴) پیش کرتے ہین کہ تقلید کی تعریف بحسب اصطلاح اہل اصول لکہو اب اگر مین اسکے معنے حسب اصطلاح اصولیین یہہ لکہون کہ تقلید نام ہے بلا دلیل مان لینا قول اس شخص کا جس کا قول حجت شرعی نہو چنانچہ عقد الفرید مین شرنبلالی حنفی نے لکہا ہے التقلید العمل بقول

تعریف تقلید و جواب سوال

من لیس قوله احدی الحجج الاربع الشرعیة بلا حجة
منها فلیس الرجوع الی النبی والاجماع من التقلید لان
کلا منها حجة شرعیة من الحجج الاربع وعلی هذا اقتصر
الکمال فی تحریره وقال ابن امیر الحاج وعلی هذا
عمل العامی بقول المفتی وعمل القاضی بقول عدول
لیس منه لان کلا منهما وان لم یکن احدی الحجج فلیس
العمل به بلا حجة شرعیة لایجاب النص اخذ العامی
بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتهی
قلت وفیه تامل لان النص وان اوجب اخذ العامی
بقول المفتی مجردا عن الدلیل فعدم علمه بالدلیل
تقلید فی الحکم والا لزم العامی امضاء فتوی المفتی
ولیس بلازم الا بالامضاء بالفعل کما علمته وقال
فی الحاوی القدسی التقلید جعل الشیء
کالقلادة فی العنق حقا کان او باطلا وهو انواع
واجب وجائز وحرام فالواجب تقلید المعصوم عن الخطاء
وهو النبی صلعم المبعوث بالحق وهذا لیس بتقلید
حقیقة اذ التقلید فی الشرع عبارة عن قبول قول
الغیر من غیر ان یعرف حقیقته لکن یسمی تقلیدا عرفیا
والتقلید الجائز تقلید العوام لعلماء الدین فی الفروع
بالاجماع وفی اصول الدین مختلف فیه لاستواء المکلفین
به فی اصله وهو النظر والاستدلال فیما کان معقولا
وسهولة التعلم لما کان منقولا خاصة وقدر ما یتعلق
به صحة الایمان والاسلام وفی تقلید العالم للعلماء
فی الفروع ایضا اختلاف واما التقلید الحرام فهو
کتقلید الاباء والاکابر فی الاباطیل انتهی ایسا ہی
مغتنم الحصول وغیرہ کتب اصول مین ہے تو میرے
اس جواب پر آپ یہہ سوالات کرینگے کہ حجت شرعی

کسکو کہتے ہین اور وہ کتنی قسم ہوتی ہے اور
ہر ایک قسم کا مفاد کیا ہے قطع یا ظن پہر جب انکی
شاخین نکلینگی تو مدتون اصل سوال کے جواب
کی نوبت نہ آئیگی ایسا ہی جو مینے پوچہا کہ محرمات
ابدیہ سے نکاح کرنیوالے پر حد جاری نکرنا قران
وحدیث سے کہان ثابت ہے اس کے جواب
مین آپ نے یہہ سوالات پیش کئے (نمبر ۱۷) حد
کی تعریف جامع مانع لکہو (۱۸) موجب حد کون سا
زنا ہے (۱۹) شافعی کے نزدیک اس فعل کی
کیا سزا ہے اور اقسام حد زنا کسقدر ہین - اسکا
جواب اگر مین یہہ لکہون کہ حد اوس عقوبت وسزا
کا نام ہے جو خدا تعالی نے بندون پر کسی گناہ کی
عوض مین اپنے حق کی راہ سے مقرر کی ہے اور موجب
حد مطلق زنا ہے اجنبیہ سے ہو خواہ منکوحہ محرم سے
اور اقسام اسکے رجم ہے اور جلد اور سر کاٹنا وغیر
ذالک تو اس مین آپ کئی باتین نکالین گے کبہی تعریف
حد کی جامعیت ومانعیت مین کلام کرینگے بعض انواع حد
کو اس سے خارج سمجہہ کر تعزیر مین داخل کرینگے اور بعض انواع
تعزیر کو انواع حد مین اور کبہی اس کے مفردات کی
تعریف پوچہینگے اسصورت مین کبہی نوبت جواب اصل سوال کی نہ پہنچیگی
تو یہہ وہی بات ہو جاوے گی جو اس شعر سعدی
کے مخاطب سے نقل کی گئی اور مین خوب جانتا ہون
کہ آپ نے اس غرض سے یہہ سوالات پیش کئے
ہین کہ انہین سوالات وجوابات مین بات ٹلی رہے
اور اصل جواب دینے سے جان چہوٹے ؎ بہر
رنگی کہ می آئی شناسم + مگر خیریت ہے جو چال آپ
چلین گے سو ہی ہم چلین گے اب چلین آپ کہانتک

چلتے ہین آگے آپ ہین اور پیچہے ہم کاغذ وسیاہی
ہمارے پاس بہی بہت ہے اور ضمیمہ اخبار مین
نیز گنجایش گزشتہ را صلوات آیندہ ہے آپ
سیدہے ہو چلین اور حدیث ان من حسن اسلام
المرء ترکہ مالا یعنیہ - پیش نظر رکہکر میرے سوالات
کا مختصر جواب دین کہ رفع یدین نکرنے مین یہہ حدیث
ہے اور آمین آہستہ کہنے مین یہہ حدیث وعلی
ہذا القیاس ورنہ تمام لوگ یہی سمجہین گے کہ آپ اصل
جواب سے عاجز ہو کر اور باتون مین ٹلاتے اور
اپنی جان چہوڑاتے ہین اور اگر آپ کو اپنی منطق
واصول دانی کا اظہار مقصود ہے اور اپنی شہرت
علمی مطلوب تو اس بحث کو ختم کر کر مستقل طور پر جس
مسئلہ مین منطق یا اصول یا ہیئت یا ہندسہ یا معانی
وبیان کی چاہین گے گفتگو کرلین — اور اگر آپ کو
یہہ دعوی ہے کہ یہہ اکیس سوال بغرض تعیین
مراد سوالات عشرہ کے پیش کئے ہین تو یہہ
محض غلط ہے میرا کوئی ایسا سوال نہین جسکا
مطلب سمجہہ مین نہ آوے اور جواب سوالات جناب
کو اسمین دخل ہو - آپ غور کرین کہ میرے کسی سوال
مین مثلا سنت کا کہان ذکر ہے تا کہ شرح وتعریف
لفظ سنت کی کاشف اس سوال کے ہو ایسا ہی
آپ کے باقی سوالات کا حال ہے کسیکے جواب کو
میرے سوالات کے حل مین دخل نہین - ہان
البتہ مراد نص صریح قطعی الدلالۃ اور معنی خصوصیت
امام واجب التقلید ناواقف کے لئے استفسار
طلب ہین سو مین انکو یون بیان کرتا ہون کہ
مراد میری نص سے یہہ ہے کہ وہ معنے مین ظاہر

+ جواب سوال ۱۷
+ جواب سوال ۱۸
+ جواب سوال ۱۹
+ جواب سوال ۲۰ واسطے نص صریح کے

سے بڑہکر وضوع رکہے یہانتک کہ اُس مین احتمال
تاویل ناشے از دلیل نہو۔ اور مراد صریح سے
یہہ کہ اسکے سمجھنے مین کسی نوع کا خفا و استتار
نہو۔ متکلم کو حاجت پڑے کہ اپنی مراد اور نیت
بتلاوے نہ کسی دوسرے کو کہ اُس سے پوچھے۔
اور مراد قطعی الدلالۃ سے ضمیمہ سفیر ہندوستان
مطبوعہ ۷ جولای سنہ حال مین مین بیان
کرچکا ہون آپ اُسکا ملاحظہ فرماوین۔ اور
مراد خصوصیت امام واجب التقلید سے یہہ نہین
کہ اُسکا نام قرآن شریف مین موجود ہو بلکہ مذکور
ہونا اسکی ایسی صفت کا ہے کہ کسی دوسرے
مین نہ پای جاوے تاکہ اُس سے خصوصیت
اُسکی تقلید کی ثابت ہو۔ ان دو تین الفاظ
کے سوای اَور کسی لفظ مین میرے سوالات کی
بابت تمہارا بہی اشتباہ نہین جس کے رفع کرنیکو
کوئی کم علم محتاج استفسار ہو پس کیونکر مانا جاوے
کہ آپ کے سوالات بغرض تعیین مراد سوالات
عشرہ ہین و اگر آپ کو یہہ دعوی ہے کہ یہہ
اکیس سوالات مقدمات جوابات مسائل
عشرہ مین اسلیئے انکو پہلے جواب کے استفسار
کیا ہے تو یہہ بہی غلطی اور دہوکا ہے اسلیئے
کہ میرے سوالات کے جوابات مین ان مسایل
کو کچہہ دخل نہین مین دخل نرکہنے چند مسائل
کا بطور مثال ذکر کرتا ہون بقیہ کو ناظرین اسپر
قیاس کرلین (۱) آپکا سوال ہے تعریف
سنت جامع مانع لکہو۔ اسکو میرے کسی سوال
کے جواب سے تعلق نہین میرے کسی سوال
مین سنت کا ذکر نہین نہ کسی امر کی سنت یا غیر
سنت ہونیکے بحث ہے مینے تو یہہ پوچہا ہے
کہ فلان امر آنحضرت سے ثابت ہے یا نہین
اسکا جواب اتنا ہی ہونا چاہیئے کہ ثابت ہے
یا ثابت نہین۔ آگے جب بر تقدیر ثبوت
اس کے سنت ہونے نہونے کا کوئی فریق
دعوی کریگا تو اُسوقت تمہید تعریف سنت
کی حاجت پڑے گی ہم اسکی یہہ تعریف کرینگے
السنۃ ما سنہ رسول اللہ صلعم بقولہ + او فعلہ او
تقریرہ ولیس بواجب و لا مباح۔ آپ یون
کہین گے السنۃ ما واظب علیہ النبی صلعم۔
ہم اس تعریف سے سب افعال و اقوال
و تقریرات نبویہ کو جو سوای واجب و مباح
کے آنحضرت صم سے سرزد ہوئے اگرچہ ایک
ہی بار ہون سنت بناوینگے۔ آپ اس تعریف
سے مشاہیر سنتون کو اس عذر سے کہ انمین
مواظبت نبوی ثابت نہین مٹاوینگے جس
داؤ گہات مین آپ ہین مین جانتا ہون اور
جس نیت سے آپ نے یہہ سوال کیا ہے مین
پہچانتا ہون ولیکن یہہ چال تو آپ اُسوقت
چلین جب پہلے میرے سوال کا دو حرفی جواب
دے لین اگر مین آپ کی جواب مان ہی گیا
تو پہر ان بکہیڑون کی ضرورت ہی کیا ہے۔
(۲) سوال آپکا ہی قول آنحضرت صلعم کو
فعل آنحضرت پر ترجیح ہے یا نہین۔ اسپر بہی
میرے کسی سوال کا جواب موقوف نہین
میرے سوال کے جواب مین آپ خواہ مخواہ

آنحضرت کا پیش کرین خواہ فعل مین سب مانونگا
اور حق جانونگا۔ ہان اگر آپ کسی امر مین قول
آنحضرت کا پیش کرین اور مین اُسکے مقابلہ
مین فعل نبوی ذکر کرون تو اسوقت تمہید
اس مسئلہ کی ضرورت پڑے گی آپ یہہ کہین گے
کہ بوقت تعارض فعل و قول نبوی قول کو ترجیح
ہوتی ہے اسلیے کہ فعل محتمل خصوصیت ہوتا ہے
اور قول امت کیطرف متعدی ہوتا ہے کما
قالہ النووی فی شرح مسلم والاصولیون
فی اصولہم۔ اور مین یہہ کہونگا کہ اگر وہ
خصوصیت محتملہ دوسری دلیل سے مرتفع
ہوجاوے تو فعل نبوی ہمسر قول ہوجاتا ہے
اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین رہتی بلکہ
بسا اوقات فعل کو قول پر ترجیح ہوجاتی ہے
۔ آپ اس قاعدہ ترجیح سے ایک سنت
مشہورہ کو مٹاوینگے۔ مین اسکے معارض
سے اس سنت کو زندہ کرونگا۔ جس نظر سے
آپ یہہ قاعدہ باندہتے ہین مین جانتا ہون
اور جس حدیث کے رد کی فکر مین ہین مین
پہچانتا ہون ولیکن یہہ تدبیر اُسوقت بکار
ہے جب آپ کسی فعلی حدیث کے مقابل
کوئی قولی حدیث پیش کرین ورنہ جب تک
حدیث قولی کا نام و نشان ہی نہین تب
تلک یہہ قاعدہ بنانا اور خصم سے اُسکو منانا
آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ یا قبل از مرگ
واویلا کا نمونہ ہے آپنے تنویر الحق مین
(جسکا مصنف کذب کا امام ہے اور ہندوستان

جواب سوال ۴

پنجاب کے متعصب حنفی سبھی اس کے مقلد
ہین) دیکھا ہوگا کہ اس سعید دین کی تمام غلت
مین ایک قولی حدیث مروی ہے اور صحیح
مسلم مین وہ موجود عن جابر بن سمرۃ قال خرج
علینا رسول اللہ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم
کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ
پھر شاید ملا علی قاری کی کتاب مین بھی استدلال
اس حدیث سے آپ کی نظر سے گزرا ہوگا
جسکے بھروسے آپ یہہ پٹڑی جمائے ہین
اور مجھسے یہہ قاعدہ سناتے ہین ولیکن آپکو
یہہ خبر نہین کہ اس حدیث کو رفعیدین متنازع
فیہ سے کچھہ علاقہ نہین مفاد اس کے الفاظ
کا کیا ہے اور مورد اسکا کیا اور بحکم قواعد
اصول فقہ حنفیہ کے یہہ لایق تمسک ہے
یا نہین آپ صاحب تنویر یا ملا علی قاری کے
بھروسے پر یہہ حدیث پیش کرینگے تو پیچھے کر
پچھتائینگے اور پیچھا چھوڑانا غنیمت سمجھینگے
۔ اس حدیث مین بحث کے وقت نہ تمہاری
طرف سے ملا علی قاری کی سنی جاوے گی نہ
ہم مجرد بات بخاری و مسلم کی پیش کرین گے
بلکہ اسمین اصول فقہ کو حکم ٹھہرایا جاوے گا
وہہ بھی خاص اصول مذہب حنفی پھر دیکھیگا اس
حدیث کا کیا مطلب نکلتا ہے اور فعل آنحضرت
اور اس حدیث مین کہان تعارض رہتا ہے
اسوقت آپکی اس قاعدہ کو بھی دیکھا جاوے گا
آپ پہلے اس حدیث کو پیش کرین پھر اس کا
فرہ چکھین (۲) آپکا سوال ہے کوئی امر کلی

جواب سوال ۴

آیت یا حدیث سے استنباط کرکے صغری
جزئی کے لئے کبری بنایا جاوے تو اندراج اصغر
تحت اکبر بسبب وسط ہوگا یا نہین پھر بھی میرے کسی سوال
کا جواب آپکو توقف نہین اسلیے کہ اگر کلیہ اس امر کلی کی اندراج
اصغر تحت اوسط یقیناً ثابت ہے تو بعد علم اس امر کے کہ میرا
دلیل قطعی کا طالب ہون اور وہہ عین میرا مطلوب ہے
حاجت استفسار کیا ہے۔ اور اگر اکابر مرجع آئمہ مجتہدین
اس سوال کا پیش کرنا فضول ہے ہم آپکا سوال تقلید
تعریف جسکے موضوع ہونے کو ہم بھی میرے کسی کلام سابق مین
علیہ نہین تقلید اصولی جسکی تعریف میرے کلام
سابق مین گزر چکی اسکو کوئی علاقہ تقلید متنازع
فیہ سے نہین متنازع فیہ تقلید عرفی ہے جس سے
آپکے سوال کرنا نہین آیا۔ بایں ہمہ میرے کلام
سابق مین تقلید اصولی کی تشریح بھی ہو چکی
ہے (۵) سوال آپکا جسقدر محل کہتا ہے
سابقاً بیان ہو چکا ہے (۶) آپکا سوال ہے
اصول شرعیہ آپ کے نزدیک کسقدر ہین۔
یہہ بھی بے ضرورت ہے اور کسی امر کا موقوف
علیہ نہین اسلئے کہ اصول شرع متفق علیہ
وہ ہین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور
مختلف فیہ وہ اجماع و قیاس۔ اور سب پر روشن
ہے کہ کتاب و سنت کی موجودگی اجماع و قیاس کے
پوچھنے کی کچھہ حاجت نہین۔ قیاس کو جو
مانتے ہین وہہ خود اسکو حجت مستقلہ نہین جانتے
اور کتاب و سنت کے سامنے اسکا اعتبار نہین
کرتے آپ لوگون کی توضیح مین لکھا ہے اصول
الفقہ الکتاب و السنۃ و الاجماع و القیاس ان کان

وافرعا للمسئلۃ الی ان قال ولا یصح القیاس
ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص
فلا حاجۃ الیہ وان کان مخالفا یبطل انتہی۔ یہہ
تو بمقابلہ قرآن و حدیث کے اسکی بے اعتباری
کا ذکر ہے آپ کے اکابر نے قیاس کو بمقابلہ
قول صحابی بھی ساقط الاعتبار ٹھہرا رکھا ہے
کتب اصول کو دیکھو تو ان اصول سے خبر ہو۔
۔ اجماع سوا اسکے لئے سند کا وجود شرط ہے
چنانچہ کتب اصول تلویح وغیرہ مین ہے لا یجوز
الاجماع الا عن سند۔ پس اگر اسکی سند قیاس
ہے تو وہہ کتاب و سنت کے سامنے مقبول
نہین چنانچہ ابھی گزرا اور اگر اسکی سند کتاب و
سنت ہے تو انجام کار اصل کتاب و سنت
ٹھہری پس جس امر مین آپ اجماع پیش کرینگے
اس مین اسکی سند کا ہی پیش کرنا کافی ہے
کتاب و سنت کا ماننے والا اسکو مانیگا اور حجت
کافی جانیگا۔ اور چونکہ میرے سائل عشرہ
کے باب مین نصوص اصلین (کتاب و سنت)
کی موجود ہین اس لئے انمین بقیہ دو اصل سے
سوال فضول ہے اور انکے جواب سے تعرض
کی ضرورت نہین (۷) سوال آپ کا ہے
اصطلاح علما مثل محدثین و فقہا و متکلمین آپکے
نزدیک مسلم ہے یا نہین۔ یہہ بھی بے ضرورت
ہے میرے سوالون کے جواب مین بجز آیت
و حدیث اور کچھہ مطلوب نہین جب آیت
و حدیث سے جواب نہ دے سکینگے اور
مجھسے پوچھینگے کہ آیت و حدیث تو ہمارے

جواب سوال ۵

جواب سوال ۶

یا اس نہین ہے اسکی جگہہ اصطلاح محدثین فقہا
و متکلمین کو مانتے ہو یا نہین تو مین کہون گا کہ
ہر دو اصطلاح کے ماننے مین کسکو نزاع ہے
جانے کوئی زنگی کا نام کافور رکھہ لے - کلام
تحقیق و اتقان اصطلاحات مین ہے سو
انمین سے جسپر کتاب و سنت و اجماع صحیح پر شہر
شاہد ہے مسلم ہے اور جسپر کوئی ایسا شاہد
نہین وہ مسلم نہین (۸) سوال آپکا یہ قول
علما کا حجت ہے یا نہین
یہ تقلید جامد ہے نہ میرا سوال
علما کے اقوال سے ہے نہ آپکو جواب مین
انکے اقوال پیش کرنے مناسب ہین پس
انکے لایق استناد ہونے نہ ہونے سے کیا بحث
- مجھے اس سوال سے ہنسی آتی ہے کہ مین
امام ابو حنیفہ رح اور انکے تلامذہ کے اقوال
کے دلایل پوچھتا ہون اور انکو بے دلیل
سمجھکر اپنے معترض ہون آپ مجھسے اور علما کے
اقوال کا حکم پوچھتے ہین میرے سوالون سے
آپ کو میرے انکار یا اقرار کی بو بھی نہین آتی -
آپ کی اصل جواب دہی سے خاجز آجانیکے
بعد مین بتلاؤن گا کہ اقوال علما جو باسند
و دلیل ہین میری سمجھ مین یہ ہین اور
جو بے سند ہین نامعتبر ہین و غیر مستند - اسی
پر باقی سوالات جناب کو قیاس کیا جاوے
مین کہان تک اپنی اوقات کو خراب کرون
؎ اگر در خانہ کس ست حرفے بس ست -
شاید جناب مولوی صاحب (۱۵) سوال انا

سورہ فاتحہ قرآن مین داخل ہے یا نہین -
میرے سوال سابع کے جواب مین آپنے قول علیہ
سمجھتے ہون اور فاتحہ قرآن مین داخل کرکے
عموم آیہ اذا قرای القرآن لکھہ ہے اسکا نہ پڑھنا
نکالتے ہون ولیکن یہ غلط فہمی ہے اس سے
داخل ہونے سے عدم قرآن مین اس جواب کا
پورا ہونا ممکن نہین جبتک کہ ساتھہ اس کے یہ
ثابت نہو کہ عام اپنے افراد کے استغراق مین
قطعی الدلالۃ ہوتا ہے اور استثنا اس میں
متوقف - پس اول بجاے اس سوال کے یہ سوال
کرتے کہ عام قطعی الدلالۃ ہے یا نہین تو
کچھہ اسکو مناسبت تھی - قابل بحث و تحقیق
ورنہ فاتحہ کے داخل قرآن ہونے مین کسکو نزاع ہے
الحاصل آپ کے سوالات کسی نظر سے محل
نہین - کہتے نہ یہہ تعین مراد کی غرض پر حمل
ہو سکتے ہین نہ تمہید مقدمات ضروریہ بن سکتے
ہین بلکہ محض سوال پر سوال ہین جو داب
مناظرہ سے بعید ہین اور اگر آپ اسکو جایز سمجھتے
ہین اور اسیکو مناظرہ جانتے ہین تو مین آپکے
اکیس سوالات مین سے ایک **سوال** پر
دو سو سوال کر سکتا ہون جنکے جواب سے
آپکو دو سال فراغت نہو اور ہر چند مین اسکو
داب مناظرہ سے بعید جانتا ہون ولیکن بطور
ماشا و مع الخصم و بغرض اسکات جناب چند
سوالات بطور نمونہ کے کرتا ہون شاید اس سے
آپ منفعل ہون اور اس فضول بحث سے باز
آوین (۱) تعریف کتنی قسم ہوتی ہے اگر بیان

ذاتیون کہ حد و رسم تو پھر (۴) سوال ہے کہ
حد و رسم مین کیا فرق ہے اگر بیان کرین کہ
حد ذاتیات سے ہوتی ہے اور رسم عرضیات
سے تو پھر (۳) سوال ہے کہ ذاتی کی ذاتی
اور عرضی کی عرضی ہونے پر کیا دلیل ہے بتلاؤ
جنس کیون ذاتی ہے اور عرض عام کیون عرضی
فصل کیون ذاتی ہے خاصہ کیون عرضی اسکا
جواب آپ دین تو پھر (۴) سوال ہے کہ تعریف
کا مفاد کیا ہے اگر بیان کرین کہ اسکا مفاد تصور
ہے تو پھر (۵) سوال ہے کہ تصور کی تعریف
کیا ہے اگر آپ کہین حصول صورۃ الشیٔ فی العقل
او الصورۃ الحاصلۃ فی العقل تو پھر (۶) سوال
ہے کہ صورت کے کیا معنے ہین اور (۷) اوسکے
حصول پر کیا دلیل ہے اور (۸) اس صورت
کی ہر علم مین ضرورت ہے یا نہین (۹) جو علم
بدون حصول صورت ہے اسکا کیا نام ہے
(۱۰) علم صورت و صفات نفس حصول صورت
سے ہوتا ہے یا بنفس معلوم - جب ان سوالون
کے جواب دو چار مہینون مین آپ دین گے
تو دس اور سوال پیش کرونگا پھر دس اور علی
ہذا القیاس - اور اگر میرے ان سوالون پر تنبہ
ہو کر آپ اپنے اون فضول سوالات سے
دست بردار ہوتے ہین اور اصل سوالات کے
جواب دیتے ہین تو مجھے بھی ان سوالون سے
کچھہ کام نہین نہ مفت کی لڑائی سے دل کو راحت
و آرام ؎ اگر صلح خواہی بخواہیم جنگ +
وگر جنگ جوئی ندارم درنگ + اس صورت مین

آپ کو مناسب ہے کہ ایک ایک حدیث یا آیت سوالات عشرہ کے جواب مین پیش کر دین یہہ نہو سکے تو پہلے ایک رفعیدین کے نکرنے ہی کی دلیل پیش کرین اور نہین تو وہی حدیث مسلم جسکو آپ بتقلید صاحب تنویر حدیث قولی ممانعت رفعیدین کی سمجہہ بیٹھے ہین معرض استدلال مین لاوین پہر دیکہین کس لطف کی بحث اصولی ہوتی ہے اور کیسی تحقیق عمل مین آتی ہے۔

دستخط

ابو سعید محمد حسین لاہوری عفی اللہ عنہ { ۲۶ ستمبر ۱۸۷۷ء / ۱۷ رمضان ۱۲۹۴ھ

ناظرین اس جواب کے لطف کو دیکہین اور اسکے مضامین مین غور کرکے اسبات کو خیال مین لاوین کہ اس مین بظاہر جواب سوالات سے اعراض کیا ہے اور ان سوالات کا لایق جواب نہونا ثابت کر دیا ہے اور اثنائے مرام و مطاوی کلام مین اکثر سوالات کا جواب بہی بخوبی ادا کر دیا ہے تاکہ سائل یا کوئی اور ناواقف یہہ نہ سمجہہ جاوے کہ مجیب کو ان سوالات کا جواب نہین آیا بہانہ ہی سے جواب ہی کو ٹلا دیا۔

اب ناظرین باانصاف و شایقین بے اعتساف خود جانین گے کہ وہ اعراض بجا ہے عجز و ناواقفی سے پیدا نہین ہوا ہے۔

الراقم حق پسند

جواب اشتہار مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری مطبوعہ سفیر ہندوستان ۱۵ ستمبر ۱۸۷۷ء

منجانب مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری

جواب اسکا دو طریق سے ممکن ہے ایک یہہ کہ ہر مسئلہ مین آیہ یا حدیث مطلوب سایل پیش کیجاوے نہو تو جواب صاف قلم مین آوے۔ دوسرا یہہ کہ جواب اسکا بعد تمہید چند امور کے جو ان مسائل کے مقدمات ہین تحریر پاوے چونکہ مرغوب و محبوب جناب مشتہر صاحب کا یہی طریق ثانی ہے کیونکہ ہمارے اشتہار کے جواب مین وہ یہی چال چلین ہین اسلئے بالفعل اسی طریق کو اختیار کیا جاتا ہے آیندہ اگر مشتہر صاحب اس طریق کو ناپسند فرما کر سیدہے ہو چلے اور ہمارے اشتہار کے جواب مین دو حرفی بات حدیث یا آیہ کا ہونا یا نہونا مسائل عشرہ مین زبان قلم پر لاے تو ہم بہی یہہ چال چہوڑ دین گے اور آپکے سوالات ستہ کے جواب مین حدیث و آیہ کا ہونا یا نہونا بیان کرنے پر اکتفا کرین گے اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جواب ترکی بہ ترکی ادا ہو۔ اور پہلے آپ سے چند مقدمات کی تمہید کرائی جاوے سو یہہ ہین (۱) فعل آنحضرت ص کا جسکی خصوصیت آنحضرت سے بدلیل ثابت نہو اور وہ از قسم امور طبعیہ عادیہ نہو تو آپ کے نزدیک واجب الاتباع یا جائز الاقتدا ہے یا نہین خصوصاً اس حالت مین کہ اس کے خلاف مین کوئی قول آنحضرت ص کا پایا نجاوے (۲) نظم قران و حدیث باعتبار دلالت کے اپنے معنے پر کتنی قسم ہے (۳) مجمل کی تعریف کیا ہے اور اسکا حکم کیا اور کسی امر مین وہ مجمل لایق استناد ہے یا نہین (۴) استناد بہ کتاب و سنت خاصکر اعمال و اعتقادات دین مین بکار ہے یا واقعات و اعیان خارجیہ مین بہی اس استناد کی حاجت ہے مثلاً ایک شخص اپنے باپ سے منکر ہے اور اسے کہتا ہے کہ کونسی آیہ و حدیث مین آیا ہے کہ تو میرا باپ ہے۔ یہہ شخص اس سوال مین مصیب ہے یا مخطی (۵) اصطلاحات فنون جنکو کوئی اصل دین نہ سمجہے مبادی و وسائل سے شمار کرے جیسے کل فاعل مرفوع و کل اسناد سقط منہ علی التوالی اثنان فصاعداً فمعضل استناد نص آیت و حدیث کیطرف محتاج ہین یا نہین نہین تو اگر کوئی اسمین آیت و حدیث کا مطالبہ کرے وہ اہل علم سے ہے یا نہین (۶) ایک شخص اعتقاد رکہتا ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم اور کتب سے مقدم ہین باینہمہ اور احادیث صحاح و غیر صحاح کو نیز مانتا اور عمل مین لاتا ہے اور باوجود امکان تطبیق حدیث صحیح بخاری و غیر صحیح بخاری کی برعایت تقدم بخاری اس حدیث کو ترک نہین کرتا۔ یہہ شخص ویسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے امام مذہب کو سب سے مقدم سمجہے اور اسکے قول کے سامنے کسیکی نہ مانے خلاف اپنے

امام کو خلاف دین سمجھے اور مرتکب اس خلاف کو واجب التعزیر جانے یا اسمین اسمین فرق ہی ہے تو بیان کرو یہہ سوالات مقدمات جواب اشتہار جناب ہین۔ **اب ہمین** چند سوال مستانف بمقابلہ آپکے اشتہار کے پیش کرتا ہون جیسے آپ نے میرے اشتہار کے مقابلہ مین سوال مندرجہ اشتہار پیش کئے ہین۔

(اولاً) رفعیدین بوقت رکوع و قومہ کے ممانعت مین کوئی آیت قرآن یا حدیث نبوی قولی پیش کرو جو اس ممانعت خاص مین نص صریح قطعی الدلالۃ ہو (ثانیاً) صحت و ضعف روایات فقہیہ و اقوال آئمہ پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرو کہ فلان روایت بحکم اس آیت کے صحیح ہے فلان بحکم اس حدیث کے شاذ (ثالثاً) رتبہ ابوحنیفہ کوفی کا اور آئمہ پر مقدم ہونا اور انکا امام اعظم ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت کرو (رابعاً) یہہ جو کتب فقہہ مین لکھا ہے کہ فتوی کے باب مین پہلے متون پر اعتماد چاہیئے پھر شروح پھر فتاوی پھر اور خاص کر ہدایہ کو اور کتب پر ترجیح دی ہے اسپر کوئی آیہ یا حدیث پیش کرو (خامساً) یہہ جو فقہاء نے طبقات ستہ مقرر کئے ہین اسپر کوئی دلیل آیت یا حدیث پیش کرو (سادساً) شروط اجتہاد جو قاضی خان وغیرہ کتب فقہہ مین لکھے ہین کہ مبسوط یاد ہو علی ہذا القیاس اور شرط افتاء و رسم مفتی جو در مختار وغیرہ مین لکھے ہین کہ اولاً روایت متفق علیہا ظاہر الروایۃ پر افتا چاہیئے پھر قول امام اعظم پر پھر قول ابو یوسف پر پھر قول محمد بن الحسن پر پھر قول زفر اور حسن بن زیاد پر اور جو علامات روایت مفتی بہا کے لئے مقرر ہین علیہ الفتوی و بہ یفتی ہوا الصحیح ہو الاصح اسپر کوئی آیت یا حدیث پیش کرو **تتمیہ** ان مسائل ستہ مین آیت و حدیث نملی تو قول ابوحنیفہ ہی پیش کرو۔ اگر تم سے کچھہ بھی بن نہ آوے تو اور پنجاب کے مذہبیون سے مدد لو اُن سے بھی کام نہ چلے تو مذہبیان کوفہ سے جو عین نجد مین واقع ہے کچھہ سیکھہ لاؤ پھر جیسا جواب لکھوگے ویسا انعام پاؤگے۔

بالفعل روپیہ کا ذکر اس لئے نہین کیا کہ آپنے دس کے بدلے پچاس لکھکر اسکو ہنسی بنا دیا ہے۔ اسلئے مقابلہ مین اگر ہم پچاس کی جگہہ سو لکھین تو لوگ سمجھینگے کہ یہہ محض ہنسی ہے برائے نام ایک دوسرے کے مقابلہ مین فخر و مباہاۃ سے بڑہتا جاتا ہے دینے کی نیت کسیکی نہین اور اگر پچاس سے کم لکھین تو شاید آپ کم مین خوش نہون۔

یکم اکتوبر ۱۸۷۷ء
۲۲ رمضان ۱۲۹۴ھ

الراقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

تتمہ نمبر اول

اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۷ء

مولانا مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری و مولوی حبیب اللہ صاحب پشاوری و مولوی محمد عمر صاحب مین مناظرہ کے انتظام کی بابت عمدہ مشورت

مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری چند علمی جواب دہی سے عاجز آئے ہین تو اب درپے اس امر کے ہین کہ کسی مجلس عام مین مشتہر کو ذلیل کرین یا فوجداری کرا دین۔ پس پہلے مولانا مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری کو انہون نے لکہا کہ ہمسے زبانی مباحثہ کرلو۔ مولانا ممدوح اسکا جواب دے چکے ہین کہ ہمارا مباحثہ یہی ہے کہ ہمارے اشتہار کا جواب چہپوا دین ہم اسکا جواب چہپوا دینگے مجالس عامہ مین کبہی خیر نہین گذرتی اور کوئی مجلس امن کی نہین ہوتی۔ پس مولوی حبیب اللہ صاحب نے ایک شخص مولوی محمد عمر صاحب نامی کو ہمراہ لیکر بٹالہ کا قصد کیا اور محمد حسین صاحب کے والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب سے جا لپٹے اونہون نے انکی چاپلوسی اور شیرین زبانی مین پہنسکر وعدہ کرلیا کہ ۳ شوال کو مولوی محمد حسین صاحب تمسے مباحثہ کرینگے اور خود انکو (مولوی محمد حسین صاحب کے والد کو) اتنی خبر نہ تہی کہ مولوی محمد حسین صاحب کہان ہین اور کس شغل مین اسلئے انہون نے ایک خط مولوی محمد حسین صاحب کے نام لکہہ کر روانہ لاہور کیا وہ لاہور سے بذریعہ خط منشی کرم الہی محرر سررشتہ یونیورسٹی پنجاب لودہانہ مین پہنچا وہان سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس موضع کوم مین پہنچا مولوی صاحب ممدوح اسکو دیکہکر متعجب ہوئے کہ بدون میری حاضری کے یہہ تاریخ کیونکر مقرر ہوگئی اور بدون تقرری شروط کے گفتگو کیون قرار پائی۔ تب مولوی صاحب موصوف نے اپنے والد ماجد کو عذر نہ آنیکا خط لکہا اور اس تعین کا فسخ چاہا اور لکہا کہ مین ۳ شوال کسی طرح پہنچ نہین سکتا ایسے اشغال مین مصروف ہون جنکو مین چہوڑ نہین سکتا۔ ازانجملہ ایک یہہ عذر تہا کہ مین اپنے اہلخانہ کو انکے مان باپ کے ہان سے لینے گیا تہا سو انکی تاریخ روانگی دوسری تیسری شوال مقرر تہی قبل تاریخ مقررہ رخصت کرنا انکا ناممکن تہا اور انکو وہان چہوڑنا نامناسب انہون نے چالاکی و حکمت عملی سے خود بخود ۲۰ تاریخ شوال مقرر کردی اور اس مین بہی ان سے استفسار نکیا۔ حالانکہ وہ ۴ تاریخ لاہور پہنچ چکے تہے اور ۵ کو اپنے لاہور پہنچنے سے اطلاع بہی دے چکے تہے۔

اب وہ اس تاریخ کی حاضری پر مستعد ہین اور اپنے ہجوم کی امید پر خوش ہین اور مجمع عام کرنے کے شور و غل مچانے پر آمادہ۔ مین انکو یہہ کہتا ہون کہ اگر مولوی محمد حسین صاحب سے دوستانہ گفتگو کرنی چاہتے ہین اور تحقیق حق مقصود رکہتے ہین تو انکے مکان پر خواہ لاہور مین خواہ بٹالہ مین تشریف لاوین اور انہین کے مہمان رہین اور دوستانہ طور پر جسقدر مدت تک چاہین گفتگو کرتے رہین جو بات قرار پاوے گی وہ بطور رسالہ بالاتفاق چہپوائی جاوے گی۔

اور اگر دوستانہ طور منظور نہین مخاصمانہ ہی چال پسند ہے اور مجمع مین گفتگو مرکوز خاطر ہے تو شروط ذیل کے پابند ہون جب وہ شرطین مانکر وثیقہ تسلیم بہیجدینگے تو مولوی محمد حسین صاحب تاریخ مقرر کرینگے اور گنجایش ہوئی تو اسی تاریخ مقررہ پر بٹالہ مین حاضر ہو جاوینگے۔

شروط

(۱) صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کے

پاس درخواست کرین کہ ہم گفتگو چاہتے ہین سرکار
ہمکو پولیس کی مدد دے جو شور و فساد سے مجلس
کی نگرانی کرین اور خانصاحب محمد حیات خان صاحب
بہادر جو ڈیشل اسسٹنٹ گورداسپور یا حافظ
ہدایت علیصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر
اس مجلس مین حکماً شریک کیئے جاوین تیج خوشخبر
یہہ درخواست اِن مولویون کی طرف سے
گذرے جو عیان و خواستگار مباحثہ ہین
یا سکندر خان ساکن ٹبالہ کی طرف سے گذرے
جو بانی مبانی اس اجتماع کا ہے ہماری طرف سے
نہو کیونکہ ہم خواستگار نہین ہوئے۔

(۲) فہرست حاضری مجلس لکھی جاوے
تاکہ اس سے وہ لوگ پہچانے جاوین جو ثقہ نہین
ہے جنکو نہ عزت کا خوف ہے نہ حاکمون کا اور
وہ سخت کلامی و دخل دہی در معقولات سے
باز نہین سکتے۔

(۳) فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو
کے واسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت و الزام
کو سب اپنا سکوت و الزام مان لین جب وہ
عاجز و ساکت ہو جاوے تو اسکے الزام کو تسلیم
کرکے پھر دوسرے کو اسی شرط سے پیش کرین

(۴) کوئی شخص جانبین سے مناظرین کے
کلام مین دخل نہ دے نہ بطور شہادت نہ بطور
اعانت نہ صراحتہً نہ اشارۃً۔

(۵) کوئی شخص مناظرین یا حاضرین مین سے
کسی کی نسبت بجز گفت کلامی توہین نہ کرے۔
نہ بات سے نہ کسی فعل سے۔

(۶) جو کچھہ فریقین بیان کرین پہلے وہہ
تحریر مین آوے پھر مجلس مین بر ملا سنائی
جاوے جب تک ایک فریق کی کلام تحریر مین
اگر پڑھی جاوے دوسرا لب نہ ہلاوے۔

(۷) جب گفتگو مسائل مقصودہ مین شروع ہو
تو اسمین خروج از مبحث ہونے نپاوے۔ یہہ نہ
ہو کہ جب ایک مسئلہ کا جواب نہ آوے تو اسکو
چھوڑکر دوسری طرف کلام چلی جاوے جیسے مولوی
حبیب اللہ صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کے
سوالات عشرہ کے جواب مین کیا ہے یا مولوی
محمد عمر صاحب مولوی احمد اللہ صاحب کے مباحثہ
مین وقوع مین آیا ہے اس صورت مین بحث
اختتام نہین ہوتی اور کام نہین ہوتا چنانچہ جواب
تحریر مولوی حبیب اللہ صاحب مین اسکی
تفصیل ہو چکی ہے۔

ہان اگر کوئی امر مقدمہ و موقوف علیہ مسائل
مقصودہ ہو تو اسکو قبل از مبحث طے کر لیا جاوے
نہ اسطرح کہ اسمین صاحب مقدمہ اپنے خصم سے
سوال کرے بلکہ اسطرح کہ اس مقدمہ کو اپنے
خصم پر عرض کرے پس اگر وہ اسکو مان لے تو اس
مین بحث نہو اور اگر نہ مانے تو اسکو بدلیل ثابت
کرے۔

(۸) مسائل مبحوث عنہ مقرر کیے جاوین اور
اُن مین سے پہلے اُس مین بحث ہو جو سب سے
مہم ہے پھر اس مین جو اس کے بعد اہم۔

(۹) مرکب خلاف ان شروط کا ملزم قرار
دیا جاوے اور وہ مستوجب پانچ سو روپیہ
جرمانہ کا ہو۔ جو سرکار مین داخل کیا جاوے۔

(۱۰) یہہ گفتگو مخاصمانہ ٹبالہ مین ہو یا گورداسپور
اور اگر دوستانہ منظور ہے تو جہان چاہین ہو سکتی
ہے خواہ لاہور خواہ ٹبالہ خواہ گورداسپور مین

سفیر ہندوستان ہم ہرگز ہرگز ایسا نہین
کرینگے کہ مجمع عام مین باہمی گفتگو طمانیت اور
خیریت سے ہو۔ ہمارے نزدیک بہتر یہی ہے
کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مولوی محمد حسین صاحب
کے اشتہار کا جواب تحریری دین اور وہہ بذریعہ
کسی اخبار کے جسکو مولوی صاحب ممدوح
پسند فرماوین مشتہر کرا دین۔ تاکہ وہہ بذریعہ
اور ملت اور ہر شہر اور قصبہ کے لوگون کی
نظر سے گذرے۔ غرض کہ زبانی مباحثہ کسی
حالت مین بہتر اور عمدہ نتیجہ نہ بخشیگا۔ و رہا یہ
صاحبان حقیقۃ الہی سے اپنی تحریرون مین
طرف ثانی کو ان الفاظ اور فقرون سے یاد کرتے
ہین جیسے کہ۔ غیر مقلدین وہابیہ اور شتر مرغ۔
اور دل نازنین۔ اور طفل دبستان۔ تمہارے
مسائل سے بربادی دین ہوتی ہے۔ اور سیادت
ستار کو خاک مین ملا دین گے۔ اور لامذہبی کا
الزام وغیرہ وغیرہ۔ تو گفتگو زبانی مین یہان
مجمع عام ہوگا کیا کیا ہتک اور توہین کے کلمات
نہ کہین گے۔

الحق تحاریر مین عبارۃ النص کے بغیر ویسا کہ

ضمیمہ اخبار صفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳- نومبر ۱۹۱۸ء

نمبر ۱۰

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۹ و ۶ مئی ۱۹۱۸ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے
جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مہ لوی ابو سعید۔
محمد حسین صلعب لاہوری

تصحیح

پچھلے ہفتہ کے ضمیمہ مین کارپردازون کی غلط کاری سے ۹ نمبر کی جگہہ ۸ لکھا گیا ہے حالانکہ ضمیمہ نمبر ۸ ماہ ستمبر کی ۲۹ تاریخ کو چھپ کر شایع ہو چکا ہے۔ مہربانی کرکے ناظرین اسکی صحت کلیدیں

یعنے جب آذان ہو دن جمعہ کے تو دوڑو طرف ذکر خدا کے یعنی نماز جمعہ کے اور سودا تجارت چھوڑدو تا دیکھو یہہ صریح ہے اس مین کہ جمعہ کے واسطے پادشاہ یا شہر یا بازار ہونے کی کچھہ شرط نہین پھر حنفیہ اس ایہ کو نہین مانتے اور اسکو بمقابلہ ایک قول صحابی کے بلکہ بقول ایک عالم مذہب حنفی جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ جہان شہر نہین حاکم امیر نہین بازار و کوچہ نہین وہان جمعہ صحیح نہین چنانچہ ہدایہ مین کہا ہے لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا یجوز فی القری لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع والمصر الجامع کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وہذا عن ابی یوسف رحمہ اللہ وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم الاول اختیار الکرخی وہو الظاہر والثانی اختیار الشلجی وقال فی فتح القدیر فی تخریج الحدیث رفعہ المصنف وانما رواہ ابن ابی شیبۃ موقوفا علی علی رضی اللہ عنہ۔ وفی حاشیہ الہدایۃ صفحہ ۱۴۸ فی تفسیر المصر قال الکرخی ہو ما اقیمت فیہ الحدود ونفذت فیہ الاحکام وہو اختیار الزمخشری وعن ابی عبد اللہ البلخی انہ قال احسن ما سمعت انہ اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم فہو مصر جامع وعن ابی حنیفۃ رح ہو بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق ویرجع الناس الیہ فی ما وقعت لہم من الحوادث۔ ان عبارات مین غور کرکے انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہان قرآن پر سے عمل کہان چلا گیا اور اس قاعدہ کو کون لیگیا اس سے معلوم ہوا کہ یہہ پابندی قاعدہ کی نہین ہے بلکہ پابند تقلید امام کے ہین پس اگر اسکی محافظت قرآن کے اخذ کرنے مین دیکھتے ہین تو اسکو ہاتھہ مارتے ہین اور اگر وہ تقلید حدیث پر عمل کرنے سے قایم رہتی ہے تو اسکی طرف دوڑتے ہین **یہان** سے صدق کلام امام رازی کا معلوم ہوا جو اوس نے کہا ہے کہ مذہب حنفی قانون مستقیم پر مبنی نہین ہے کہ قرآن کیطرف رجوع کرتے ہین کبھی قیاس کیطرف اور کبھی حدیث کیطرف اور کبھی آثار کیطرف چنانچہ **رسالہ ترجیح مذہب شافعی** مین فرماتے ہین واما اصحاب الرای فان امرہم فی باب خبر الواحد عجیب فانہم یوجبون القیاس علی الخبر وتارۃ یعکسون اما الاول فہو ان مذہبنا ان التصریۃ سبب مثبت للرد عندہم لیس کذلک ومذہبنا ما فی الصحیحین الی آخرہ ثم قال واعلم ان الخصوم لما الزمونا بہذا الخبر تاویلا البتہ فانہ مؤول فی محل الحکمات اضطروا الی ان یطعنوا فی ابی ہریرۃ وقالوا انہ کان منسلا فی الروایۃ وما کان فقیہا والقیاس علی خلاف ہذا الخبر لانہ تقتضی تقدیر خیار العیب بالثلاث ویقتضی تقویم اللبن بصاع من تمر من غیر زیادۃ ولا نقصان ویقتضی اثبات عوض فی مقابلۃ لبن حادث بعد العقد وہذہ الاحکام مخالفۃ الاصول فوجب رد الخبر لاجل القیاس ہذا کلامہم فی ترجیح القیاس علی الخبر اما کلامہم فی ترجیح الخبر علی القیاس الجلی فہو من وجوہ احدہا ان انتقاض الطہارۃ بسبب القہقہۃ فی الصلوۃ امر

یا باہ القیاس الظاہر ثم انہم اثبتوا ذلک بسبب
خبر ضعیف ما قبلہ احد من علماء الحدیث **وثانیہا**
وہو اعجب من الاول انہم یقدمون عمل الصحابۃ
علی القیاس الجلی بل علی الدلیل المستفاد من
نص القرآن **اما الاول** فلانہ اذا وقعت صفقۃ
فی بیع وفسخت قالوا ینزح منہا عشرۃ اوقٍ و
یصیر الباقی طاہرا وصریح العقل یشہد بدفع
ہذا الحکم لان ماء البیر شیٔ متشابہ الاجزاء فکیف
یعقل ان یکون نزح بعض ذلک الماء سببا
بصیرورۃ الباقی طاہرا فہذا قالوا انما حکمنا
بذلک لانہ نقل عن بعض الصحابۃ **واما الثانی**
فان البائنۃ فی مرض الموت صریح کتاب اللہ
تقتضی انہا لیست زوجۃ لہ لانہا لو کانت زوجۃ
لکان اذا مات یجب ان یرث عنہا لقولہ تعالٰی
ولکم نصف ما ترک ازواجکم الایۃ وہا الاجماع الزوج
لا یرث منہا فثبت انہا لیست زوجۃ لہ واذا ثبت
ہذا وجب ان لا یرث لانہ منہ لان الربع نصیب
الزوجات فممتنع ان یکون شیٔ منہ نصیبا لہذہ
البائنۃ بدلیل ظاہر من کتاب اللہ تعالٰی فی
ہذہ المسئلۃ۔ ثم انہم قالوا انہا ترث بدلیل
ان عثمان بن عفان قضی بذلک فی حق تماضر
زوجۃ عبد الرحمن بن عوف والعجب ان ابن
عوف وابن الزبیر کانا مخالفین لعثمان فی
ہذہ الفتوی ثم انہم قد سوا فتوی عثمان فی ہذہ
المسئلۃ علی ظاہر کتاب اللہ تعالٰی فثبت انہم تارۃ
یقدمون القیاس علی الخبر وتارۃ یقدمون عمل
بعض الصحابۃ علی الکتاب وتارۃ یعکسون الامر

فی ہذہ الوقائع وہذا یدل علی ان طریقتہم غیر مبنیۃ
علی قانون مستقیم انما بعضہم دین النبی محمد مختار
نعم المطیۃ اللفتی لاخبار ہ لربما غالط الفتی بسل
الہدی ہ والشمس واضحۃ بہا الواہ لا تغفلن عن
الحدیث واہلہ ہ فالرأی لیل والحدیث نہار ہ انہی
کلام الامام الرازی ۔ اور یہہ طریق ان کا
خلاف طریق سلف صالحین صحابہ وتابعین و
آئمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہ کے ہے بلکہ
ارشاد آنحضرت صلعم کے جو سب امامون سے امام
ہین نیز مخالف ہے آنحضرت صلعم کے قول
سے ثابت ہے کہ حدیث وجوب اتباع مین مثل
قرآن ہے اور ائمہ دین سلف صالحین سے
ماثور ہے کہ حدیث قرآن مجید سے وجوب اتباع
مین سبقت رکھتی ہے نہ اسوجہ سے کہ رتبہ آن
حضرت کا رتبہ جناب باری سے بالا ہے اور نہ
اسوجہ سے کہ پایہ ثبوت حدیث کا ثبوت قرآن
سے اعلی بلکہ اسوجہ سے کہ قران مین اجمال و
ابہام ہوتا ہے اور حدیث اس کے مفسر ومبین
بنتی ہے اسلئے آنہون نے یہہ اتفاق کر رکہا ہے
کہ السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ بولیس کتاب اللہ
بقاضٍ علی السنۃ یعنے حدیث قرآن پر حاکم ہے
اور قرآن حدیث پر حاکم نہین ہے ان لوگون
نے یہہ بہی کہہ رکہا ہے کہ جو کوئی حدیث صریح
کے سامنے عموم واجمال قران کو پیش کرے
اور اسکی بنا پر حدیث کو ترک العمل
بتاوے وہ مبتدع ہے اور اہلسنت وجماعت
سے خارج پس پہلے قول آنحضرت کا نقل کیا جاتا

ہے پہر اقوال ان ائمہ کے معرض نقل مین
آوین گے **سنن ابی داؤد** مین مقدام
بن معدیکرب سے روایت ہے عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الا انی اوتیت الکتاب
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ
یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال
فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ الا لا یحل
لکم الحمار الاہلی ولا کل ذی ناب من السباع
ولا لقطۃ معاہد اور **سنن دارمی** مین بصفحہ ۷۰
یہہ باب مقرر کیا ہے کہ السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ
اور اسمین اس حدیث کو معرض استدلال مین
کیا ہے الفاظ اسکے یہہ ہے ان رسول اللہ صلعم
حرم اشیاء یہ وغیرہا الحمار وغیرہ ثم قال لیوشک
الرجل متکیا علی اریکتہ یحدث بحدیثی فیقول
بیننا وبینکم کتاب اللہ فما وجدنا فیہ من حلال احللناہ
وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الا وان ما حرم رسول اللہ
فہو مثل ما حرم اللہ پہر **اسی باب** مین بصفحہ ۷۰
یحیی بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے انہ
قال السنۃ قاضیۃ علی القران ولیس القران بقاضٍ
علی السنۃ اور **حسان** رض سے روایت کیا ہے
ان قال کان جبرئیل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقران اور **مکحول**
سے نقل کیا ہے قال السنۃ سنتان سنۃ الاخذ بہا
فریضۃ وترکہا کفر وسنۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا
الی غیر ما حرج اور **سعید بن جبیر** سے روایت
کیا ہے انہ حدث یوما بحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال رجل فی کتاب اللہ۔ باقی آیندہ

تتمہ

اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ سیوم نومبر ۱۸۷۷ء

مولانا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری و مولوی حبیب اللہ صاحب پشاوری و مولوی محمد عمر صاحب مین مناظرہ کے انتظام کے بارے مین مراسلت

بعالیخدمت صاحب ایڈیٹر سفیر ہندوستان سلامت تسلیم۔

اُن شرطون کے چھپ جانیکے بعد جو تتمہ اوّل سفیر ہندوستان مطبوعہ ۲۷ ماہ گزشتہ مین مندرج ہین جو کارروائی بٹالہ ضلع گورداسپور مین ہوئی خاکسار اُسکو پیش کرتا ہے۔ امید کہ آپ ثالث بالخیر ہوکر اپنے نادر اخبار مین درج فرمائینگے۔

راقم۔ موحد۔

وہو ہذا

ہفدہم شوال کو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری حسب الطلب و قرارداد فریق ثانی بٹالہ مین تشریف لیگئے۔ اور مقررہ شرطین فریق ثانی کے روبرو پیش کین۔ اُن صاحبون نے اُن شرطون کو نہ مانا۔ اور اسی سبب سے مباحثہ وقوع مین نہ آیا۔ مولوی محمد حسین صاحب ہیژدہم ماہ مذکور کو پانچ بجے شام کے لاہور کی طرف مراجعت فرما ہوے۔

وہ تحریر جو مولوی محمد عمر صاحب کی طرف سے معینہ شرطون کے جواب مین مولوی محمد حسین صاحب کو پہنچی اور نیز وہ تحریر جو مولوی محمد حسین صاحب کیجانب سے مولوی محمد عمر صاحب کے جواب مین لکھی گئی بجنسہ یہہ ہے۔

تحریر مولوی محمد عمر صاحب بنام ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری

جناب کے والد بزرگوار نے عہدنامہ بنسبت مناظرہ لاہور پیش کیا اور مجمع عام مین اُس عہدنامہ کی توثیق و تصدیق ہوئی اب خدمت عالیمین یہہ گزارش ہے کہ آپکے مکان پر مقام لاہور وقوع مناظرہ بالراس والعین منظور مگر اتنی شرط زاید فرمائے کہ علماء کبار و طلبہ نامدار کو عموماً مجاز شمول مجلس مناظرہ ہے ہان عوام بازاری و جہال مرہون دست زیانکاری کو مجاز دخل اندازی نہین قید تثلیث کہ جو عبارت سامی مین ماخوذ ہے قابل پذیرائی نہین۔

اگر مناظرہ کا مدار صرف تحریر پر ہے تو ہر شخص طاقت تسوید اوراق رکھتا ہے فائدہ انعقاد جلسہ کچھ مترتب نہوگا کیونکہ مناظرہ تقریر کے لئے حضور مناظرین مشافہۃً و مواجہۃً ضرور ہے اور مناظرہ تحریری کے لئے غیبت و حضور مساوی ہے یہہ فرمانا کہ آپکی جانب سے درخواست سرکار مین داخل ہو پہلے بحلف مغلظ اپنے والد سے استفسار فرمائے کہ محرک سلسلہ درخواست مناظرہ کون شخص ہے علاوہ ازین اگر فریقین کو نسبت طلب حق و اظہار صواب مین امر مساوی ہے درخواست فریقین سے گزرے تخصیص جانب واحد ترجیح بلا مرجح ہے فہرست علماء کبار و طلبہ نامدار و رئیسان باوقار کہ جنکی شرکت مجلس مناظرہ مین مشاہدۃً و استماعاً و طلباً للانصاف و دفعاً للاعتساف ضروری ہے لاہور مین پیش کیجاویگی ہمکو یہہ بہی منظور ہے کہ جو کچھ زبان فریقین سے تراوش یافتہ صدق و صواب ہو

قلمبند کیا جاوے مگر پہلے تقریر ہو ثانیاً تحریر
اور تحریر مین مناظرین دست انداز نہ ہون ان
دو منشی کہ جنکو پاس دیانت و عدالت ملحوظ
ہو اس منصب عالی پر نصب کئے جاوین۔ تہذیب
اول شروط مناظرہ ہے سخت کلامی و درشت
طبعی سے احتراز اول مرحلہ ضرور ہے خروج
از مبحث کی نسبت جو جناب نے راقم اور مولوی
حبیب اللہ پر تعریض کے خالی از بدتہذیبی نہیں
آپ پر خوب روشن ہے کہ مینے رسالہ مسمے
بہ تادیب العلام و تہذیب العوام کالانعام تحریر
کرکے خدمت مولوی غلام علی و مولوی احمد علی
مین ارسال کیا کہ جسکے جواب کا ان حضرات
کو مع اُنکے اعوان و انصار کے حوصلہ قلم فرسائی
و سعی کرنا ارائی ہو اگر آپ کمر بستہ بر انتصار و نصرت
ہین بسم اللہ فرمائے آپکے سایل عشرہ
مستفسرہ کے اجوبہ انیقہ موجود ہین بلکہ رسالہ
مسمے البشرہ مبشرہ مین تحریر کر چکا ہون ہفتہ
عشرہ مین شایع ہو جاوے گا مجھکو منظور یہ ہے
کہ ہر دو قسم مناظرہ تقریری و تحریری درجہ
کمال کو فایز ہون اور حوصلہ ادلی العزمانہ
و یقین کا بکشادہ دلی و وسعت صدری اپنی
شان سطوت پر جلوہ آرا ہو۔ لیجئے
اور سُنیے درخواست رئیسان ریاست
نابہ احقر کے نام پہونچی ہے ریاست نابہ مین
تشریف لیجائیے وہان ہر قسم کا انتظام موجود
ہے اب فرمائیے کیا دغدغہ و حدث باقی
رہا تصدق ما قال اللہ تعالے بل الانسان

علے نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ یاد رہے
مین جناب کو بدون حاضری مجلس مناظرہ
نچھوڑونگا کہین تو قابو مین آوگے ولو کنتم
فی بروج مشیدہ شروط داخلہ مناظرہ
وقت مناظرہ فیصل ہونگی بالفعل بحث
کرنا مصداق مثل سایر و قول دایر اب
نادیدہ موزہ از پا کشیدہ بنجاتا ہے۔
اور اپنی ہر تحریر کو مزین بدستخط و
مہر کرکے نہیجئے نہین تو جواب ندیا جاویگا

حررہ بیدہ
ناصر الملۃ والاسلام
محمد عمر عفی اللہ عنہ

تحریر مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب
لاہوری بنام مولوی
محمد عمر صاحب

الجواب

آپکی تحریر سے آپکا علم و تہذیب و حق
گوئی و انصاف پژوہی ایسی مترشح ہوتی
ہے جو باعلی ندا منادی ہے کہ آپ عالمانہ
و مہذبانہ مباحثہ کرینگے جو کچھ آپ سے ہوگا
خلاف داب علما و مخالف دیدان مہذبین
فضلا عمل مین آویگا۔ علم آپکا اس امر سے ظاہر
ہے کہ ہماری شروط کے مطالب کو نہین سمجھے
اور اُنکی اغراض پر ظفریاب نہین ہوے
بے سوچے بن سمجھے در پئے انکار ہو گئے
ہین اور بعض فقرات عبارت جناب ایسے

ہین۔ جنپر کم علم بھی ہنستے ہین اور خلاف مجاورہ
بتلاتے ہین۔ ہمنے انکی تفصیل کو بعد تحریر کے
اس نظر سے محو کر دیا ہے کہ محصلین تعنیط
الفاظ کو پسند نہین کرتے اور اسکو بحث لفظی
جانتے ہین تہذیب آپکی ان فقرات سے ثابت ہوتی ہے

(۱) خالی از بدتہذیبی نہین۔

(۲) تادیب الغلام و تہذیب العوام کالانعام سے آپ
اپنے مخاطبین علما کو غلام و عوام کالانعام
بتلاتے ہین۔

(۳) جناب کو بدون حاضری مجلس مناظرہ مین نچھوڑونگا
کہین تو قابو مین آوگے۔

(۴) مصداق مثل آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ بنجاتا ہے

جناب من جب قبل از مباحثہ آپکی طرف سے
یہہ طنز و تشنیع شروع ہو گئی ہے تو بعد شروع
مباحثہ خبر نہین کیا تہمت پڑینگے۔ یقین ہے کہ
آپ کہلے کہلے تبرے بولینگے اور مغلظات تو لگے
۔ اسواسطے میری شروط کو نہین مانا۔ اور
اقرار نامہ اداے جرمانہ پانچسو روپیہ کا بصورت
خلاف ورزی شروط نہ لکھا۔ آپکی حق گوئی
اس سے عیان ہے کہ آپنے پہلے روز
ہی گفتگو بٹالہ مین مقرر کی چنانچہ تیسری شوال
کو آپنے مجمع عام کیا اور دور دراز مواضع سے
علما کو بلایا۔ پھر مجھے بسبب اسکے کہ مین سفر
مین تہا اور تاریخ معین پر نہ آسکا حاضر نہ پایا
اور ۳۰ شوال کی حاضری بھی اسی جگہ مقرر کی
چنانچہ تتمہ اخبار سفیر ہندوستان جو ۲۷ اکتوبر
روز شنبہ کو آپکے ردیف مولوی حبیب اللہ صاحب کی

طرف سے شایع ہو گا اس بیان کا معتد بہ
ہے اور رقعات جانبین جو آجتک آپ اور
میرے والد بزرگوار مین دایر ہوئے ہین نیز
اسپر شاہد۔ پھر جب آپنے سن لیا کہ ضلع امرتسر سے
ایک روبکار متضمن تاکید نگرانی بحث مناظرہ نام
صاحب ضلع گورداسپورہ جاری ہوئی
ہے اور یہہ بھی دیکھہ لیا کہ برطبق اس
روبکار کے صاحب ضلع گورداسپورہ نے
کارڈ پولیس ایک ڈپٹی انسپیکٹر کے تیسری
شوال کو موقع واردات پر متعین کردی تو
آپکو یقین ہوگیا کہ یہان فساد کی گنجایش
نہین اور ہمارے مطلوب و مقصود کا جو
سراسر شور و فساد ہے تحقق یہان متصور نہین
ہے آپنے اس بہانہ سے کہ (بٹالہ مین
لوگون کا پھر آنا موجب حرج و تکلیف ہے)
اور آپکے ناصر و معین شیخ سکندر خان نے
اس بہانہ سے کہ (اس مجمع زیر نگرانی پولیس
مین مولوی حبیب اللہ صاحب نہین آسکتے اور وہ
اس خیال سے کہ آجکل شیر علیخان وغیرہ
دلائتیونکو سرکار سے مخالفت ہے اور مین بھی
ولایتی ہون الزام اور نسبت فساد سے ڈرتے
ہین) اس حاضری بٹالہ کو موقوف رکھا اور
بجائے اسکے حاضری لاہور کو تجویز کیا بایں ہمہ
اس تجویز و تبدیل کو میرے والد ماجد کیطرف
نسبت کرتے ہین اور سررشتہ حق گوئی
ہاتھہ سے دیتے ہین آپ ہی حلف مغلظ
سے بیان فرمائین کہ پہلے تیسری شوال
کو پھر ۴ شوال کو حاضری بٹالہ کی مقرر ہوئی
ہے یا لاہور کی۔ قطع نظر اس سے مین یہہ
آپ سے پوچھتا ہون کہ بٹالہ مین آپ انتظام
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ڈر گئے اور اپنے
شور و فساد سے مایوس ہو بیٹھے ہین کیا لاہور
مین حکومت انگلشیہ نہین یا وہان کوئی ڈپٹی
کمشنر یا حاکم پولیس نہین۔ کیا وہان سکھون کا
راج ہے یا شیر علیخان کی حکومت جس سے
مولوی حبیب اللہ کو ولایتی ہونے کی نظر
سے بامید اعانت طمانیت ہے۔ جناب من
وہان بھی یہی گورنمنٹ حاکم ہے اور وہان
کے حکام کو بھی رعایت و حفاظت رعایا مدنظر
ہے بظل حمایت اس گورنمنٹ کے کوئی کسی پر
زبردستی نہین کرسکتا اور نہ کوئی کسی
سے الجھہ سکتا ہے۔ آپ لاہور آوین گے
تو اس چالاکی کا مزہ پاوینگے پابندی شروط
وہان بھی آپکو لازم ہوگی اور اطلاع گورنمنٹ
و اجازت و مدد لینا آپکے ذمہ واجب ہوگا کیونکہ
مدعی مباحثہ آپ ہین اور طبق مثل تو وہان
مین تیرا مہمان خود بخود ہر کسی سے الجھتے ہین
یہی وجہہ ہے کہ اطلاع استجازت گورنمنٹ کے
واسطے آپکو کہا جاتا ہے ورنہ اظہار حق و طلب
ثواب مین کون مدعی فرق ہے۔ آپ کی
انصاف پژوہی اس امر سے ثابت ہے
کہ آپ نے میری شروط کو جو سراسر انصاف
مبین تھین نہین مانا۔ بلکہ برخلاف ان شروط کے اپنی
ان شروط ناجایز کو پیش کیا۔

(۱) گفتگو بٹالہ مین نہو لاہور مین ہو۔
(۲) گفتگو کا مدار تحریر پر نہو (یعنی جو کچھہ کسیکے
جی مین آوے بولتا جاوے)
(۳) رئیس لوگ بھی شریک مجلس کیے جاوین
(۴) شروط مین بحث کیوقت طے ہون پہلے
پس اگر آپکے پاس بھی علم و تہذیب و
حق گوئی و انصاف پژوہی ہے جو اس تحریر
سے مترشح ہے تو میرا سلام لیجے لنا اعمالنا
ولکم اعمالکم سلام علیکم الخ اور اگر کچھہ علم و انصاف
سے بہرہ ہے تو میری شروط پر دستخط کیجے اور
اقرارنامہ حسب ضابطہ تحریر فرمائے پھر گفتگو
عمل مین لائے اسکے سوا کوئی اور بات
لکھینگے تو ہر آپ کو جواب نہ ملیگا اسکا جواب بطرز
مناسب اخبار مین دیا جائیگا یا محض سکوت عمل
مین آئیگا۔

ہفدہم شوال ۹۴ھ ہجری } ابوسعید محمد حسین لاہوری بٹالوی

رائے نامہ نگار

اسکے جواب مین بھی مولوی محمد عمر صاحب
کی طرف سے شرطون کی قبولیت اور منظوری
نہ ہوئی۔ بلکہ اسکے جواب مین ایک رقعہ متضمن
شرطون کے انکار اور نیز طعن اور تشنیع پر پہنچا
۔ جسکا اخبار مین مشتہر ہونا خلاف تہذیب
خیال کیا گیا۔ اگر فریق ثانی خود اسکو
چھپوائینگے تو اس سے ہمارے اس بیان کی
گویا تصدیق ہو گی۔

ضمیمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۱۰ - نومبر ۱۸۷۷ء

نمبر ۱۱

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے
جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری

ما یخالف ہذا فقال الا رانی احدثک عن رسول اللہ صلعم وتعرض فیہ بکتاب اللہ وکان رسول اللہ صلعم اعلم بکتاب اللہ منک اس قول کو ناظرین ملاحظہ فرماوین بعینہ وہی جو ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم قرآن اچھا سمجھتے تھے یا اور اسمین بصلحہ حضرت عمر فاروق سے نقل ہے انہ قال سیاتی ناس یجادلونی بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ اس حدیث کی شرح مین طیبی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے فی ہذا الحدیث توبیخ وتقریع ینشاء من غضب عظیم علی من ترک السنۃ وما عمل بالحدیث استغناء طاعنہا بالکتاب فکیف بمن رجح الرای علی الحدیث واذا سمع حدیثا من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بہا فان لی مذہبا اتبعہ امام ابی حنیفہ سے میزان کبری مین شعرانی نے نقل کیا ہے انہ دخل علیہ مرۃ رجل من اہل الکوفۃ والحدیث یقری عندہ فقال الرجل [illegible] عن ہذہ الاحادیث فزجرہ الامام اشد الزجر وقال لہ لولا السنۃ ما فہم احدنا القرآن ثم قال للرجل ما تقول فی لحم القرد واین دلیلہ من القرآن فاقحم الرجل فقال للام فما تقول انت فیہ فقال لیس ہو من بہیمۃ الانعام ثم قال الشعرانی فانظر یا اخی الی مناضلۃ الامام عن السنۃ وزجرہ من عرض لہ بترک النظر فی احادیثہا الی اخر ما یلیق بالمراجعۃ ایسا ہی امام شافعی سے میزان مین نقل کیا ہے حیث قال روی الہروی بسندہ الی الامام الشافعی انہ قال حدیث رسول اللہ صلعم مستغن بنفسہ اذا صح انتہی یعنی انہ لا یحتاج الی قول یعضدہ اذا صح دلیلہ لان السنۃ قاضیۃ علی القرآن ولا عکس وہی مبینۃ لما اجمل منہ انتہی ما فی المیزان اور جگہہ امام شعرانی نے اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب منہج مین کہا ہے قد اجتمعت الامۃ علی ان السنۃ قاضیۃ علی الکتاب ولیس الکتاب بقاض علی السنۃ انتہی ایسا ہی امام احمد سے حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین نقل کیا ہے حیث قال ذکر احمد رح الاحتجاج علی ابطال قول من عارض السنن بظاہر القرآن و ردہا بذلک وہذا فعل الذین یستمسکون بالمتشابہ فی رد المحکم فان لم یجدوا لفظا متشابہا غیر المحکم استخرجوا من المحکم وصفا متشابہا وردوہ بہ ولہم طریقان فی رد السنن احدہما ردہا بالمتشابہ من القرآن او من السنن الثانی جعلہم المحکم متشابہا واما طریقۃ الصحابۃ وائمۃ الحدیث کالشافعی والامام احمد ومالک وابی حنیفۃ رح وابی یوسف والبخاری واسحق فعکس ہذہ الطریق وہی انہم یردون المتشابہ الی المحکم ویوافق النص الحکم ما یفسر لہم المتشابہ ویبینہ لہم فیتفق دلالتہ مع دلالۃ الحکم ویوافق المنصوص بعضہا بعضا ویصدق بعضہا بعضا فانہا کلہا من عند اللہ وما کان من عند اللہ فلا خلاف فیہ ولا تناقض وفصلہ فی موضع اخر ومثلہ بامثلۃ منہا رد المحکم الصریح الذی لا یحتمل الا وجہا واحدا من وجوب الطمانینۃ وتوقف اجزاء الصلوۃ وصحتہا علیہ کقولہ صلعم لا تجزئ صلوۃ لا یقیم الرجل فیہا صلبہ فی رکوعہ وسجودہ ونحوہ بالمتشابہ من قولہ وارکعوا واسجدوا ومنہا رد المحکم الصریح من تعیین التکبیر للدخول فی الصلوۃ بالمتشابہ من قولہ وذکر اسم ربہ فصلی ومنہا رد المحکم فی اشتراط النیۃ لعبادۃ الوضوء والغسل بالمتشابہ من قولہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم الخ ولم یامر بالنیۃ ومنہا رد السنۃ الثابتۃ المحکمۃ فی النہی عن بیع الرطب بالتمر بالمتشابہ

من قوله واحل الله البيع وبالمتشابه من قياس في
غاية الفساد ومنها رد السنة الصحيحة الصريحة في
النهي عن الجلوس على فرش الحرير كما في صحيح البخاري
بالمتشابه من قوله وهو الذي خلق لكم ما في الارض
جميعاً - ومنها رد السنة الصحيحة الصريحة المحكمة
في خرص الثمار في الزكوة والعرايا وغيرها اذا بدء
صلاحها بقوله انما الخمر والميسر والانصاب والا
زلام رجس عمل الشيطان ومنها رد السنة الصحيحة
المحكمة في استحباب صلوة النساء جماعة لا مفردات
كما في المسند والسنن بالمتشابه من قوله لن يفلح
قوم ولوا امرهم امرأة الى ان ذكر ومنها رد هم
السنة في مسئلة الفاتحة والجهر بآمين فقال ومنها
رد النصوص المحكمة الصريحة الصحيحة في تعيين قرءة
فاتحة الكتاب فرضاً بالمتشابه من قوله فاقرءوا ما
تيسر منه ومنها ترك السنة المحكمة الصحيحة في الجهر بآمين
في الصلوة كما في الصحيحين فرد بقوله تعالى واذا
قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا والذي نزلت عليه
هذه الآية هو الذي رفع صوته بالتامين والذين
امروا بها رفعوا بها اصواتهم ولا معارضة بين الآية
والسنة بوجه الى آخر ما ذكر من الاشلة التي تزيد
على سنتين - ومن لم تيسر له مطالعة ذلك الكتاب
فعليه بمطالعة الانتقاد الرجيح شرح الاعتقاد
الصحيح والجنة في الاسوة الحسنة بالسنة لخير
معاصرينا السيد ابي الطيب لا زال معوانا لسنة
السنة - ان احاديث واثار واقوال سے ثابت
ہوا کہ قرار داد آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب و تابعین
وائمہ مسلمین کا یہی ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے

در عمل مین قرآن کی مانند بلکہ بڑھکر ہے پس جسنے
حدیث صحیح کو مجمل و مبہم آیت قرآن سے رد کیا وہ
تمام سلف کا مخالف ہوا پہر اگر وہ اس مخالفت مین
معتمد ہے تو مبتدع ہے ورنہ احمق اور جاہل ہے
کائناً من کان ومتی کان واینما کان یہ شخص
بلاریب یہی اعتقاد رکہتا ہے کہ آنحضرت معنی آیۃ
نہین سمجہتے تہے جیسا مین سمجہتا ہون یا وہ جسکا
مین مقلد ہون ایسے شخص سے مسئلہ فرعی مین
بحث فضول ہے اولاً اس سے حقیقت نبوت
وامامت بحث کرنی بکار ہے اور خواص نبوت
وامامت مین گفتگو لازم - ہمارے مخاطبین اگر
آنحضرت کو نبی برحق جانتے ہین اور انکی فہم کو اپنی
اور امام کی فہم سے افضل مانتے ہین تو اس
بحث کے طالب نہ ہونگے اور بدون چون و چرا کے
مان لینگے کہ اگر معنے آیۃ انصتوا کے یہی ہوتے
کہ جب قرآن پڑہا جاوے تو اصلاً و مطلقاً کسی
طرح کچہہ نہ پڑہو تو آنحضرت صلعم کے خیال مبارک مین
آتے اور وہ مقتدیون کو بحالت قرأت امام سورہ
فاتحہ پڑہنے کا ارشاد نفرماتے اور ممانعت قرأۃ
خلف الامام کو جہر سے خاص نکرتے - اور جس حالت
مین آپنے اس ممانعت کو جہر سے خاص کیا اور
آہستہ پڑہنے کا ارشاد فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ
اس آیت کے معنے وہ نہین ہین جو ہم یا ہمارے
امام جی سمجہتے تہے -

وجہ دوم ہمنے فرض کیا اور علی التنزل
مان لیا کہ آیت مذکور مین مطلقاً قرءۃ سے اگرچہ
سراً ہوا ممانعت مقصود ہے اور انصات بالکل

چپکے رہنے کا ہی نام ہے پہر بہی اس سے ممانعت
خاص قرءۃ فاتحہ کے پیچہے امام کے یقیناً نہین
نکلتی قرءۃ فاتحہ حکم اس آیۃ سے مخصوص و مستثنی
ہو سکتی ہے اور احادیث نبوی مین جو وجہ اول
مین منقول ہو چکی ہین جنمین مقتدیون کے واسطے
قرءۃ فاتحہ کا ارشاد ہے یہی بات پائی جاتی ہے
اور کیونکر نہو جس نبی پر یہہ آیت اتری ہے اسی
جناب سے فاتحہ پڑہنے کا ارشاد صادر ہوا ہے
اگر اس آیت مین ممانعت عام مراد ہوتی تو آنحضرت
صلعم اسکا خلاف نکرتے اور مقتدیون کو خاص
قرءۃ فاتحہ کا امر نفرماتے یہہ جواب اس آیت سے
محدثین و ائمہ مجتہدین نے جو قرءۃ فاتحہ کو بحق
مقتدی واجب بتلاتے ہین دیا ہے - چنانچہ کہا
امام بغوی نے بیچ معالم کے ویتمسک من
لا یری القرءۃ خلف الامام بظاہر ہذہ الآیۃ ومن
اوجبہا قال الآیۃ فی غیر الفاتحۃ انتہی اور کہا امام
شوکانی نے نیل الاوطار مین بجواب
آیۃ وحدیث اذا قرء فانصتوا کے انہا عمومات وحدیث
عبادۃ خاص ومبنی العام علی الخاص واجب کما
تقرر فی الاصول وہذا لا محیص منہ وتؤیدہ الاحادیث
المتقدمۃ القاضیۃ لوجوب قرءۃ فاتحۃ الکتاب
فی کل رکعۃ من غیر فرق بین الامام والماموم
لان البراءۃ عن عہدتہا انما یحصل بناقل صحیح
لا بمثل ہذہ العمومات التی قرنت بما یجب تقدیمہ
علیہ انتہی اور کہا **امام رازی** نے تفسیر کبیر
مین - بمقابل تمسک اس آیۃ کی - السوال الثالث
وہو المعتمد ان الفقہاء اجمعوا علی انہ یجوز + باقی آئندہ

حاشیہ قید آہستگی کی اگرچہ حدیث عبادہ بن صامت مین جو سابقاً نقل ہو چکی ہے مذکور نہین انہین اسی حدیث ابن حبان نے بروایت السنن زیادہ لیقرء احدکم لقای الکتاب فی نفسہ کو روایت کیا ہے ذکرہ فی تخریج الہداۃ - ۱۲ منہ

تتمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۱۷- نومبر ۱۸۷۷ء

سپاسنامہ بجواب سبا بنامہ رقمزدہ کلک مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری مندرجہ سفیر ہندوستان مطبوعہ ۷ م- اکتوبر ۷۷ء منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

دیدہ ام در غنچگی چندین جفائے باغبان
بعد گل گشتن نمیدانم چہ گل خواہد شگفت

جناب مولوی صاحب نے ہنوز میری حالت سکوت وسوال مین مجھے ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے جنکو مہذب لوگ پسند نہین کرتے۔ معلوم نہین جب مین کچھہ بولونگا یا مرتبہ سوال سے مترقی ہوکر نقض و معارضہ تک پہنچونگا۔ تو کیا کیا عنایتین میرے حال پر مبذول فرمائینگے۔ اس لئے مین پچھلی عنایتون کا **شکریہ** ادا کرتا ہون اور آیندہ بڑی منت سے خواستگار ہون کہ اگر آپکے پاس یہی کوتاہ ہتیار ہین تو مجھے لایق اس کارزار نہ سمجھین اور میری شرط مندرجہ ضمیمہ سفیر ہندوستان مطبوعہ ۲۶ مئی کو ملاحظہ فرماکر مجھے خطاب ناصواب سے معاف رکھین اور اگر یہہ امر بیجا و خطاب نازیبا آپ سے خطاءً ہوا ہے اور آیندہ اس سے احتراز کا ارادہ ہے تو مین ماسبق سے درگزر کرتا ہون اور آپ کی اس تحریر کا جواب دیتا ہون۔

پس واضح ہو کہ آپکی تحریر پُر تنویر کے پانچ رکن ہین

رکن اول جو انکا رکن اعظم ہے سب وشتم ہے جیسے لفظ جاہل۔ وہابی۔ غیر مقلد۔ شتر بے مہار۔ شتر مرغ۔ طفل دبستان۔ لامذہب امثال ذلک

رکن دوم بیان وجہ صحت اکیس سوالات جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ اگرچہ تم اب سائل ہو ولیکن کبھی تو مدعی اور معلل بنوگے اسلئے یہہ سوالات پیش کئے گئے ہین تاکہ اپنی بات کے پابند رہکر اس سے تجاوز نکرو

رکن سوم درخواست اس امر کی کہ ہمارے بقیہ سوالات کا جواب دو۔

رکن چہارم اعراض و اغماض جو میرے مقدمات ستہ کے جوابات سے جو موقوف علیہ جوابات اسئلہ ستہ مشتہرہ جناب ہین اور میرے سوالات ستہ مستانفہ کے جواب سے آپ عمل مین لائے ہین اور بجاے اُن جوابات کے ان الفاظ پر اکتفا فرمائے ہین کہ تم تو کیا تمہارے اکابر دین اور پیشوایان مسلمین ہمارے اسئلہ کے جوابات سے عہدہ برا نہ ہونگے۔

رکن پنجم درخواست مناظرہ تقریری جسمین میرے سوالات علمیہ کے جواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اس سے گریز کرنے کو میری طرف نسبت کیا۔

جواب رکن اول اگر جواب ترکی بہ ترکی لکھون تو بحث مسائل نہ رہیگی۔ سب وشتم کی طرف کلام منجر ہوگی اور اس مین میرا مقصود فوت ہوگا۔ اس لئے مین اُسکے جواب سے سکوت کرتا ہون۔ اور عفو اور مسامحت کو کام مین لاتا ہون کما قال اللہ تعالے۔ وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور۔ ادفع بالتی ہی احسن۔ فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ۔ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم الخ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زاد اللہ بعفو الا عزاً۔ وقال صلعم من تواضع للہ رفعہ اللہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس کبیر ومن تکبر وضعہ اللہ فہو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لہو اہون علیہم من کلب او خنزیر۔

قطع نظر اس سے برائی کے بدلے مین برائی بغرض ردع وسد باب برائی کی مشروع ہے۔

حاشیہ ✝ سب بفتح سین مہملہ و تشدید باے موحدہ بمعنی دشنام۔ سباب جمع سب۔ یعنے دشنام نامہ کے جواب مین سپاس نامہ۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر

اور جہان بدلا لینے مین زیادت برائی کا یقین ہو
وہان بدلا لینا خلاف مقصود ہے۔ ناظرین غور
فرماوین کہ مینے اپنے اشتہار مین ایک معمولی لفظ
لکھا جو سب علمار کے استعمال مین ہے کہ (اپنی
اور مذہبی بھائیون سے مدد لین) یعنے جو تمہارے
مذہب مین شریک ہین اور حنفی مذہب کہلاتے ہین
چنانچہ اکثر عبارات مین یہہ الفاظ بولے جاتے ہین
المذہب کذا۔ وفی کتب المذہبیۃ کذا۔ آپنے
سوء ظنی سے اسکو گالی سمجھا۔ اور اُسکے مقابلہ
مین مذہبی سکھون کی طرف اشارہ کیا اور بخ۔
وغیرہ کا (جنسے ہمکو کوئی خاص علاقہ نہین نہ ہم
اُنکے مقلد ہین نہ اُن سے مسائل مذہبی تعلیم پاتے
ہین) ہمپر طعن کیا۔ اسکے جواب مین آپکو آپ ہی
کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ اور کوفہ کا نجد سے
ہونا تبلایا تاکہ آپ آیندہ اُن الفاظ سے احتراز
فرماوین۔ اور بخوف قصاص باز آوین اور مضمون
اس شعر کو خیال مین لاوین۔

دہن خویش بدشنام سیالای صائب
کین ز قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

اور یہہ سوچین کہ جو کچھہ ہم نجد کے حق مین عموماً
کہین گے وہ کوفہ کی طرف بھی عاید ہوگا۔ اسلیے
کہ کوفہ بلکہ تمام عراق نجد مین ہے اس مین
نہ ہمکو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ پر طعن مقصود ہے
نہ اُنکے شاگردون پر۔ یہہ تب ہوتا جبکہ ہم نجد کو
علی العموم برا کہتے یا اُسکے کل سکان کو ملعون
خیال کرتے۔ امام ابوحنیفہ رح اور اُنکے ارشد
تلامذہ کو تو ہم اساطین دین جانتے ہین اور ائمہ
مسلمین خیال کرتے ہین آپ جو چاہین سمجھین۔
اور عوام الناس مین کہین۔ پس جب آپنے
ہمارے اُن کلمات اعلامی و اشارات الزامی
سے ہمکو طاعن آئمہ ٹہراکر اُسکی عوض مین سب و شتم
سے صفحہ اخبار بھر دیا تو اب اسکا بدلا لینا کب مثبت خیر
و ثمر اُس غرض کا جو مشروعیت جزاء سے ملحوظ
ہے ہو سکتا ہے۔ اسلئے اعراض اولی و اغماض
[illegible] نظر آیا۔ اور عفا اللہ عما سلف البتہ پسندیدہ معلوم ہوا۔

جواب رکن دوم آپکا یہہ ارشاد انصاف
بنیاد کہ اگرچہ تم اب سائل ہو لیکن کبھی تو معارض
و معلل ہوگے صاف ظہر ہے کہ مین ابتک مورد
اِن سوالات کا نہین ہوا آیندہ جب مدعی و
معلل ہونگا تو لایق ان سوالات کے ہو جاونگا
اِس سے ادنی ذی شعور یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے
کہ ابھی آپکو یہہ سوالات میرے سامنے پیش کرنے
جائز نہ تھے جب مین آپ کے جوابات کو نہ مانتا
اور اُسکے خلاف مین نقض یا معارضہ کرتا تو اسوقت
آپ قبل از دفع میرے اعتراضات کے یہہ سوالات
پیش کرتے۔ اور اگر مین آپکے جوابات کو سنتا ہی
مان لونگا اور حق و باصواب پاکر بسر و چشم قبول
کرونگا تو پھر یہہ سوالات کس کام آوین گے۔
پس جناب کو لازم ہے کہ میرے سوالات عشرہ
کے جواب مین کوئی آیت یا حدیث پیش کرین
اگر مینے اُنکو مان لیا اور موافق اپنی شرط کے پایا
تو فتح آپکے نام ہوئی۔ اسمین سانپ بھی مارا گیا
اور لاٹھی بھی بچی۔ اور یہہ مثل صادق آئی کہ

ع ہم آپ ہی ہوا بود ہم کباب۔ اور اگر مینے آپکے کلام
کی اور آپکو اسکی ہر فقرت کی ضرورت [illegible]
مجھسے یہہ سوال پوچھین۔ یہہ بات تو ادنی ذی
عقل سمجھہ سکتے ہین اور دانایان نکتہ شناس اور علمار
روشن قیاس یہہ بھی سمجھتے ہین کہ اگر مین آپکے
جواب کا مقابل ہو گیا۔ معارض بنایا ناقض تو بھی
آپکو اُس معارضہ و نقض کے دفع کے لئے مجھسے وہ
سوال کرنے نہین آتے۔ جو کاشف مراد میرے
کلام کے نہون۔ مقدمات جواب سامی ہون یا
اصول موضوعہ بزعم گرامی۔ بلکہ جس مقدمہ کو آپ
موقوف علیہ جواب سمجھین گے۔ اُسکو میرے سامنے
پیش کرین۔ اگر مین اُسکو مان گیا تو اُسکو اصول
موضوعہ و قواعد مسلمہ سے قرار دین۔ ورنہ اُسکو
بدلیل ثابت کرین۔ آپکا فرض اثبات و استدلال
ہوگا۔ اور مجھے منع کافی۔ پھر بھی یہہ جائز نہ ہوگا
کہ مجھسے اپنے مقدمات کا سوال کرین اور مجھی سے
دلیل طلب کرین اور آپکا یہہ ارشاد کہ تم کسی
قانون کے پابند نہین صورت تعجب ہے۔ جناب مین
ابھی ہماری بے ضبطی سے آپکو کیا کام۔ جب ہم
آپ کے جوابات کو نہ مانین گے اور چال مخالفت
چلین گے تو اُسوقت ہمسے کسی قانون کی پابندی
کرالین پہلے ہمارے جواب تو لائی۔ شاید ہم
آپ کے موافق ہی ہو جاوین۔ یہہ ہمنے بطور
تنزل کے کہا ہے ورنہ ہماری پابندی اور [illegible]
عیان ہے۔ ہم لوگ قرآن و حدیث کے پابند
ہین۔ اور اقوال اصولی علماء کو جو موافق قرآن
و حدیث کے ہین بدل مانتے ہین اور اقوال

واصول مخالفہ نصوص کو کالائی بدبریش خاوند مارتے ہین چنانچہ میری تحریر سے یہہ مسلک مذہب ہمارا بخوبی منفصل ہے۔ پہر معلوم نہین۔ پابندی کس چیز کا نام ہے۔ سچ پوچھو تو حضرات حنفیہ پابند کسی قانون کے نہین ہین۔ کبھی حدیث کے مقابلہ مین قرآن کو سند لیتے ہین۔ اور کبھی قرآن کے مقابلہ مین حدیث کو۔ کبھی قیاس کی طرف رجوع کرتے ہین۔ کبھی آثار کی طرف۔ یہہ بات اِنکی نسبت مشاہیر علماء نے کہہ رکھی ہے اور اسی وجہہ سے اِنکو اصحاب الرائے کہتے ہے۔ دیکھو امام رازی نے رسالہ ترجیح مذہب شافعی مین اُن سے یہہ باتین نقل کی ہین اور اُسکے خاتمہ مین کہا ہے۔ فثبت انہم تارۃ یقدمون القیاس علی اخبر وتارۃ یقدمون عمل بعض الصحابۃ علی الکتاب وتارۃ یکسون الامر فی ہذہ الابواب وذلک دلیل علی ان طریقتہم غیر مبنیۃ علی قانون مستقیم وانشد بعضہم ابیات دین النبی محمد مختار ۔ ما لمطیۃ للفتی الاخبار ۔ ودربما غلط الفتی سبل الہدی ۔ والشمس افضح ما لہا انوار ۔ لاتغفلن عن الحدیث واہلہ ۔ فالرأی لیل والحدیث نہار تمام ہوئی کلام امام رازی کی بطور خلاصہ کے تمام وکمال ہمارے ضمیمہ نمبر ۱ مین چھپ چکی ہے۔

جواب کن سوم آپ بقیہ سوالات کا جواب طلب کرتے ہین۔ مین ایک سوال کو بھی لایق جواب نہین جانتا۔ اور نہ مینے بطور جواب کسی سوال کا جواب دیا ہے۔ اور جو میری کلام کے ضمن مین بعض سوالات کا جواب ادا ہوا ہے وہہ بھی اس نظر سے کہ آپ ہماری اعراض کلی کو عجز و لاعلمی پر حمل نکرین۔ اسلئے ہمنے ضمناً بعض مشکل جوابات کی طرف اشارہ کر دیا۔ آپ اُسکو غنیمت جانین اور اُس کے قیاس پر دست سوال نہ پھیلاوین۔ اور اگر ایسی ہی حرص یا شوق ہے تو اپنے سوالات کا محمل بتاوین۔ اور اُس کا لایق جواب ہونا۔ مدلل فرماوین۔ پہر ایک ایک کا جواب سُنتے جاوین **جناب کا یہہ سوال کہ مذہب** شافعی مسئلہ حدین کیا ہے اور اقسام حد رجم و سر کاٹنا وغیرہ شافعیون کی کونسی کتاب مین لکھی ہین **مجھے تعجب مین ڈالتا ہے۔** جناب من یہان شافعی، حنبلی سے کیا بحث ہے جب کوئی شافعی آپکا مناظر ہوگا۔ تو اُس سے آپ یہہ باتین پوچھہ لیجیگا مین تو محمدی ہون اور بلا تقلید زید و عمر کے نصوص احمدیہ کا طالب ہون اور اُنہین کی راہ سے جواب کا راغب اور اپنا یہہ ورد کہتا ہون۔

از مصطفی شنیدن و از دیگران بریدن

جواب کن چہارم جناب من مجرد دعوی کہ ہمارے سوالات کا جواب تم سے کیا تمہارے اکابر سے بن نہ پڑے گا۔ از قسم۔ شتر خویش خود گفتن الخ ہے۔ ہر کوئی ایسی طولانی دعوی کر سکتا ہے۔ مگر لطف و صدق تب ظاہر ہوتا جبکہ آپ جوابات ہمارے سوالات ستہ کے جو مقدمات جوابات سوالات سامی ہین قلم مین لاتے اور اِدہر سے جواب پاتے اور جب آپ نے اُن سوالات کا جواب نہین دیا تو پہر جواب نہ ملنے پر افسوس کیون کیا اور اگر فرماوین کہ جواب بلا تمہید مقدمات و عرض سوالات واجب تہا۔ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ سبق ہمنے آپہی سے سیکہا ہے ورنہ ہم یہہ چال نہ چلتے۔ جواب صاف حوالہ قلم کرتے۔ آیندہ اگر آپ اپنے اکیس سوالات سے دست بردار ہوتے ہین۔ اور ہمارے سوالات عشرہ کا جواب دیتے ہین۔ تو ہم بھی ان سوالات ستہ سے درگزر کرتے ہین اور جوابات اسئلہ سامی قلم مین لاتے ہین یہہ تو کلام ہے آپکی اعراض مین ہمارے مقدمات کے جواب سے۔ رہے ہمارے وہ سوالات ستہ جو مستالف ہین سو اُن مین آپ نے کچھہ نہ فرمایا۔ اور نہ اُن کا لایق جواب نہ ہونا ظاہر کیا وہ نظر سے ہی نہین گزرے۔ یا آپ اُن کے جواب سے عمداً اغماض فرمائے ہین۔

جواب رکن پنجم گفتگو بالمشافہ مجھے ان شرائط سے منظور ہے جو تتمہ سفیر ہندوستان مطبوعہ ۱۸۷۰ء اکتوبر مین مشتہر ہو چکی ہین۔ سوائے اُن شروط کے مجمع عام مین جھگڑنا اور حکام کی نظرون مین فسادی بننا۔ اپنا شیوہ نہین سمجھتے آپ اسکو گریز و فرار نام رکھتے ہین۔ ہمین کمال سمجھتا ہون۔

مشو مغرور بر آنست کہ نزدیک تو زشت است

اور اگر انصاف و غور کو کام مین لاوین تو آپ بھی یہی مناسب سمجھینگے کہ بانتظام مجلس عام لوگون مین مباحثہ کرنا اپنی عزت کو بٹہ لگانا ہے

اور بکام وقت کے مجرم بنا۔ آپ کو مناظرہ لاہور
جو آپ مین اور **خلیفہ رجب دین** مین
ہوا تہا یاد نہین کہ اُس مین سخت کلامیان ہوئین
اور لاٹھیان ہاتہون مین پکڑی گئین۔ اور بعض
حضرات کی پگڑیان اُتاری گئین۔ پہر جہان
کہین بلا انتظام حکام و پابندی شروط مناظرہ
مخاصمانہ ہوگا وہ کسطرح مثمر خیر و امن ہوگا۔
یہہ جواب ہمارا شرطی ہے۔ اگر آیندہ آپنے
سخت کلامی چہوڑ دی تو یہہ جواب پیشکش
نظر سامی ہے۔ ورنہ آپ سے ہمارا خطاب ہے
نہ یہہ آپ کا جواب۔ پس اگر آپکو قیل و قال
مسائل منظور ہوگی تو آپ زبان قلم کو
سنبہالین گے۔ ورنہ اسی انداز سابق سے
پیش آینگے جس سے تمام لوگ جان جائینگے
کہ آپکو بحث مسائل سے اعراض ہے۔ اور
سب و شتم کو اپنی اُس اعراض کی آڑ بنایا ہے۔

۳۔ نومبر ۱۸۷۶ء } ابو سعید محمد حسین لاہوری

رائے مدبر سفیر ہندوستان

اگر ہم سے علم آدمی اس امر کے شاکی ہوتے کہ
مذہبی مباحثہ اخبار مین کیون چہپتا ہے۔ تو ہم کچہ
جواب نہ دیتے۔ لیکن جبکہ خاص خاص آدمی ماشاء اللہ
چشم بدور خوب تجربہ کار ہو کر یہی سوال پوچہتے
ہین۔ تو اسکا مختصر اور پُر مطلب جواب دینا لازم
بلکہ بوجوہ چند در چند فرض ہے۔

بدیہی ہے کہ یہہ مباحثہ اخبار مین نہین چہپتا
بلکہ اسکے واسطے علیحدہ ضمیمہ اور تہا ہے۔ جو بہت
جلد رسالہ کی صورت مین شایع ہوا کریگا۔ علاوہ
اسکے کس مذہب اور ملت کے فریق مباحثہ شایع نہین
کرواتے۔ مسیحی مذہب والے برابر مسلمانون اور ہندوؤن
چینیون وغیرہ اہل مذاہب سے مباحثہ کر کے شایع کرواتے ہین
بلکہ اُسکے فریق آپسمین بہی صریحاً نکتہ چینیان
کرتے۔ ہتے ہین جیسے رومن کیتہولک حزب آف
انگلنڈ والون پر اور وہ اِن پر۔ پرسبٹیرین بپٹسٹ
والون پر اور وہ اِن پر۔ بپٹسٹ فری چرچ والون پر
اور وہ اِن پر۔ علی ہذا القیاس۔ پہر خود اہل اسلام
مسیحیون اور ہندوؤن سے مباحثہ کرتے اور اُن کو
شایع کرواتے ہین۔ بلکہ اسلام کے فریق باہم مباحثے
کرتے اور شایع کرواتے ہین جیسے شیعہ سنیون سے
اور وہ اِن سے وغیرہ۔ اِس سے قطع نظر ہندوؤن
مین فریق باہم مباحثے کرتے اور چہپواتے ہین۔
جیسے برہم و دہرم آریہ والون سے اور وہ اِن سے۔
غرض کہ عادل اور رعایا پرور انگلشیہ
گورنمنٹ کی حکومت مین ہر مذہب اور ہر فرقہ والے کو
مناسب آزادی حاصل ہے۔ اِس صورت مین کون
کہہ سکتا ہے کہ یہہ امر امن مین خلل انداز ہے۔
اگر ہم موحدین کے قابل شایع ہونیکے مضمون چہاپتے ہین
تو فریق ثانی کے ناقابل (لحاظ تہذیب) شایع ہونے
کے مضامین سے بہی انکار نہین کرتے۔ اور یہہ خیال
کہ موحدین بقلت ہین اور فریق ثانی بکثرت اِس
جہت سے اُنکی دل آزاری ہوتی ہے عقل سلیم کے
تردیک پذیرائی کے لایق نہین۔ اگر کثرت کا
لحاظ ہے تو ہندوؤن کی خاطر جو ہندوستان مین
پندرہ کروڑ سے زاید ہین اہل اسلام ہند کو جو صرف
پانچ کروڑ ہین ہندوستان سے ہجرت کرنی پڑیگی
اور عیسای اُن سے بہی کہ ہین [illegible] ہجرت لازم آئیگی۔ علی ہذا برہم و دہرم اور آریہ وغیرہ
وغیرہ لوگون کو۔
ہم نے کبہی نہین دیکہا بلکہ سنا بہی نہین کہ ملک
مغربی شمالی اور پنجاب کے موحدین نے اپنی مہربان
گورنمنٹ انگلشیہ کے برخلاف ایک حرف بہی کہا ہو
یا کہتے ہون۔ مرحوم شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی نے
جب دہلی مین لاکہون آدمی جمع کر کے جہاد کا
فتوی دیا تو علانیہ اپنی وعظ مین کہا۔ کہ جسکو جان
دینی ہے وہ یہان اور کسی اَور جگہہ کو برابر سمجہتا ہے
لیکن انگلشیہ گورنمنٹ سے جہاد کرنا حرام مطلق ہے۔
اِنکے امن کے سایہ مین ہماری شریعت کے تمام احکام
کہلا کہلی پورے ہوتے ہین بلکہ انگریزون کی بادشاہت
کے دل سے شکر گذار اور ممنون ہین۔ غرض کہ اُس
فخر متاخرین مولوی نے جسکی ثانی اِس اخیر زمانہ مین
پیدا نہین ہوا۔ سنہ کی راہ پشاور مین پہنچکر
سکہون سے جہاد کیا۔ اسی طرح موحدین جلوت
اور خلوت مین تہ دل سے اپنی گورنمنٹ کی مہربانیون
پر شکریہ ادا کرتے ہین۔ ہان البتہ ہم افواہاً سنتے ہین کہ فریق
ثانی بیچارے عاجز موحدین پر جہاد کا فتوی دیتے ہین
جو واقع مین بلحاظ امن ایک خلل انداز امر ہے۔
المختصر موحدین اپنے خیالات کے اظہار مین بدزبانی
اور بدتہذیبی کو کام مین نہین لاتے بلکہ بڑی خوشی سے
صبر اور شکر کرتے ہین وہو ظاہر۔

ضمیمۂ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۴- نومبر ۱۸۷۷ء

نمبر ۱۲

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے

جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید

محمد حسین صاحب لاہوری

تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد فهب ان عموم قوله تعالى واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا [illegible] سكوت الماموم عند قرءة الامام الا ان قوله عليه الصلوة والسلام لا صلوة لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب اخص من ذلك العموم وثبت ان تخصيص عموم القرآن بخبر الواحد لازم فوجب المصير الى تخصيص عموم هذه الاية بهذا الخبر انتهى **قلت** والخبر الذي اختاره مخصصا البغوي والشوكاني وغيرهما من الائمة الشافعية افحم للخصم وادفع لما يبديه من الاحتمالات لكونه نصا في الباب لا مساغ فيه لنوع من الارتياب اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا مین واستدل من اسقطها في الجهرية بقوله تعالى واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا وبقوله صلى الله عليه وسلم واذا قرء الامام فانصتوا وقد اجيب عنه بحمل الانصات فيما عدا الفاتحة

اس بیان سے ثابت [illegible]

[illegible] کہ معنے انصات کے [illegible] ہے اور آیت سے مقصود ممانعت مطلق قرءت ہے اگرچہ سراً ہو اس آیت سے ممانعت قرءت [illegible] ثابت نہین ہوتی -

تقریر طریق خاص اصولی یہہ ہے کہ جن مقدمات کو آپنے جواب کا موقوف علیہ ٹہیرایا ہے وہ محل کلام ہین - مقدمہ اولی جناب کہ عام قطعی ہے) ممنوع ہے - اور آپ سے تعجب ہے کہ باوجودیکہ آپ مقام بحث و استدلال مین قایم تہے - اس مقدمہ کو بے دلیل چہوڑ گئے اور اسکو باوجود مختلف فیہ ہونے کے اصول مسلمہ یا علوم متعارفہ سے خیال کر بیٹہے - معلوم ہوتا ہے کہ کتب و رسائل اصول فقہ مین آپکی نظر نہین پڑی اور نہ آواز ظنی ہونے عام کے کبہی کان مین پہنچی ہے - ورنہ یہہ بات زبان پر نہ لاتے - اور اگر لاتے تو اوسکو مدلل کر دکہاتے - ہم اس مقدمہ مین مذاہب علماء و اختلاف آراء ذکر کرتے ہین شاید اسکے ملاحظہ سے آپ اس مقدمہ کی بدایت کا دعوی چہوڑ دین اور اوسکو بدفع دلیل خلاف مدلل فرماوین - کتاب **توضیح** مین ہے -

حكم العام التوقف عند البعض حتى يقوم الدليل لانه مجمل - وعند البعض يثبت الادنى في الجمع والواحد في غيره وعندنا وعند الشافعي يوجب الحكم في الكل - لكن عند الشافعي هو دليل فيه شبهة فيجوز تخصيصه بخبر الواحد والقياس لان كل عام يحتمل التخصيص هو شائع فيه - وعندنا هو قطعي مساو للخاص وسيجيئ معنى القطع فلا يجوز تخصيصه بواحد منهما ما لم يخص بقطعي انتهى - یہہ جو اس عبارت توضیح مین لکہا ہے کہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) نزدیک عام قطعی ہے مراد اس سے عیسی بن ابان وغیرہ متاخرین حنفیہ ہین نہ ائمہ مذہب متقدمین مثل امام ابو حنیفہ رح

وغیرہ کے ہے چنانچہ **تلویح** مین اِس اجمال کی تفصیل کی ہے - حیث قال حکم العام عند عامة الاشاعرة التوقف حتی یقوم دلیل عمومٍ او خصوصٍ وعند الثلجی والجبائی الجزم بالخصوص کالواحد فی الجنس والثلثة فی الجمع والتوقف فیما فوق ذلك وعند جمهور العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناوله من الافراد قطعاً وبقینا عند مشائخ العراق وعامة المتاخرین وظناً عند جمهور الفقهاء والمتکلمین وهو مذهب الشافعی رح والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یثبت وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد والقیاس -

اور امام **فخر الدین** رازی نے اپنی کتاب **محصول** مین لکھا ہے یجوز تخصیص الکتاب عندنا وهو قول الشافعی رح وابی حنیفة رح ومالك رح وقال قوم لا یجوز اصلا وقال عیسی بن ابان انکان قد خص قبل ذلك بدلیل متصل او لم یخص اصلا الا یجوز - واما القاضی فانه اختار التوقف - **یہان** تو امام رازی نے کچھ متاخرین کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے - ولیکن **تفسیر کبیر** مین اِس مسئلہ پر دعوی اجماع کیا ہے (جس سے مراد انکی اجماع ائمہ متقدمین وصحابہ وتابعین ہوسکتی ہے) چنانچہ عبارت تفسیر کبیر کی غیر سے نقل ہوچکی ہے - شیخ ابن **الحاجب** مالکی نے **مختصر الاصول** مین مسئلہ تخصیص ذکر کرکے فرمایا ہے - وبه قالت الائمة الاربعة - ایسا ہی **معتمد الحصول** مین کہا ہے اور امام ربانی محمد بن علی الشوکانی نے **ارشاد الفحول** مین کہا ہے اتفق اهل العلم سلفاً وخلفاً علی ان التخصیص للعمومات جائز ولم یخالف فی ذلك احد ممن یعتد به وهو معلوم من هذه الشریعة المطهرة حتی قیل انه لا عام الا وهو مخصوص الا قوله تعالی واللہ بکل شئ علیم الی آخر ما ذکر من امثاله هذه الآیة - ان عبارات سے صاف ثابت ہے کہ عام کو قطعی کہنا ایک شذوذ متاخرین کا قول ہے متقدمین ائمہ حنفیہ مین بھی داخل ہین اِس عام کو ظنی کہتے اور تخصیص اسکی خبر واحد سے جائز رکھتے - پس ایسی اختلافی مسئلہ کو جسمین کثرت جانب خلاف مین ہے آپنے کسطرح صحیح سمجھ لیا اور بلا تردد اوسکو اصول مسلمہ سے قرار دیکر اپنے جواب کو اوسپر متفرع کردیا - آیندہ کچھ انصاف کو جائز رکھتے ہین تو اوسکو مدلل فرماوین ورنہ اپنے جواب سے دست بردار ہوجاوین - بہرحند ہمکو اِس مقام مین اسقدر منع کافی ہے اور ترئیف جواب مخاطب کے لئے اتنی کلام وافی - تاہم بغرض تشویق ناظرین ہم مقام منع سے ترقی ہوکر مقام ادعاء مین قیام ہوتے ہین اور غلط ہونا اِس مسئلہ کا دلیل سے ثابت کرتے ہین پس واضح ہو کہ مذہب حق ومنصور مذہب جمہور ہے کہ عام ظنی الدلالة ہے اور اِس مذہب پر **دو دلیلین** قائم **ایک** یہہ کہ تخصیص عام مین ایسا شایع ہے کہ بمنزلہ مثل مشہور ہوگیا ہے - ما من عام الا وقد خص منه البعض یعنے کوئی ایسا عام نہین جسمین تخصیص نہو - پس شیوع تخصیص کا ہر عام مین مورث ظن وشبہ کا ہے - چنانچہ **توضیح** کی عبارت مین خلاصہ اِس دلیل کا گذرا اور **تلویح** مین اوسکو مفصل بیان کیا ہے - حیث قال قد سبق ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما یتناوله منهم من ذهب الی ان موجبه ظنی ومنهم من ذهب الی انه قطعی بمعنی انه لا یحتمل الخصوص احتمالا ناشیا عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شائع فیه کثیر بمعنی ان العام لا یخلو عنه الا قلیلا بمعونة القرائن کقوله تعالی ان اللہ بکل شئ علیم وللہ ما فی السموات وما فی الارض حتی صار بمنزلة المثل ما من عام الا وقد خص منه البعض وکفی بهذا دلیلا علی الاحتمال - وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی ینشأ عنه احتمال المجاز فی کل خاص انتهی - پھر **صاحب توضیح** نے اِس دلیل پر یہہ اعتراض کیا ہے کہ جو تخصیص عام کو ظنی کرتی ہے وہ شائع نہین اور جو شائع ہے وہ ظنی نہین کرتے - ظنی کرنے والی وہ تخصیص ہے جو کلام مستقل موصول سے ہو - سو نہایت قلیل ہے چنانچہ کہا ہے ولا نسلم ان التخصیص الذی یورث شبهة فی العام شائع بلا قرینة فان المخصص اذا کان هو العقل او نحوه فهو فی حکم الاستثناء علی ما یاتی ولا یورث شبهة فان کل ما یوجب العقل کونه غیر داخل لا یدخل وما سوی ذلك یدخل تحت العام وان کان المخصص هو الکلام فان کان متراخیا فلا نسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

انہ مخصص بلا نا سخ فیقع الکلام فی المخصص الذی یکون موصولا وقلیلا ما ھو انتھی

جواب

مین صاحب **تلویح** نے یہہ کہا ہے کہ یہہ اعتراض سو تو ہم صاحب توضیح سے پیدا ہوا ہے وہ مطلب کلام خصم یہہ سمجھا ہے کہ جو تخصیص عام کو بقیہ افراد مین ظنی کر دیتی ہے وہ بہت شائع ہے۔ ومطلب کلام خصم بطور مطلب سعدی دیگر است اور یہی ہے وہ یہہ کہ قصر عام کا بعض افراد پر شایع ہے جو ہر عام کو ہر فرد مین ظنی بناتا ہے۔ خواہ اِس قصر کو آپ تخصیص نکہین چنانچہ بعد نقل خلاصہ اعتراض توضیح کے کہا ہے وفیہ نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغیر مستقل او بمستقل موصول او متراخ ولاشک فی شیوع عدد وکثرتہ بھذا المعنی فاذا وقع النزاع فی اطلاق اسم التخصیص علی مایکون بغیر المستقل او بالمستقل المتراخی فلہ ان یقول قصر العام علی بعض المسمیات شایع فیہ لمعنی ان اکثر العمومات مقصورۃ علی البعض فیورث الشبہۃ فی تناولہ الحکم لجمیع الافراد فی العام سواء ظہر لہ مخصص اولا ویصیر دلیلا علی احتمال الاقتصار علی البعض فلا یکون قطعیا والمصنف توھم ان مراد الخصم ان التخصیص شایع فی العام فیورث الشبہۃ فی تناولہ لجمیع مابقی بعد التخصیص کما ھو المذھب فی العام الذی خص منہ البعض ولھذا قال لانسلم ان التخصیص الذی یورث شبہۃ فی العام شائع بلا قرینۃ وقد عرفت ان المراد ان التخصیص ای القصر علی البعض شائع کثیر فی العمومات بالقرائن المخصصۃ فیورث شبہۃ البعضیۃ فی کل عام فیصیر ظنیا فی الجمیع وحینئذ لا ینطبق الجواب المذکور علیہ اصلا ولا یکون لقولہ بلا قرینۃ معنی۔ ثم لا یخفی ان قولہ وانکان المخصص ھو الکلام فاذا کان متراخیا فلا نسلم انہ مخصص لا یستقیم الا ان یرید بالمخصص الاول ما اراده الخصم وح لا فائدۃ فی منع کونہ مخصصا بالمعنی الاخیر الخ انتھی۔

دوسری دلیل

عام کے ظنی ہونے پر یہہ ہے کہ صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین عام کتاب اللہ کی خبر واحد سے تخصیص جائز کہتے اور اگر عام انکی نزدیک قطعی ہوتا تو تخصیص اسکی خبر واحد سے جو باتفاق ظنی ہوتی ہے کبھی تجویز نکرتے۔

ذکر مذاہب ائمہ مجتہدین تو بضمن عبارت محصول ومختصر الاصول گذر چکا ہے۔ تفصیل مذاہب صحابہ بحث مقدمہ ثانیہ مین آویگی۔ انشاء اللہ تعالی۔

یہی کلام متضمن اثبات واستدلال ظنی ہونے عام مین۔ اب ابطال دلائل خلاف مین جس سے ظنیت عام کی تائید متصور ہے کلام کیجاتی ہے۔

پس واضح ہو کہ **مدعیان** قطعیت عام کی ایک یہہ **دلیل** ہے کہ لفظ جب کسی معنے کے واسطے موضوع ہوتا ہے تو وہ معنے اوسکے لوازمات سے ہوجاتے ہین اور جب تک کوئی قرینہ اوسکے خلاف پر دلالت نکرے وہ اِس سے منفک نہین ہوتے بناء علیہ جبکہ لفظ عام معنے عموم کے واسطے موضوع ہے تو وہ عموم اوسکو لازم ہے جبتک دلیل تخصیص ثابت نہو۔ **دویم** یہہ کہ اگر بدون قیام قرینہ عام کے بعض مسمیات غیر مراد

سمجھے جاوین تو لغت وشرع سے امان اوٹھہ جاوے۔ شرع کے خطابات اکثر عام ہین پس اگر کسیکا عموم مراد نہو تو احکام شرع درہم برہم ہوجاوین ایسا ہی نعت مین جب کوئی بات بلفظ عموم کہے تو چاہئے کہ وہ نافذ ہو۔ یہہ دونو دلیلین صاحب **توضیح** نے ذکر کی ہین۔ حیث قال لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازما لہ الا ان تدل القرینۃ علی خلافہ ولو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع لان خطابات الشرع عامۃ انتھی۔

جواب دلیل اول

کا یہہ ہے کہ اگرچہ بلا دلیل وبدون قرینہ تجویز کرنا غیر مراد ہونے معنے کسی لفظ کا لازم وملزوم مین انفکاک کا قائل ہوتا ہے ولیکن تجویز کرنا غیر مراد ہونے بعض افراد عام کا بلا دلیل وقرینہ نہین ہے شیوع تخصیص عام مین جو بمنزلہ ضرب المثل ہورہا ہے دلیل قوی وقرینہ صریح اِس تجویز پر ہے۔ چنانچہ عبارت **تلویح** مین نقل ہوچکا۔ والتخصیص شایع فیہ بمعنی ان العام لا یخلو عنہ الا قلیلا بمعونۃ القرائن حتی صار بمنزلۃ المثل وکفی بھذا دلیلا علی الانصراف۔ اِس سے ثابت ہوا کہ عموم علی وجہ العموم لوازم شاملہ لفظ عام سے نہین ہے پس انفکاک لفظ عام ومعنی عموم کو انفکاک لازم کا ملزوم سے سمجھنا قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگرچہ اکابر سے سرزد ہوا ہے۔ فانظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔

جواب دلیل ثانی

یہہ ہے کہ رفع امان

لغت وشرع سے تب متصور ہو جب کسی عام شرعی یا لغوی کو بلا دلیل وقرینہ مخصوص کر لیا جاوے اور وہ بحسب ظاہر مدلول عموم محل مین نہ آوے اور جس حالت مین کہ عام کو ظاہر عموم پر حمل کرین اور تاوقتیکہ اوسمین قرینہ تخصیص نہو مخصوص نہ سمجھین توقف محض اسکی قطعیت دلالت مین رکھین اور تردد فقط وجوب اعتقاد استغراق مین تو رفع امان کسطرح متصور ہے - یہہ جواب یہی تلویح مین مذکور ہے ولیکن اسمین بیان اسکا اِس انداز پر ہوا ہے، جو مورد ایک اعتراض کا ہوتا ہے - ہمنے وہ انداز جہور دیا اور اِس طرز سے اسکو ادا کیا جسپر وہ اعتراض نہین ہو سکتا ہے - اسکے اخیر مین خلاصہ ہمارے جواب کا ان الفاظ سے موجود ہے - ومع القول بوجوب العمل بالعموم الظاہر لا یرتفع الامان - انتہیٰ - اور یہی معنے ایجاب مع الظن کے ہین جو امام شافعی وجہور فقہاء ومتکلمین ومشائخ سمرقند سے تلویح مین منقول ہے - حیث قال فیما نقل عنہ سابقا وحکم العام اثبات الحکم فیما یتناولہ من الافراد قطعا عند جمہور الفقہاء والمتکلمین وہو مذہب الشافعی رح والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہی مختصرا وقدم تماما - اسکی نظیر خبر واحد ہے اور قائلین کے نزدیک قیاس کہ مفاد ان دونون کا ظن ہے جو مفید اعتقاد نہین ہو سکتا

باینہمہ ظاہر مدلول انکا واجب العمل ہے -

اِس بیان سے ثابت ہوا کہ ادلہ مدعیان قطعیت عام ناتمام ہین وادلہ ظنیت عام صحیح وثابت بلا کلام - جسسے مقدمہ اولے جناب کا مخدوش ہوا اور پایہ صدق واعتبار سے ساقط ٹہہرا جس سے استدلال جناب مخاطب کا آیۂ مذکورہ سے باطل ہوا - **ایسا ہی مقدمہ ثانیۂ جناب** کہ (حجت متواترہ یا مشہورہ اور خبر واحد مین تخالف ہو تو عمل تواتر پر واجب ہے اور اختیار ترجیح لازم) علے الاطلاق مسلم نہین ہے کیون جائز نہین کہ حجت متواترہ وخبر واحد مین باہم تطبیق وتوفیق عمل مین لاوین اور ایک کو دوسرے کے سامنے بالکل ساقط الاعتبار نہ ٹہہراوین خصوصا جس حالت مین کہ حجت متواترہ باوجود قطعیت ثبوت ظنی الدلالۃ ہو اور اوسکے معارض خبر واحد باوجود ظنیت ثبوت کے قطعیت الدلالۃ جسسے دونون مین مساواۃ متصور ہے اور جمع وتطبیق برعایت دونون کے دو جہتون کے مناسب نظر آتی ہے - پس اگر اِس آیۃ سے تمسک کرنے کی حرص ہے تو اِس مقدمہ کو مبرہن فرماوین اور ہماری سند منع کو اوٹہاوین ورنہ شرم وانصاف کو کام مین لاوین اور اِس تمسک سے باز آوین - مقام ادعا واستدلال مین قائم ہونا اور مقدمات نظریہ دلیل کو بلا دلیل چہور دینا شان محصلین سے بعید ہے -

یہہ ہمنے بطور منع مقدمہ ثانیہ مین کلام کی ہے - اب ہم اِس مقام سے ترقی ہو کر خود ہی مقدمہ کے مدعی بنتے ہین اور عدم جواز ترجیح تا امکان جمع وتطبیق بدلیل عقلی ونقلی ثابت کرتے ہین -

دلیل نقلی اِس عدم جواز ترجیح پر یہہ ہے کہ عموم آیات امثال اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وما اتاکم الرسول فخذوہ وغیرہا نے (جو احصاء سے خارج ہین جنسے حجیت آیات واحادیث سرور کائنات ثابت ہے) جملہ آیات واحادیث کو متواتر ہون خواہ اخبار احاد عموما حجت ٹہہرایا ہے اور بلا تفصیل واشتراط شہرت وتواتر واجب العمل بنایا ہے - پس مجرد تعارض وزیادت قوت تواتر سے خبر واحد کو متروک العمل ٹہہرانا - اور پایہ حجیت واعتبار سے ساقط کرنا ابطال اِس عموم کا ہے اور مخصوص کرنا اسکا ہے بلا مخصص جو فریقین کے نزدیک جائز نہین -

دلیل عقلی جو انہین ادلہ عامہ سے مستفاد ہے یہہ ہے کہ جمع وتطبیق مین دو دلیلون متعارض کا اعمال متحقق ہے اور ترجیح مین ایک کا الغاء متیقن اور بشہادت عقل اعمال دونون کا ایک کے الغاء سے بہتر ہے - اِس قاعدہ کو سب عقلاء مانتے ہین اور ہر فن مین اسکو دستور العمل جانتے ہین اور بنا بر اسکے جمع کو ترجیح پر مقدم کرتے ہین -

صدر الشریعۃ توضیح مین فرماتے ہین - اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی مورده الا ان لا یمکن - باقی آیندہ

تتمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۲۴ - نومبر ۱۸۷۷ء

مولوی ابو محمد حبیب اللہ صاحب پشاوری مقیم امرتسر اور حکیم قادر بخش صاحب ملازم ریاست نابہہ پنجاب مین خط و کتابت مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری کے ساتھہ مناظرہ کی بابت

جناب اڈیٹر صاحب سفیر ہندوستان امرتسر
مولوی حبیب اللہ صاحب پشاوری امرتسری جب
مباحثہ بٹالہ و لاہور مین کامیاب نہوے
(چنانچہ تفصیل اسکی پرچہ سفیر ہندوستان مطبوعہ
سیوم نومبر سنہ حال مین چھپ چکی ہے) تو اب
انہون نے ریاست نابہہ مین درخواست کی ہے
کہ ہمکو راجہ صاحب نابہہ مین بلاوین اور مولوی
محمد حسین صاحب لاہوری سے ہمارا مباحثہ کراوین
چنانچہ رقعات انکے اسمی حکیم قادر بخش صاحب
ملازم ریاست نابہہ اس امر کے مصدق ہین -
مین نقل ان رقعات کے بامید اندراج اخبار
ارسال خدمت کرتا ہون -

راقم عبد الصدق

فہو ہذا

نقل رقعہ اول مولوی حبیب اللہ صاحب بنام حکیم قادر بخش صاحب ملازم ریاست نابہہ پنجاب

جناب حکیم صاحب مشفق مہربان حکیم قادر بخش صاحب سلمہ اللہ تعالی
السلام علیکم و علی من لدیکم - خط قاضی اصغر علی صاحب
در باب استدعاے آمدن فقیر و جناب مولوی
محمد عمر صاحب بہ نابہہ واقع تاریخ چہارم شہر ذیقعد
المکرم ۱۲۹۴ ہجری رسید جناب من از روزیکہ مولوی
فضل الدین صاحب از نابہہ روانہ شدہ عازم
گجرات شدند ورود امرتسر تقصیر ملاقات نمودند
و ضمیمہ آن ضمیمہ سفیر ہندوستان نیز در خصوص مناظرہ
مذکورہ از مطالعہ ام گذشت اشتیاق حاضر شدن
و بار یافتن مناظرہ مذکورہ دامنگیر خاطر ست علاوہ
بران یک خط محبی قاضی صاحب ورود فرمودہ
بالراس والعین حاضر خواہم شد بلکہ سابق ازین
چنان مشورہ ہمراہ مولوی محمد عمر صاحب شدہ بود
کہ بہ راجہ صاحب عرضی کردہ طلبی خود نمائیم - اکنون
کہ از انطرف استدعائے طلبی مایان شدہ نہایت
مشکورم ساخت اگر مناسب اند براجہ صاحب عرضی
نمودہ بنام جناب مولوی محمد عمر صاحب مراسلہ
نوشتہ ہذا طلبی فرمائند کہ درین صورت آمدن اینجا
نہایت مناسب مینماید ورنہ اختیار بدست جناب ست
از جواب ہذا بجلدی تمام اطلاع بخشند - و جناب
مولوی محمد عمر صاحب درین ایام در بٹالہ تشریف دارند
منشاء آن چنانست کہ والد مولوی محمد حسین تاریخ
سوم شہر شوال برائے مناظرہ مقرر کردہ بود چونکہ بتاریخ
مذکور ہذا آنجا رسیدیم بحکم آنکہ جای ہست جولاہہ نیست
از مولوی محمد حسین نشانی نیافتم - والد ماجد من نہایت
تضرع و زاری نمودہ معافی خواست و تاریخ بستم شہر ہذا
تاریخ مناظرہ در لاہور مقررہ کردہ تحریر آن دستاویز دارد
کہ اگر مولوی محمد حسین بتاریخ مذکور ہذا مباحثہ نکند من بر سر
منبر اظہار توبہ خواہم کرد - فقیر بہ امرتسر رسید مولوی محمد عمر صاحب
ہمانجا تا حال تشریف دارند بفضلہ تعالی یابست تاریخ کار او را
در لاہور تمام میکنم کہ باز سر برائے مناظرہ زیر دارد اگر اتفاق لاہور نشد
در نابہہ بفضلہ تعالی کار تمام میکنم لیکن بجناب راجہ صاحب عرضی نمودہ او را
طلب کنانند ورنہ حاضر نابہہ نخواہد شد زیرا کہ از اشتہار او معلوم میشود
کہ اگر راجہ صاحب طلب نمودہ حاضر میشود ورنہ بجواب مسئلہ مسئولہ
بہ تحقیق تمام نوشتہ بعد ازین ارسال خدمت سامی میشود -

راقم ابو محمد حبیب اللہ

نقل رقعہ دوم مولوی حبیب اللہ صاحب بنام حکیم قادر بخش صاحب ملازم ریاست نابہہ پنجاب

جناب حکیم صاحب قادر بخش دام مجدکم
السلام علیکم و علی من لدیکم - سابق ازین یکقطعہ خط

بخدمت سامی بجواب خط بھیجا گیا۔ لیکن ابتک
اُس کے جواب سے یاد و شاد نہین فرمایا۔ موجب
اسکا کیا ہے امید بجلدی تمام اطلاع فرماوین
یہان ہمراہ مولوی محمد حسین صاحب یہہ معاملہ ہوا
کہ بٹالہ سے بھاگ کر لاہور کو گیا وہان بھی جناب
مستطاب مولانا ناصر الملۃ والاسلام مولوی محمد عمر
اور یہہ احقر لاہور کو اُسکے تعاقب کے لئے گئے
وہان بھی وہی حیلہ حوالہ کرکے مناظرہ سے فرار کیا
ہر چند کہ اصرار کیا ہرگز میدان مناظرہ
مین قدم نہ رکھا یہانتک کہ بعض رؤسا مثل شیخ
سکندر خان نے دس ہزار روپیہ کا انعام دینے کا
بشرط کامیابی اقرار کیا۔ جب بھی مولوی محمد حسین
صاحب نے سونہ نہ دکھایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
اب کوئی ذریعہ مباحثہ کا مولوی مذکور کے ساتھہ
معلوم نہین ہوتا سوائے انعقاد جلسہ نابہہ آپ
کوشش فرماکر فریقین کو طلب کرین یہہ حضرت
گریز پا وحشی الحرکات اطمینان سے مجلس مناظرہ
مین تشریف لاوین فقط۔

۳۱۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء — راقم ابو محمد حبیب اللہ

رائے کارسپانڈنٹ

میری رائے مین۔

اوّلاً۔ مولوی حبیب اللہ صاحب کو بٹالہ کے
مباحثہ مین پیش قدمی جیسی کہ اخبار سفیر ہند امرتسر
مطبوعہ ۷ م۔ اکتوبر مین مذکور ہے مناسب نہ تھی۔
اور اگر کی تھی تو پھر جب مولوی محمد حسین صاحب
حسب الطلب بٹالہ مین پہنچے۔ اور شروط پیش
کین تو پھر اعراض گفتگو سے بٹالہ مین اور درخواست
گفتگو لاہور مین مناسب نہ تھی اسلئے کہ بٹالہ مین
صاحب ڈپٹی کمشنر متکفل انتظام مجلس ہو چکے تھے
اور پولیس حفاظت کی معین ہو چکی تھی پھر وہان سے
گفتگو کو لاہور مین لانا کیا وجہ رکھتا تھا۔ اس سے انکے
حریف یہہ نتیجہ نکال سکتے ہین۔ کہ اُنکو گفتگو سے
بامن سے اعراض ہے۔ ایسی گفتگو وہ چاہتے ہین
جسمین شور و فساد ہو کر احد الفریقین حاکمون
کے نزدیک بدنام ہو جاوے۔ پھر جب مولوی
حبیب اللہ صاحب لاہور مین گئے اور معرفت
سید امیر شاہ صاحب اور سیر کی پیغام گفتگو کا
مولوی محمد حسین صاحب کے پاس بھیجا۔ اور
اُنہون نے اس کے جواب مین وہی شروط
پیش کین۔ اور اسکے جواب مین مولوی حبیب اللہ
صاحب نے اپنی شروط کو پیش کیا جنکو مولوی
محمد حسین صاحب نے بضم ضمائم مناسبہ منظور کیا
اور گفتگو کے واسطے مکان نواب نوازش علیخان
صاحب قزلباش رئیس اعظم لاہور قبول کر لیا۔
تو پھر مولوی صاحب بلا رد و قبول انکی تحریر کے
اور بلا اطلاع جانب ثانی کے لاہور سے امرتسر کو
واپس آئے۔

اب بارچہارم درخواست گفتگو ریاست نابہہ
مین کرتے ہین وہ کون امر باقی رہا ہے جو بٹالہ
اور لاہور مین طے نہوا تھا اور نابہہ مین اُس کا
انفصال ہوگا۔ وہان بھی پابندی شروط و قوانین
مناظرہ فریقین کو لازم ہوگی پس اگر خواہ مخواہ
وہین جاکر گفتگو مناسب ہے تو لازم ہے کہ پہلے ان
شروط کو جو فریق ثانی پیش کیا کرتے ہین یہان
طے کر لین۔ پھر نابہہ جانیکا نام لین ورنہ وہان
جاکر بھی یہی بحث رہے گی اور بٹالہ اور لاہور کی
طرح گفتگو وقوع مین نہ آوے گی۔ پس اوّلاً
ہم مولوی حبیب اللہ صاحب سے درخواست
کرتے ہین کہ پیش قدمیان چھوڑ دین اور بطور
توامان نمان مین تیرا مہمان خواہ مخواہ مباحثو
کے واسطے مدعی نہو جایا کرین۔ اگر ایسا ہی شوق
ہے اور یہی ذوق تو بدون پابندی شروط
کبھی اس امر کی طرف اقدام نہ فرماوین ورنہ
وہی مشکلات پیش آوینگی جو لاہور سید امیر شاہ صاحب
کے مکان مین پیش آئی تھین۔

ثانیاً۔ ہم راجہ صاحب بہادر والی ریاست نابہہ
کی خدمت مین عرض رسان ہین کہ بدون تسلیم
کرانے شروط مناظرہ کے مولوی حبیب اللہ صاحب
سے کبھی انکو نہ بلاوین ورنہ بجز شور و فساد کچھہ
نتیجہ نہ نکلیگا اور سوائے بدنامی فائدہ نہوگا۔

ثالثاً۔ ہم خان بہادر میان محمد جان صاحب
رئیس اعظم امرتسر سے جنکے ظل حمایت مین مولوی
حبیب اللہ رہتے ہین یہہ درخواست کرتے ہین
کہ میان صاحب ممدوح مولوی صاحب کو سمجھا دین
کہ کیون خواہ مخواہ لوگون سے خواستگار مباحثہ
زبانی ہوتے ہین۔ گفتگو زبانی بدون اس مجلس
و تسلیم شرائط کبھی مثمر خیر نہین ہوتی۔ اور اگر کچھہ
اظہار عام منظور ہے تو اسکو بذریعہ تحریر ظاہر
کرین جسکو کس و ناکس دیکھیگا اور انصاف کرے گا۔
اور اگر بہر حال گفتگو زبانی ہی منظور ہے تو کیون نہین

اکیلے یا بہمراہی ایک دو معزز شخصون کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر چلے جاتے یا انکو کسی معزز شخص کے مکان پر بلا لیتے۔ ایک دو معزز فہمیدہ لوگون کے سامنے گفتگو طے ہو سکتی ہے مجمع عام کرنے اور ریاستون علاقہ غیر مین جانا اور اینوہ خلایق جمع کرنا کیا ضرورت ہے۔

رائے مدبر سفیر ہندوستان

ہماری ناقص رائے مین۔

(۱)۔ ہمارے محترم دوست اور معزز مولانا مولوی ابو محمد حبیب اللہ صاحب پشاوری مقیم امرتسر ایک ذری سی بات مین اپنے مادہ حرارت کو حرکت مین لے آتے ہین۔ یا اور الفاظ مین یون بھی کہین تو حق ہے کہ خود بخود الجھتے ہین۔ بلا استدعا فریق ثانی مباحثہ کا دعوی کرنا ہم نہین سمجھتے کہ کیا معنی اور کیا بہبود رکھتا ہے۔

(۲)۔ جناب ممدوح کا امن کے موقعون کو مناظرہ کے واسطے ناپسند کرنا اور جہان شور و فساد کی گنجایش ہو وہان بحث کی استدعا کرنا خالی از حکمت عملی نہین۔ شاید اس خیال سے کہ جو مناسب آزادی فریق ثانی کو مہذب اور رعایا انگلشیہ گورنمنٹ کی بدولت حاصل ہے اُس مین رخنہ اندازی واقع ہو۔

(۳) ہم جو طرفین اور جانبین مین گویا ثالث ہین خود سخت حیرت مین ہین کہ اگر ہمارے معظم مولانا موصوف کو مناظرہ ہی کرنا ہے۔ تو عمدہ اور پسندیدہ اور بے نقص شرطون کی پابندی سے کیون انکار کرتے ہین۔ ہم اس بات کے بالکل مخالف ہین کہ پابندی شرایط کے بغیر کسی صورت سے مناظرہ کا وجود ظہور مین آوے۔

(۴)۔ راجہ صاحب بہادر فرمان روائے ریاست ثانیہ ملک پنجاب کو جو از بس عاقل فہمیدہ سنجیدہ اور اعلی درجہ کے خود دار و شستہ ضمیر اور عالی دماغ ہین لازم ہے۔ کہ بدون تسلیم کرانے پابندی شروط و قوانین مناظرہ کے فریقین کو ہرگز ہرگز نہ بلائین۔ ورنہ ہم گو پیشینگوی کی لیاقت نہین رکھتے ہین تاہم تجربہ اور تفرس سے کہتے ہین کہ وہان سخت فساد برپا ہوگا اور ناحق اور بے موجب نیک نام اور مشہور ریاست بدنام ہوگی فلان اور بہان کا کیا جائیگا۔

(۵)۔ ہم بے مبالغہ کہتے ہین کہ ہمارے حضرت مولانا جناب مولوی ابی سعید محمد حسین صاحب لاہوری کا جو کہ اعلی درجہ کے حلیم بردبار صابر مہذب عالم فاضل ہین خوب انداز ہے اور نہایت پسندیدہ ڈھنگ ہے کہ خود بخود کسی سے نہین الجھتے۔ اور بے فائدہ جھگڑون کی طرف مطلق قصد نہین کرتے۔

(۶) ناظرین مدبر اور امانت سے خود اس امر کی تصدیق کر سکتے ہین کہ فریقین مین سے کس فریق کی تحریر شایان شان علما نہین ہوتی۔ اور کون **سیاسنامہ** کے جواب مین **سیاسنامہ** لکھتے ہین۔

رائے مدبر سفیر ہندوستان امرتسر

پنجاب پر تعلیق

بحالی حضرت کشیش المعظم

تعلیم

الحق تتمہ سفیر ہندوستان مطبوعہ سفدیم ماہحال مین جو مولوی حبیب اللہ صاحب کے **سیاسنامہ** کے جواب مین مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری کا **سیاسنامہ** درج ہوا ہے۔ اُس سے صاحب اقم سیاسنامہ کی بردباری عفو شعاری بوجہ احسن محقق ہو گئی۔ لاریب علمار کی شان کے یہی امر شایان اور زیبا ہے کہ ایسے موقعون پر کامل صبر کو کام مین لاوین۔

مدبر صاحب آپ نے تتمہ مذکور مین جو کچھ رائے دی ہے وہ کیا باعتبار آپکے **ثالث بالخیر** ہونیکے اور کیا باعتبار صحیح اور بدیہی واقعات کے آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ حقیقت مین ہر فرقہ اور مذہب مین اختلاف ہوتے ہین اور وہ عادل انگلشیہ گورنمنٹ کی بدولت شایع ہوتے رہتے ہین۔ بلاشک موحدین پر فریق ثانی جو **جہاد** کا الزام لگاتے ہین اس سے غرض ان کی محض یہی ہے کہ گورنمنٹ کو اس عاجز فرقہ والون سے جو برش گورنمنٹ کے دل سے شکر گزار ہین بدظن کرادین۔

ای مدبر صاحب آپنے جو حضرت شاہ اسمعیل صاحب مبرور دہلوی کا حقیقی واقعہ لکھا ہے۔ علاوہ آپکی اعلی درجہ کی واقفیت کے بالکل صحیح اور حق ہے۔ الغرض آپنے عامیانہ خیالات بے بنیاد کی خوب ہی قلع قمع کی ہے۔ پس اگر رائے ہو تو ایسی ہو اور حکم ہو تو ایسا ہو ورنہ مرحبا۔

راقم ابو الحسن

ضمیمہ اخبار اشاعۃ السنہ نمبر ۱۳ امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم دسمبر ۱۸۸۶ء

نمبر ۱۳

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۸۶ء جسمین اُن پانچون جوابکا جواب ہے

جنکو ظفر احمد صاحب مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید

محمد حسین صاحب لاہوری

اور اقوال اور ائمہ دین وفقہا، ومحدثین کے مثل امام نووی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور ابوبکر حازمی وابو الفیض فارسی وامام ابن کثیر وامام ابن الصلاح و شیخ سلام اللہ حنفی کے جواب جواب مسئلہ اول ضمیمہ نمبر ۱۲ صفحہ ۲۷۵ مین گذر چکے ہین - جو صاف مصرح ہین کہ باوجود امکان جمع تطبیق کے اختیار ترجیح جائز نہین ہے ان ادلہ سے ثابت ہوا کہ اختیار ترجیح باوجود امکان تطبیق بشہادت عقل ونقل ناجائز ہے اور تصریحات ائمہ کے خلاف یہہ تو ہے کلام مبطل تقدیم ترجیح کی جمع پر عموماً متعارضین مین - اب خصوصاً ترجیح عام مین بہ نسبت خاص کے جس سے اس مقام مین بحث ہے کلام کیجاتی ہے - پس واضح ہو کہ یہی ادلہ جو عموماً تقدیم ترجیح کے مبطل ہین خاصکر ترجیح عام مین اوپر خاص کے جاری ہوسکتے ہین

وعلاوہ بران ایک یہہ دلیل بھی اسپر قایم ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام کتاب اللہ کو خصوص سنت پر جو انکو بروایت احاد صحابہ پہنچی تھی ترجیح نہین دی بلکہ بتخصیص اس عام کے خاص سے جمع وتطبیق اختیار کی چنانچہ استدلال ان ادلہ سے اجلہ علماء واکابر فضلاء اصولیین سے ثابت ہے اور مشاہیر کتب اصول مین موجود - امام رازی جو فن اصول وکلام مین امام ہے - اپنی کتاب محصول مین فرماتے ہین - المسئلۃ الرابعۃ یجوز تخصیص الکتاب بخبر الواحد عندنا وھو قول الشافعی رح وابی حنیفۃ رح ومالک رح وقال قوم لا یجوز اصلا وقال عیسی بن ابان ان کان قد خص قبل ذلک بدلیل متصل او لم یخص اصلا لم یجز وامّا القاضی فانہ اختار التوقف لنا ان العموم وخبر الواحد دلیلان متعارضان وخبر الواحد اخص من العموم فوجب

تقدیمہ علی العموم وانما قلنا انہما دلیلان متعارضان لان العموم دلیل بالاتفاق واما خبر الواحد فھو ایضاً دلیل لان العمل بہ یتضمن دفع ضرر مظنون فکان العمل بہ واجبا فکان دلیلا واذا ثبت ذلک وجب تقدیمہ علی العموم لان تقدیم العموم یفضی الی الغاء الخاص بالکلیۃ واما تقدیمہ علی العموم فلا یفضی الی الغاء العام بالکلیۃ فکان ذلک اولی کما فی سائر التخصیصات واما جمہور الاصحاب رح فقالوا اجمعت الصحابۃ علی تخصیص عموم القرآن بخبر الواحد وبینوہ بصور خمس الخ وقد نقلہ مختصراً اور فاضل قندھاری کتاب منتہی الحصول مین فرماتے ہین مسئلہ تخصیص الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبہ قالت الائمۃ الاربعۃ الی ان قال بعد ذکر استدلالات المانعین والجواب عنہا کما سنفصلہا عنقریب

المجوّزون - اوّلاً عام الكتاب قطعي
المتن ظني الدلالة وخاص الخبر بالعكس فتسليما
فوجب الجمع - في المسلّم تبعا للتحرير
يرد عليه مع ابتنائه على ظنية دلالة العام
ان قطعية دلالة الخبر ضعيف لضعف ثبوته
لان الدلالة فرع الثبوت بخلاف قطعية الكتاب
فلا مساواة - اقول قطعية دلالة الخبر
بمعنى ان ثبت ثبت مدلوله لاينافي ضعف ثبوته
فيجوز فثبت المساواة - وثانيا الصحابة
خصّوا واحلّ لكم ماوراء ذالكم بلا تنكح المرأة
على عمتها ولا على خالتها ويوصيكم الله في
اولادكم بلا يرث القاتل ولا يتوارث اهل ملتين
شتى ونحن معشر الانبياء لانورث فان
قيل تخصيص بالاجماع لا بالسنة قلنا
اجماع على التخصيص اذ وقع فلم ينكر وان
قيل انما تم لو لم يخص من قبل بتقاطع
قلنا لو كان لتواتر كذا في المسلم
واجيب بان تلك الاحاديث مشتهرة
فيجوز تخصيص العام بها كتقييد مطلقه وهو
المسمّى بالزيادة على النص مع انه نوع من
النسخ عندنا ولا يخفى ما فيه
على القول بقطعية العام - انتهى ما في المغتنم
قلت وانا ابو سعيد
اللاهوري تعريض
صاحب المسلم والتحرير بان الدليل مبني على
ظنية العام مدفوع بان ظنية العام
هو القول المنصور وهو المذهب المجمهور -

فلا ضير في ابتناء الدليل عليه والافتور -
وجواب الفاضل القندهاري
بان قطعية الخبر بمعنى ان ثبت ثبت مدلوله
لاينافي ضعف ثبوته اجاب عنه
بعض الافاضل من معاصرينا في كتابه
الانتصار في جواب المعيار بما نصه
القطعية بهذا المعنى راجعة الى مدلولات
الالفاظ متوقفة على ثبوت الدال وليست
هي متحققة بعد فضلا عن كونها قطعية مع
ان القطعية بهذا المعنى موجودة في الموضوعات
والمناكير والشواذ وغيرها مما لا يثبت الحكم
الشرعي اصلا - وقال قبله بيسير ان دلالة
الدال صفة للدال وقطعيتها فرع قطعية
الموصوف فما لم يكن الموصوف قطعيا لا يمكن
قطعية صفته مثلا اذا قيل ان جملة زيد قائم
يدل قطعا على ثبوت القيام لزيد فلا بد لدلالة
القطعية ان يتحقق هذه الجملة في الواقع ولو
وقع الشك في تحققها الواقع فكيف تدل قطعا
على ثبوت القيام له فالخبر انما يثبت الحكم الشرعي
من حيث كونه خبر الرسول لا من حيث كونه كلاما
دالا على معنى كما هو الظاهر فدلالة الخبر على
الحكم الشرعي قطعا لا يمكن بكونه خبرا قطعا الخ
وهذا كلام لا محصّل له
انما نشأ من قلة تدبر وسوء رؤية وتفكر
لان صاحب هذا الكلام لم يفرق بين دلالة
اللفظ وقطعيتها وبين صدق اللفظ وقطعية
قصدي لنفي قطعية الصدق وبرغم مع ان
مطلوبه انما كان نفي قطعية الدلالة التي يدعيها
الخصم فقال ان هذه القطعية بالنسبة الى
دلالة اللفظ مسلّمة ونظرا الى الواقع ونفس
الامر منتفية وهذا نفي صريح للصدق والمطابقة
وليس نفي ما يدعيه الخصم من قطعية الدلالة -
وقوله قطعية الدلالة التي هي من الاوصاف
فرع لقطعية الدال التي هو الموصوف فكلما
لم يوجد لا توجد غلط نشأ عن ذلك
الخلط فان وجود الموصوف وتحققه في نفس
الامر عبارة عن صدقه وليس ذلك موقوفا
عليه لصحة الدلالة التي هي من اوصافه بل
قد يتحقق هذه مع العلم بنفيه الا ترى الى
قول القائل زيد حمار قطعي دلالة مع كذبه
وعدم تحققه واقعا وما اشتبه
عليه ان هذه القطعية غير نافعة لا
يثبت بها الاحكام لوجودها في الموضوعات
والشواذ ونحوها بلا كلام فهذا
تخليط آخر عليه لا تعلق له بهذا
المقام - فان المدّعى هنا ليس الا ان الخاص
قطعي دلالة وان كان ظنيا ثبوتا وتحققا
وان ضعف ثبوته لا ينافي قطعية دلالته فهذا
لا يحوم الشك والريب حوله ولا يزعزعه تخليط
المخاطب وقوله ومع ذلك لا ترك له الجواب
ولا آلوه عن تمحيص الخطاء فيه من الصواب
فاقول الانتفاع بخبر الواحد القطعي دلالة
الظني ثبوته ليس بمجرد حكم الدلالة -

(باقي آينده)

تتمہ اخبار سفیر ہند و ستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۷۷ء

اعلان عام

ہمارے اشتہار کے آجانے سے نام تو کئی جواب آئے ولیکن شرط اشتہار پر ایک بھی نہین ہے۔ ایک جواب ظفر احمد صاحب کے نام سے مشتہر ہوا تھا جسکا جواب ضمیمہ مین چھپا ہے۔ چار جوابون کا خلاصہ ہم ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۷ء مطبع محمدی لاہور مین چھپوا چکے ہین۔ دو جواب اور آئے ہین جنکا حال اس اعلان مین سنایا جاتا ہے۔ ایک انمین سے حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی تالیف ہے جو میان محمود حسن صاحب کے نام سے چھپا ہے۔ جسکو لاہور مین بنام نہاد اظہار الحق چھپوایا ہے۔ اور کانپور مین بنام اولہ کاملہ طبع کرایا۔ اِس جواب مین بھی میرے ایک سوال کے جواب مین کوئی حدیث صحیح یا نص قرآنی صریح جو معنے مقصود پر قطعی الدلالۃ ہو پیش نہین کی بلکہ سوال کے مقابلہ مین سوال کیا ہے جیسے مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری سے میرے سوالات کے جواب مین وقوع مین آیا ہے۔ آپ کہتے ہین کہ۔

آپ ہم سے عدم رفع و اخفاء آمین وغیرہ مسائل مین حدیث صحیح صریح مانگتے ہو ہم تمسے اِن مسائل مین اخیر فعل آنحضرت کا (یعنی اخیر وقت رفع یدین کرنا اور آمین جہر سے کہنا) مطالبہ کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ آپ ہمسے دلیل وجوب تقلید کسے امام کی ائمہ اربعہ سے مانگتے ہین ہم آپ سے وجوب اتباع آنحضرت صلعم اور وجوب اتباع قرآن شریف کی سند کے طالب ہین۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ہرچند اسکے جواب مین ہماری وہی تحریر کافی ہے جو بجواب سوالات مولوی حبیب اللہ صاحب کے ضمیمہ سفیر ہند و ستان ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء مین مشتہر ہو چکی ہے۔ ولیکن بغرض اظہار علم و فہم ان لوگون کے اِس رسالہ کا مفصل جواب بھی لکھا جاویگا۔ دوسرا جواب ایک شخص میان اسمعیل نامے طالب العلم مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ہے جسکا عنوان آپنے جواب اشتہار غیر مقلدین رکھا ہے۔ اسمین کچھ تو مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریرون کا انتقاط ہے۔ اور کچھ (جسکو اپنی طرف سے وہ لائے ہین)

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران رسالہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

دفعہ ۱۔ جبتک سرمایہ معقول جمع نہوگا یہہ رسالہ مستقل طور پر نہ چھپیگا بلکہ مضامین اسکے بطور قدیم ضمیمہ سفیر ہند و ستان مین چھپا کرینگے۔ پس اگر طالبین اتباع سنۃ شائق ہین اور اِسکا اجرا جلد چاہتے ہین تو جن صاحبون نے زر چندہ معین فرمایا ہے وہ سالیانہ یا ششماہی یا سہ ماہی مرحمت فرماوین۔ اور جنکا ابھی ارادہ ہے وہ ظہور مین لاوین ورنہ ہی ضمیمہ قدیمہ پر اکتفا فرماوین۔

دفعہ ۲۔ اِس ضمیمہ مین فقط مسائل فرعیہ مختلف فیہا اہل اسلام مین ہی بحث نہوگی بلکہ اسکے تین حصے ہونگے جنمین بتفصیل ذیل بحث ہوگی۔

حصہ اول مین بحث اصول اسلام مثل توحید و نبوت و معاد و مجازات و اسرار و شرایع جسمین نہ مذہب غیر اسلام سے بھی قیل و قال ہوگی۔

حصہ دوم مسائل فرعیہ عملیہ اسلام مین تحقیقات ہوا کریگی جسمین مسائل مرجحہ صحیحہ کی اثبات اور اوسکے خلاف کا ابطال عمل مین آویگا۔

حصہ سیوم مین اخلاق اور امور تہذیب کا بیان ہوگا۔ ولیکن بترتیب بعد استحکام چندہ و اختتام جواب دو تین رسائل کے عمل مین آویگی۔

دفعہ ۳۔ جو صاحب بنظر اعانت دین و اشاعت سنۃ سید المرسلین زر چندہ عنایت فرمانا چاہین وہ بشمول اور احباب خریداران کے یکجا روانہ

اعلان عام

احادیث ضعیفہ سے استنباط - مثلاً عدم رفعیدین مین حدیث ابن مسعود جو بالاتفاق صحیح نہین ہے - اور مسئلہ آمین مین حدیث اخفا جسکو بخاری وغیرہ نے خطا کہا ہے - اور نماز مین زیر ناف ہاتھہ باندھنے مین حدیث عبدالرحمن بن اسحاق واسطی جو بالاتفاق ضعیف ہے ان لوگون کو لحاظ نہین آتا کہ سوال مشتہر حدیث صحیح سے ہے جسکے صحت مین کسیکو کلام نہو - ہم اسکے جواب مین سوالات کیون پیش کرتے ہین اور ایسی حدیثین (جنہین) جملہ علما محققین کو کلام ہے کیون لاتے ہین - بایں ہمہ جواب اشتہار اسکا نام رکھتے ہین - ہمکو اسکے جواب مین حدیث صحیح کا پیش کرنا لازم ہے نہ سوال پر سوال اور نہ ضعیف یا غیر صریح حدیثون سے استدلال جنکے ضعف پر جملہ محققین کا اتفاق اور اونکی نفس ہونے پر سب کا وفاق - یہہ ہم کیا کرتے ہین - اور اپنی ہنسی کیون کراتے ہین کوئی سوال کا جواب ہمارے رسائل سے تلاش کریگا تو انمین کہان پاویگا پھر ان رسائل مجموعہ سوالات مستانفہ و احادیث ضعیفہ غیر صریحہ کو جواب اشتہار کب کہیگا - ولقد سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ماشئت - ان دونون رسالون مین ایک یہہ بات بہی لکہی ہے کہ صاحب اشتہار یعنی راقم نے آٹہوین سوال مین حنفیون پر افترا کیا ہے کہ قضاء قاضی سے پرائی جورو کا حلال کردینا حنفیون کی طرف نسبت کیا حال انکہ یہہ بات حنفیون کی کسی کتاب مین نہین لکہی ہے - پہلے یہہ دعوی اوستاد صاحب نے کیا ہے پھر تقلید اوستاد کے شاگرد صاحب نے بلکہ شاگرد صاحب نے اخیر رسالہ مین مجہے یہہ تنبیہ فرمائی ہے کہ اس بات کو حنفیون کی کتابون سے ثابت کرو یا اپنی غلطی کا اشتہار دو - ان دونون رسالون کا جواب بعد اختتام جواب مضمون اسمی ظفر احمد کے لکہا جاویگا انشاء اللہ تعالے - ناظرین خوب جانتے ہین کہ مین ایک اور میرے معترض و مخاطب کئی - کل ہندوستان و پنجاب و خراسان وغیرہ بلاد کے لوگون سے میرا خطاب ہے اور میرے حال پر یہہ مثل صادق ہے یک انار و صد بیمار - یا یون کہئے کہ - یک جان و صد آزار - پس سب کی جواب دہی نوبت بہ نوبت ہوگی نہ سبکی یکبارگی بالفعل ہم دعوی افتراء کا یہہ جواب عرض کرتے ہین کہ قضاء قاضی سے بیگانی جورو کا حلال ہوجانا اگر ہم کتب مذہب حنفی سے نکال دین تو اوسکے صلہ مین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب اور اونکے حواریین ہمکو کیا انعام بخشینگے - مین یہہ چاہتا ہون کہ درصورت نکل آنے اس مسئلہ کے کتب حنفیہ سے یہہ لوگ اس مذہب سے دست بردار

اطلاع

کرین - اور جہان کہین سوائے ایک دو شخص کے کوئی معاون و خریدار نہو وہ اپنا ہی چندہ ایک سال یا چہہ مہینے کا بذریعہ ہنڈوی یا بذریعہ نوٹ بارجسٹری روانہ فرماوین - اور جو صاحب پانچ روپیہ سے کم بہیجنا چاہین - وہ بذریعہ ٹکٹ نیم آنہ معہ زیادہ فیس ٹکٹ روانہ کرین - ولیکن بصورت تلف خط بے رجسٹری انجمن اشاعۃ السنۃ ذمہ وار نہین ہے -

دفعہ ۴ - جو کچہہ خط و کتابت متعلق لین دین زر کے اور مطالبہ پرچہاے ضمیمہ کے منظور ہو وہ منشی محی الدین صاحب کلارک محکمہ ریلوے نہر سرہند مقام روپڑ ضلع انبالہ سے کرین - وہان ہی روپے روانہ کرین - وہین سے رسید لین - وہین سے پرچے مانگین - اور جو علمی بات ہو - کسی اعتراض کا جواب پوچہنا یا کسی مضمون مین مدد دینا تو وہ مجہسے کرین اسکے سوا اور مضامین کے خطوط کے جواب دینے کی مجہے فرصت نہین ہے -

دفعہ ۵ - عموماً ممبرون کے حقوق اس انجمن مین یہہ ہونگے -

(۱) حساب جمع خرچ سالیانہ مالکون کے طور پر اونکے سامنے پیش کرنا -

(۲) مصارف غیر معمولی مین اونکی اجازت و رائے لینا -

(۳) امور مہمہ لایق مشورت مین اونکی رائے لینا -

اور خصوصاً حقوق علماء جو اس انجمن کے ممبر ہین علاوہ اون حقوق کے یہہ بہی حق رکہین گے کہ مضامین رسالہ مین اپنی رائے دین - مناسب و غیر مناسب بتاوین -

۱۹ - ذیقعدہ ۱۲۹۴ ہجریہ
۲۵ - نومبر ۱۸۷۷ عیسویہ

المکلف
ابوسعید محمد حسین لاہوری

بہون اور تقلید محض چہوڑ کر اہل حدیث ہوجاوین کہ اہل حدیث ہونے سے بہی کچہہ نہین ہوتا جب تک کہ اوپر اہل حدیث کے جو صفت ہے نہ ہو - ۱۹ - ذیقعدہ ۱۲۹۴ ہجریہ ۲۵ - نومبر ۱۸۷۷ عیسویہ

٦١٥

ضمیمہ اخبار سفیر ہند و سان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۸- دسمبر ۱۸۷۷ء

نمبر ۱۴

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمیں اُن پانچوں صاحبوں کا جواب ہے

جنکو ظفر احمد صاحب مسمّی نے کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

بل هو مبنی علی تسلیمه وقبوله وصحة نقله من اهل الضبط والعدالة واذا لم یوجد ذلک فی الموضوعات والمنکرات لم یجز الانتفاع بها فی تساویها فی وجوه الدلالة فقد علم بذلک ان مناط الانتفاع به امران الثبوت والدلالة فاعتبار احدهما دون الآخر ناشئ من قلة تدبر وعجالة - ثم ما یتحقق فیه هذا المناط من خصوص خبر الاحاد فهو مساوٍ للعام من الکتاب عند جمهور اهل الاجتهاد - فکما ان الخاص لا ینتفع بقطعیته من کل وجه نظرا الی ظنیة ثبوته قلا یفید الا وجوب العمل دون الاعتقاد فکذلک العام لا ینتفع بقطعیة ثبوته نظرا الی ظنیة دلالته حیث لا یحتج به الا فی اعمال العباد فثبت هذا انهما سیان وبه استقام صحة ما اورده الفاضل القندهاری من البرهان -

واستدلال الفاضل

القندهاری ثانیا بان الصحابة خصوا عموم القرآن بخصوص اخبار الاحاد - **اجاب عنه**

صاحب الانتصار تبعا للفاضل اللکنوی الملقب بحر العلوم فی تلک الدیار - اولا بان اخبار الاحاد عندنا متواتر عند الصحابة لانهم سمعوها من النبی صلی الله علیه وسلم مشافهة فصارت عندهم قطعیة - واستشهد علی هذه الدعوی بما قاله العلامة التفتازانی فی شرح العقائد - وصدر عنه مثل ذلک فی التلویح کما سیجیء وثانیا بان هذه الاخبار لم تخصص عموم الکتاب فان عموم قوله تعالی واحل لکم ما وراء ذلکم انما هو فی ما وراء المحرمات المذکورة سابقا ومنها الاخت علی الاخت ویفهم من مفهومها الموافق حرمة الجمع بین المحارم فلم یدخل العمة علی بنت اخیها فیما وراء کم فلا یکون مخصصا بل الحدیث لاحکام ما دل علیه قوله وان تجمعوا بین الاختین - وعموم قوله تعالی یوصیکم الله لم یخص بحدیث لا یرث القاتل ولا یتوارث اهل ملتین شتی بل بقوله لا یتخذ المؤمنون الکافرین لان المیراث من باب الولایة ولم یخص الله

بقوله نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناه صدقة لم یکن داخلا فی الخطاب - **وکل ما قاله هؤلاء لا یصح** بوجه اما **ما قالوا** اولا فلان ما سمعه الصحابی عن النبی صلی الله علیه وسلم وان کان عندنا کالمتواتر عندنا ولکن لیس کل ما وقع بالتخصیص فهو مسموع لکل من المخصصین بل الظاهر انه بعضهم سمعه من النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وبعضهم عن بعضهم - الا تری الی قول البراء بن عازب الذی ذکره فی التوضیح ما کل ما نحدثه سمعناه من رسول الله صلی الله علیه وسلم والی ان حدیث معشر الانبیاء انما یرویه عن النبی صلی الله علیه وسلم ابو بکر الصدیق وواقفه الآخرون بتسلیم التخصیص له والتصدیق ولو کان احد غیره سمعه من النبی صلی الله علیه وسلم لقام بشهادته لاذ وقع دعوی الارث من اهل بیت النبی الاکرم **فان قلت** قد اعترف اهل البیت وغیرهم

* حاشیہ ای صاحب الانتصار والفاضل اللکنوی والعلامة التفتازانی ۱۲

بعلمه كما في صحيحي البخاري ومسلم **قلت** ذلك اعتراف بالعلم لا بالسماع عن النبي صلعم والعلم قد يحصل بالاخبار وهو التعين ههنا كما تشهد به الآثار حيث تصرح بان سيدة النسأ فاطمة الزهراء وزوجه اسد الله الغالب طلبا ارث النبي عليه السلام وكذا عمه عباس بن المطلب ولو كانوا سمعوا عن النبي صلى الله عليه وسلم هذا الخبر لما خالفوه ولما اقدموا على هذا الامر - فثبت بهذا ان التخصيص تصريحا او تقريرا وقع من الكل مع ان سماع بعض المخصصات لم يكن الا للقل فكون المسموعات للصحابة كالمتواترات لا يبطل الاستدلال ولا تحصل به للخصوم التفصي عن ما الزم عليهم من المقال **واما قالا** ثانيا **فلان شمول** الاختين للعمة وبنت اختها وكذا للخالة وبنت اختها مجرد ظن وتخمين لا يصح لغة ولا عرفا ولا عقلا باليقين اما الاولان فظاهران واما الثالث فلان المفهوم الموافق من الاخت ليس كل ذات رحم حتى تشمل ما نحن فيه وكونها من المحارم مثل الاختين لم يثبت قبل هذا الحديث بدليل صريح وان كان مستند هذه المجازفة القياس - فليجر ايضا في بنتي خالتين وبنتي عمتين بلا التباس - فتحرمان كما حرمت الاختان ولا يقول به احد كما اتفق عليه الفريقان - على انه على هذا التقدير تخصيص للقرآن بالقياس - وهو لا يجوز عند احد من علماء الناس - **وكون** اية لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء مخصصا لاية الميراث لا يستقيم الا اذا ثبت كون هذه الاية موصولا بتلك الاية كما يقتضيه مذهب الحنفية في عدم جواز تراخي المخصص وان الميراث من الولاية المقصودة في الاية واثبات هذا ليس هينا ولا بينا - وعلى تقدير تراخي الاية يكون آية الميراث منسوخة فلا يكون تخصيصها بحديث القاتل الا تخصيص القطعي بالظني **ودعوى عدم** دخول النبي صلى الله عليه وسلم في خطاب يوصيكم مع صلاحية شمول لفظ الضمير للموجودين زمن النزول المشافهين بهذه الاية تحكم يمجه ظاهر الخطاب ويكذبه فهم اصحاب النبي واهل بيته اهل اللسان اولي الالباب **قال الشوكاني** في ارشاد الفحول على ما لخصه عنه صاحب الحصول - الخطاب الخاص بالامة نحو يا ايها الامة لا يشمل الرسول صلى الله عليه وسلم قال الصفي الهندي بلا خلاف واما اذا كان الخطاب بلفظ يشمل الرسول نحو يا ايها الناس يا ايها الذين امنوا يا عبادي فذهب الاكثرون الى انه يشمله وقال جماعة لا يشمله - والحق ان الخطاب بالصيغة التي تشمله يتناوله بمقتضى اللغة العربية لا شك في ذلك ولا شبهة حيث كان الخطاب من جهة الله سبحانه - **وما يكذبه** من فهم الاصحاب واهل بيت النبي اولي الالباب فقد مر ذكره قريبا - فلا نعيده خوفا من الاطناب **فان قلت** تبعا للفاضل اللكنوي ان اهل البيت اذ طلبوا الارث ما ادخلوا النبي صلى الله عليه وسلم في عموم الخطاب - بل قاسوا حاله على حال امته في الباب **قلت** لو كان الامر كذلك لتركوا قياسهم بمجرد سماع الخبر ولما اصر منهم على دعواه من اصر وهي سيدة النسآء فاطمة الزهراء غضبت على ابي بكر وهجرته ستة اشهر ولم تتكلم الى ان وصلت الى ابيه خير البشر - لا يخفى ذلك على راجع كتب الصحاح وكشف القناع عن وجه الحق الصراح - وهذا الكلام اندفع به جميع ما قاله هؤلاء خلافا للمرام فلله الحمد وبه الاعتصام

وجواب الفاضل القندهاري عن الاعتراض الاول على الدليل الثاني **مؤيد** بانه لم يكن قبل هذه التخصيصات وجود للاجماع فكيف يدعي احد ان هذه التخصيصات وقع بالاجماع بل الحق كما قاله الفاضل انه وقع منهم التخصيص واذ لم ينكر فعد ذلك اجماعا بلا محيص -

والجواب بان تلك الاحاديث مشاهير مجاب بانه لا يخلو اما ان يكون المراد بالشهرة منها المشتهرة المصطلحة عند الحنفية او الشهرة المبحوثة عنها في الاصول الحديثية فعلى الشق الاول لا يتصور لها وجود في القرن الاول الذي ظهر فيه تلك الاحاديث ووقع فيه التخصيصات - وعلى الشق الثاني فهو من اخبار الاحاد التي لا تليق عندكم لان تكون ناسخا لليقينيات -

ويؤيد تفريع الشق الاول ما قال في التوضيح وغيره من كتب الاصول الخبر لا يخلو من ان يكون رواته في كل عهد قوما لا تحصى عددهم ولا يمكن تواطئهم على الكذب لكثرتهم وعدالتهم وتباين اماكنهم او يصير كذلك بعد القرن الاول او لا يصير

حاشيه ١ اے صاحب انتصار والفاضل اللكنوي ١٢ ٢ اے الخالة للزوجة وبنت اختها وعمة الزوجة وبنت اخيها ١٢

بل رواته احاد والاول متواتر والثانی مشهور والثالث لخبر الواحد انتہی۔ **ویؤید** تقریع الشق الثانی ما قالہ حافظ ابن حجر فی نخبۃ الفکر بعد ما عد المتواتر والمشہور والعزیز والغریب وکلہا سوی الاول احاد وفیہا المقبول والمردود لتوقف الاستدلال بہا علی البحث عن احوال رواتہا دون الاول انتہی۔ وبہذا التائید والجواب اندفع ما قالہ صاحب الانتصار فی تشیید الاجماع والشہرۃ خلاف الحق والصواب فانہ مبنی علی الغفلۃ عن معنی الشہرۃ والاجماع فمن امعن النظر فی الاصول یؤمن بہ بلا نزاع۔ **وما اشتہر** الیہ الفاضل من الاعتراض علی ہذا الجواب بقولہ لا یخفی ما فیہ فالمراد بان العام عندہم قطعی یوجب الیقین ولیس کذلک المشہور فان غایۃ مفادہ الطمانینۃ والتسکین فاذا ہو منحط عن الاول بلا اخفاء فلا یجوز تخصیصہ بہ اذ ہو نسخ بلا امتراء۔ اور **امام ربانی** مجتہد یمانی **محمد بن علی الشوکانی** کتاب **ارشاد الفحول** مین فرماتے ہین واختلفوا فی جواز تخصیص الکتاب العزیز بخبر الواحد۔ فذہب الجمہور الی جوازہ مطلقا وذہب بعض الحنابلۃ الی المنع مطلقا۔ وحکی ذلک عن طائفۃ من المتکلمین والفقہاء وطائفۃ من اہل العراق وذہب عیسی بن ابان الی الجواز اذا کان العام قد خص بدلیل قطعی متصلا کان او منفصلا وذہب القاضی ابوبکر الی الوقف والحق ما ذہب الیہ الجمہور ویدل علیہ اجماع الصحابۃ فانہم خصوا قولہ سبحانہ وتعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انا معشر الانبیاء لا نورث وخصوا التوارث بالمسلمین عملا بقولہ لا یرث المسلم الکافر۔ وایضا یدل علی جوازہ دلالۃ بینۃ واضحۃ ما وقع من اوامر اللہ عزوجل باتباع نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر تقیید فاذا جاء عنہ الدلیل کان اتباعہ واجبا واذا عارضہ عموم قرانی کان سلوک طریقۃ الجمع ببناء العام علی الخاص متحتما ودلالۃ العام علی افرادہ ظنیۃ لا قطعیۃ فلا وجہ لمنع تخصیصہ بالاخبار الصحیحۃ الاحادیۃ الی ان قال فی اخر الباب فی مسئلۃ بناء العام علی الخاص بعد ما ذکر الاختلاف فی البناء فی صورۃ العلم بتقدم احدہما وتاخر الاخر والجہل بالتاریخ ما نصہ والحق الذی لا ینبغی العدول عنہ فی صورۃ الجہل البناء ولیس عندنا ما نعلم بہ صلح التشبث بہ والجمع بین الادلۃ ما امکن ہو الواجب ولا یمکن الجمع مع الجہل الا بالبناء وقد تقرر ان الخاص اقوی دلالۃ من العام والاقوی ارجح وفی العمل بالعام اہمال للخاص ولیس فی التخصیص اہمال للعام وقد نقل ابو الحسین الاجماع علی البناء مع جہل التاریخ والحاصل ان البناء ہو الراجح علی جمیع التقادیر المذکورۃ فی ہذہ المسئلۃ۔ انتہی ما فی **ارشاد الفحول** علی ما لخصہ العلامۃ السید **ابو الطیب** فی حصول المامول من علم الاصول۔ اور **علامہ تفتازانی** تلویح مین بجواب دلیل عدم جواز تخصیص کے (جسکا حاصل یہہ ہے کہ کتاب اللہ قطعی ہے اور خبر واحد ظنی) فرماتے ہین فقد یجاب بان عام الکتاب قطعی المتن لا الدلالۃ والتخصیص انما یقع فی الدلالۃ لاندفع الدلالۃ فی بعض الموارد فیکون ترک ظنی بظنی وبعبارۃ اخری الکتاب قطعی المتن ظنی الدلالۃ والخبر بالعکس فکان لکل قوۃ من وجہ توجب الجمع وہو اولی من ابطال الخبر بالکلیۃ وقد یستدل بان الصحابۃ کانوا یخصون الکتاب بخبر الواحد من غیر نکیر اجماعا علی جوازہ وجوابہ ان خبر الواحد قطعی عند الصحابۃ بمنزلۃ المتواتر عندنا لانہ سمعہ من النبی علیہ السلام مع انہم انما کانوا یخصون الکتاب بالخبر بعد ما ثبت تخصیصہ بقطعی من اجماع وغیرہ وقد عرفت ان العام الذی خص منہ البعض یصیر ظنیا ویجوز تخصیصہ بخبر الواحد والقیاس۔ **قلت** وہذا الذی قالہ العلامۃ فی الجواب عن الاحتجاج بالاجماع فیہ من شانہ کل البعد وقد مر ما یدفعہ فی عبارۃ المنہم وما کتبہ فی تائیدہا والذب عنہا ہذا —

اس نقل وتلخیص سے بیان ادلہ تخصیص عیان ہوا اور ہم نے جواز ترجیح عموم کتاب اللہ خصوص سنت پر ثبوت کو پہنچایا۔ اب ابطال ادلہ مخالفین جو اس تخصیص کو ناجائز کہتے ہین اور عموم قران کو خصوص خبر واحد پر ترجیح دیتے ہین عمل مین آتا ہے۔ پس واضح ہو کہ ادلہ مخالفین دعوی عدم جواز تخصیص پر تین ہین **اول** یہہ کہ عام کتاب اللہ قطعی ہے اور خبر واحد ظنی ہے۔ اور چونکہ مخصص متراخی ناسخ ہوتا ہے اسلئے تخصص عموم قران کی خصوص خبر واحد سے جو اس سے متراخی ہے جائز نہین

اور یہہ **دلیل** انکی دو وجہ سے ناتمام ہے۔
اول یہہ کہ عام کا قطعی کہنا بعض حنفیہ کی خانہ ساز
بات ہے۔ مذہب جمہور مدلل بہ لائل قویہ و براہین قطعیہ
اسکا مکذب ہے۔ **شیخ عبدالعزیز** بخاری نے
جو اصول بزدوی کا شارح ہے **تحقیق شرح**
حسامی مین لکہا ہے۔ موجب العام الذی لم یخص
منہ عند الجمہور من الفقہاء والمحدثین یقینی قطعی
وھو مذھب الشافعی والیہ ذھب ابو منصور الماتریدی
وجماعۃ من مشائخنا وعند عامۃ مشائخنا الغرقبین
کالکرخی والجصاص موجبہ قطعی۔ اور **علامہ**
تفتازانی نے حواشی **شرح عضدی** مین
لکہا ہے۔ العام عند بعض الحنفیۃ قطعی کالخاص
فلا یجوز تخصیصہ بخبر الواحد۔ اور **مختصر الاصول**
اور اسکی شرح **عضدی** مین ہے۔ اما التخصیص
بخبر الواحد فقال بجوازہ الائمۃ الاربعۃ وقال
ابن ابان من الحنفیۃ اذا کان العام قد خص من
قبل بدلیل قطعی متصلا کان او منفصلا قال
الکرخی انما یجوز اذا کان قد خص من قبل بدلیل
منفصل قطعیا کان او ظنیا۔ وقد نقل ھذین
القولین الفاضل الجلیل العالم النبیل المولوی **عبدالحی**
اللکنوی فی رسالتہ **امام الکلام** فیما
یتعلق بالقرءۃ خلف الامام۔ ایسا ہی تلویح اور
محصول سے بضمن قدح مقدمہ اولے مخاطب کے
گذرا۔ اور بضمن جواب الجواب مسئلہ اولے کے ضمیمہ
نمبر ۳ صفحہ ۲۷۶ مین حجۃ اللہ البالغہ سے
نقل ہو چکا ہے مسئلہ قطعیت عام ائمہ متقدمین
سے مروی نہین۔ یہہ محض تخریج متاخرین

کی ہے۔ ان نقول سے خلاف جمہور ہونا اس مسئلہ
کا ثابت ہوا۔ اور دلائل اسکے بطلان کی ہماری
تقریر اثبات تخصیص مین ذکر ہو چکے ہین۔
وجہ دویم یہہ کہ متراخی کو ناسخ کہنا۔ اور قصر
کو موصول سے خاص کرنا یہہ اسی خانہ ساز
بات سے خانہ زاد ہے۔ اسکے سوا کوئی اسکا
اصل و بنیاد نہین۔ چنانچہ حسامی مین لکہا ہے
واختلف فی خصوص العموم فعندنا لا یقع متراخیا
وعند الشافعی یجوز فیہ التراخی وھذا بناء
علی ان العموم مثل الخصوص عندنا فی اثبات الحکم
قطعا وبعد الخصوص لا یبقی القطع فکان تغیرا
من القطع الی الاحتمال فیفید بشرط الوصل
انتہی۔ اور **تنقیح متن توضیح** مین لکہا ہے۔
اختلف فی التخصیص بالکلام المستقل فعند الشافعی
یصح متراخیا وعندنا لا یکون نسخا الی ان استدل
لمذھب الشافعی بآیات ثم اجاب عنہا باجوبۃ
لا تخلوا عن التکلف والتعسف ثم قال واصحابنا
قالوا کل ما ھو تفسیر یصح متراخیا اتفاقا وما ھو
تغییر لا یصح الا موصولا اتفاقا کالاستثناء وانما
اختلفوا فی التخصیص بناء علی انہ عندنا بیان
تغییر وعندہ بیان تفسیر لما عرف ان العام عندہ
دلیل فیہ شبہۃ فیحتمل الکل والبعض فبیان
ارادۃ البعض یکون تفسیرا فیصیر متراخیا
کبیان المجمل وعندنا قطعی فی الکل فیکون التخصیص
تغییرا موجبا قولا فرق عند الشافعی رح
بین التخصیص والاستثناء بناء علی ان العام
محتمل عندہ فعلی ھذا کلاھما یکونان تفسیرا

عنده لكن الاستثناء لما كان غير مستقل لابد من
اتصاله والتخصيص مستقل فيجوز فيه التراخي
وعندنا كلاهما تغيير وهو لا يجوز الا موصولا۔
اور **ارشاد الفحول** مین فرمایا ہے۔ الفصل
السادس فی تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ اعلم
ان کلما یحتاج الی البیان من مجمل وعام ومجاز ومشترک
وفعل متردد ومطلق اذا تاخر بیانہ فذلک علی
وجہین الاول ان یتاخر عن وقت الحاجۃ وذلک
فی الواجبات الفوریۃ لم یجز وبہذا نقل الباقلانی اجماع
ارباب الشرائع علی امتناعہ الثانی تاخیرہ عن وقت
ورود الخطاب الی وقت الحاجۃ الی الفعل وذلک
فی الواجبات التی لیست بفوریۃ حیث یکون الخطاب
لا ظاہر لہ کالاسماء المتواطیۃ والمشترکۃ اولہ
ظاہر وقد استعمل فی خلافہ کتاخیر التخصیص
والنسخ ونحو ذلک وفی ذلک مذاہب الاول
الجواز مطلقا وعلیہ عامۃ الفقہاء والمتکلمین والثانی
الرازی وابن الحاجب الثانی المنع مطلقا والیہ
ذھب ابو اسحٰق المروزی والصیرفی وابو بکر
الدقاق وھو قول کثیر من الحنفیۃ والمعتزلۃ
وابن داؤد الظاہری ووافقہم بعض المالکیۃ
والشافعیۃ واستدل ھؤلاء بما الیہ من وجوہ
من جملتہا۔ الی ان قال بعد ذکر مذاہب اخر ہے
زیفہا فہذہ جملۃ المذاہب المرویۃ فی ھذہ
المسئلۃ وانت اذا تتبعت موارد ھذہ الشریعۃ
المطہرۃ وجدتہا قاضیۃ بجواز تاخیر البیان عن
وقت الخطاب قضاء ظاہرا واضحا لا ینکرہ۔

(باقی آیندہ)

نمبر اوّل

تتمّہ اخبار صفیر ہندوستان امرتسر

مطبوعہ ۱۵- دسمبر ۱۹۰۷ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(دفعہ دوم)

اعلان عام

ہمارے اشتہارے آجتک بہ اسے نام تو کئی جواب آے ہین لیکن شافی ہنوز ایک بھی نہین ہے۔ ایک جواب ظفر احمد صاحب کے نام سے مشتہر ہوا تھا جسکا جواب ضمیمہ مین چھپ رہا ہے۔ چار جوابون کا خلاصہ ہم ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۱۳ ستمبر مطبع محمدی لاہور مین چھپوا چکے ہین۔ دو جواب اور آئے ہین جنکا حال ذیل مین سنایا جاتا ہے۔ ایک انمین سے حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی تالیف ہے جو میان محمود حسن صاحب کے نام سے چھپا ہے۔ جسکو لاہور مین بنام ہاد انجا رائج چھپوایا ہے۔ اور ہانپور مین بنام ادلہ کاملہ کیا۔ اس جواب مین بھی میرے ایک سوال کے جواب مین کوئی حدیث صحیح یا نص قرانی صریح جو مدعا مقصود پر قطعی الدلالۃ ہو پیش نہین کی بلکہ سوال کے مقابلہ مین سوال کیا ہے جیسے مولوی حبیب الرحمان صاحب امرتسری سے میرے سوالات کے جواب مین وقوع مین آیا ہے۔ آپ کہتے ہین کہ اہل ہم سے عدم رفع و اخفاء آمین وغیرہ مسائل مین حدیث صحیح مرفوع کیون نہین مانگتے ہو ہم سے ان مسائل مین اخیر فعل آنحضرت کا (یعنی اخیر وقت رفع یدین کرنا اور آمین جہر سے کہنا) مستدلا کرتے ہین۔ اور فرماتے ہین کہ آپ ہمسے دلیل وجوب تقلید کسی امام کی آمنا و بہ کہتے ہین ہم آپ سے وجوب اتباع آنحضرت صلعم اور وجوب اتباع قرآن شریف کی سند کے طالب ہین۔ وعلی ہذا القیاس۔ بہرچند اسکے جواب مین بھی وہی تحریر کافی ہے جو بجواب سوالات مولوی حبیب الرحمان صاحب کے ضمیمہ صفیر ہندوستان ۱۳- اکتوبر ۱۹۰۷ء مین مشتہر ہو چکی ہے۔ ولیکن لاجل افہام علم فہم ان لوگون کے اس رسالہ کا مفصل جواب بھی لکھا جاویگا۔ دوسرا جواب ایک شخص میان اسمٰعیل نامے طالب العلم مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ہے جسکا عنوان آپنے جواب آتا ہے تقلید رکھا ہے۔ اسمین کچھ تو مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریرون کا نقل ہے۔ اور کچھ (جسکو اپنی طرف سے وہ لائے ہین)

(دفعہ دوم)

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران رسالہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

دفعہ ۱- جبتک سرمایہ معقول جمع نہوگا یہ رسالہ مستقل طور پر نہ چھپیگا بلکہ مضامین اسکے بطور قدیم ضمیمہ صفیر ہندوستان مین چھپا کرین گے۔ پس اگر طالبین اتباع سنت شایق ہین اور اسکا اجرا چاہتے ہین تو جن صاحبون نے زر چندہ معین فرمایا ہے وہ سالیانہ یا ششماہی یا سہ ماہی مرحمت فرماوین۔ اور جنکا ابھی تک وعدہ ہے وہ ظہور مین لاوین ورنہ اسی ضمیمہ قدیمہ پر اکتفا فرماوین۔

دفعہ ۲- اس ضمیمہ مین فقط مسائل فرعیہ خلافیہ بین المسلمین ہی مین بحث نہوگی بلکہ اسکے تین حصے ہونگے۔ جنمین سے تفصیل وار بحث ہوگی

حصہ اوّل مین بحث اصول اسلام مثل توحید و نبوت و معاد و مجازات و آثار و شرائع حسنہ مذاہب غیر اسلام سے بھی قیل و قال ہوگی

حصہ دوم مسائل فرعیہ عملیہ اسلام مین تحقیقات ہوا کریگی جسمین مسائل مرجحہ صحیحہ کی اثبات اور اسکے خلاف کا ابطال عمل مین آویگا۔

حصہ سوم مین اخلاق اور امور تہذیب کا بیان ہوگا۔ ولیکن بہ ترتیب بعد استحکام چندہ و اختتام جواب دو تین رسائل کے عملدرآمد ہوگی

دفعہ ۳- جو صاحب بنظر اعانت دین و اشاعت سنت سید المرسلین زر چندہ عنایت فرمانا چاہین وہ بشمول دراجاب خریداران کے بیجا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اعلان عام

احادیث ضعیفہ سے استنباط - مثلاً عدم رفعیدین مین حدیث ابن مسعود جو بالاتفاق
[illegible] - اور مسئلہ آمین مین [illegible] اور نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنے مین حدیث عبدالرحمن بن اسحاق واسطی جو
بالاتفاق ضعیف ہے ان لوگون کو لحاظ نہین آتا کہ سوال مثبت [illegible] ہے جسکے صحت مین کسیکو کلام نہ - نہ اسکے جواب مین سوالات کیون پیش کرتے
ہین اور ایسی حدیثون جنمین جابجا راوی مختلفین کو کلام ہے کیون لاتے ہین - بالجملہ جو اب
انتہا - اسکے نام رکھتے ہین - ہمکو اسکے جواب مین حدیث صحیح کا پیش کرنا لازم ہے
نہ سوال پر سوال اور نہ ضعیف یا فیہ مقال حدیثون سے استدلال جسکے ضعف پر
جملہ محققین کا اتفاق اور انکی الف ہونے پر سب کا وفاق - یہ ہرگز کیا کرتے
ہین - اور اپنی ہنسی کیون کراتے ہین کوئی سوال کا جواب ہمارے رسائل سے تلاش
کریگا تو انمین کہان پاویگا پھر ان رسائل مجموعہ سوالات سائلہ واحادیث ضعیفہ
غیر صحیحہ [illegible] کب کہیا - وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مما [illegible] الناس
[illegible] الاولی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت - ان دونون رسالون مین ایک
[illegible] صاحب اشتہار یعنی راقم نے آٹھوین سوال مین حنفیون
پر افترا کیا ہے کہ قضاء قاضی سے پرانی جورو کا حلال کر دینا حنفیون کی
تالیف ہے بسبب کمال جہل یہ بات حنفیون کی کسی کتاب مین نہین لکھی ہے پہلے
یہ ہوا استاد صاحب نے لیا پھر تقلید استاد سے شاگرد صاحب نے بلکہ شاگرد صاحب نے
اخیر رسالہ مین تنبیہ فرمائی ہے کہ اس بات کو حنفیون کی کتابون سے ثابت کر دینا اپنی
غلطی کا اشتہار دو - ان دونون رسالون کا جواب بعد اختتام جواب مضمون
سمی بفتح خیبر [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ - ناظرین خوب جانتے ہین کہ مین ایک
[illegible] مقدمہ فتن مخاطب ہوئی - کل ہندوستان و پنجاب و خراسان وغیرہا بلاد کے
لوگون سے یہ خطاب ہے اور بیسے حال پر یہہ مثل مصادق ہے ایک انار و صد بیمار -
یا یون کہیے کہ - یک جان و صد آزار - پس سب کی جواب دہی نوبت بہ نوبت
ہوگی نہ بیکبار کیونکہ بالفعل جو دعوی افترا کا یہہ جواب عرض کرتے ہین کہ قضاء
قاضی سے پہلی کافی پورہ کا حلال ہونا از ہم کتب مذہب حنفی ثابت ہے تو اسکے
صدہا [illegible] مولوی [illegible] اور اسکے حواریون ہمکو بیا الفعام [illegible] یہہ بیباکانہ
کذب [illegible] اس مسئلہ کی کتب [illegible] یہ لوگ اس مذہب سے [illegible]

اطلاع

[illegible] اور جہان کہین سو سو ایک دو شخص سے کوئی معاملہ
خریدا ہو وہان اپنا ہی [illegible] ایک سال یا چھ مہینہ کا بذریعہ ہنڈوی
یا بذریعہ نوٹ بارجسٹری روانہ فرماوین - اور جو صاحب پانچ روپیہ سے
کم بھیجنا چاہین وہ بذریعہ ٹکٹ نیم آنہ سے زیادہ قیمت کے ٹکٹ روانہ
کرین - لیکن ایسی صورت مین خط بذریعہ رجسٹری انجمن اشاعۃ السنۃ
ذمہ دار نہین ہے -

دفعہ ۴ - جو کچھ خط و کتابت متعلق لین دین زر کے اور
رسالہ پرچہ سے متعلق ہو وہ منشی محی الدین صاحب
تاجر کتب محکمہ ریلوے ہیڈ سرہند مقام آدیڑ ضلع انبالہ سے کرین -
وہان ہی روپیہ روانہ کرین - وہین سے رسید لین وہین سے
پرچے پائین - اور جو علمی بات ہو - کسی اعتراض کا جواب دینا
یا کسی مضمون مین مدد دینا تو وہ مجھسے کرین - اسکے سوا اور مضامین
کے خطوط کے جواب دینے کی مجھے فرصت نہین ہے -

دفعہ ۵ - عموماً ممبرون کے حقوق اس انجمن مین یہہ
ہون گے -

(۱) حساب جمع خرچ سالیانہ مالکون کے طور پر ان کے سامنے
پیش کرنا -

(۲) مصارف غیر معمولی مین انکی اجازت و رائے لینا -

(۳) امور مہمہ لایق مشورت مین انکی رائے لینا -

اور خصوصاً حقوق علماء جو اس انجمن کے ممبر ہین علاوہ ان حقوق
کے یہہ بھی حق رکھین گے کہ مضامین رسالہ مین اپنی رائے دین
مناسب وغیرہ مناسب بتاوین -

۱۹ - ذیقعدہ ۱۳۱۴ ہجریہ
۵ م - نومبر ۱۸۹۶ عیسویہ

المکلف
ابوسعید محمد حسین لاہوری

۴۴۴

ضمیمہ اخبار سفیر ہند و ستان امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطبوعہ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۷ء

نمبر ۱۵

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جوابکا جواب ہے
جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری

من له ادنی خبرة بها وممارسة بها ولیس علی
هذه المذاهب المخالفة لما قاله المجوزون اثاره من
علم وقد اختلف القائلون بجواز التاخیر فی جواز
تاخیر البیان علی التدریج بان یبین بیانا اولا ثم
یبین بیانا ثانیا کالتخصیص بعد التخصیص والحق
الجواز لعدم المانع من ذلک لا من شرع ولا عقل فالکل
بیان انتهی ما فی ارشاد الفحول علی ما لخصه فی هصول
المامول من علم الاصول۔ **تاویح** مین اِس بات
کی تائید کی ہے کہ یہہ اختلاف عام و مجمل و مشترک
وظاہر مُؤول سب مین جاری ہے اور کہا ہے
کہ تخصیص مین مقارنت کو شرط کرنا محض
اصطلاح ہے یعنے اِسپر دلیل قایم نہین ہے۔
اور کہا ہے کہ اِس اصطلاح پر حنفیہ چل بھی
نہین سکتے۔ کبھی متراخی کو بھی مخصص کہدیتے
ہین اور کہا ہے کہ ایسے مخصص متقارن کا
پایا جانا بھی کم ہے حیث قال وقد نبهت علی

ان اشتراط الاستقلال والمقارنة فی التخصیص
مجرد اصطلاح مع ان العمدة فی التخصیص عند
الجمهور انما هی الاستثناء والشرط والصفة و
الغایة وبدل البعض علی ان لا یستمر لهم الجری
علی هذا الاصطلاح لتصریحهم بان العام اذا خص
منه البعض صار ظنیا یجوز تخصیصه بخبر الواحد
والقیاس ولا یخفی ان التخصیص بکلام مستقل
مقارن فی غایة الندرة ثم الخلاف فی جواز التراخی
جارٍ فی کل ظاهر یستعمل فی خلافه کالمطلق
فی المقید والنکرة فی المعین۔ اور مولینا عبد العلی
لکھنوی جنکو ہندوستان مین بحر العلوم کہتے
ہین۔ اور ہر فن مین اُنکی سند لیتے ہین۔
کتاب **فواتح الرحموت** شرح مسلم الثبوت
مین فرماتے ہین۔ مسئلہ لا یجوز تاخیر الخصوص
عن العام بحیث یعد عرفا تاخیرا عند الحنفیة
خلافا للشافعیة۔ قال الامام فواتح اسلاهذا

مبنی علی الخلاف فی قطعیة العام فلما کان قطعیا
عندنا وبالتخصیص یصیر ظنیا فالمخصص منزله
من القطع الی الظن وهو بیان تغییر ولا یجوز
تاخیره فوجب الاقتران بین المخصص والعام ولما
کان عنده ظنیا محتملا للتخصیص والتخصیص
یبقیه ظنیا کما کان فالمخصص لم یغیر من شیئ
بل قرر الاحتمال الذی کان قبله فیکون بیان
تفسیر ولا یجب فیه الاقتران وفیه نظر ظاهر فانه
المخصص وان لم یکن مغیرا بوصفه لکنه مغیر
مایفهم من ظاهره من غیر قرینة وهو العموم
لنا ان التمام بلا مخصص یفید ارادة الکل فالتاخیر
تجهیل ونقض الآمدی بتاخیر النسخ فانه یجوز
اتفاقا ویجاب بانک اوجبت الی سماع الناسخ
فلا تجهیل بخلاف المخصص فانه یفید ان العموم
غیر مراد من الاصل وهو تجهیل۔ وقد یجاب
بان الکل وان قطعا لیس بالصیغة هناک

بخلاف الكل في العام فتامل اعلم ان الدليل يجري
في المخصص الثاني اي مخصص المخصص فلا يجوز
تاخيره ايضا ثم اشار الى توجيه كلمات المشائخ
الدالة على جواز تاخيره وقال ولعل مراد المجوزين
منا لتاخير المخصص تاخير المخصص التفصيلي
عن الاجمالي فانه حينئذ بيان المجمل والمختار
فيه جواز التاخير الى وقت الحاجة ثم ان تحمل
عباراتهم هذا التوجيه لا يخلو عن بُعدٍ كما
لا يخفى على الناظر فيها واعلم ان الشافعية انما
جوزوا تاخير المخصص الى وقت الحاجة كما صرح
به صاحب المحصول وجه نقول العام لكونه ظنيا
عندهم غير مطلوب الاعتقاد لعمومه فان
الظن لا يطلب الاعتقاد في الشرع ولا هو ملزم
العمل لان الكلام فيما قبل الحاجة وقت العمل
وقت الحاجة لا يجوز التلفيق عند اتفاقا فيجب
لا تجهيل ولا اغواء بخلاف ما اذا كان العام
مقطوعا فانه يجب اعتقاد الحكم المقطوع فيلزم
ايجاب اعتقاد خلاف الواقع وهو اغواء
وتجهيل فهذا الدليل ايضا مبني على قطعية
العام انتهى -

یہہ عبارات علماءِ معتبرین حنفیہ ومحدثین سب
کے سب ہاعلی ندا منادی ہین کہ مخصص کے
واسطے مقارنت کو شرط ٹہیرانا اور متراخی
کو ناسخ کہنا بجز اسکے کوئی اصل نہین رکہتا
کہ عام کل افراد مین قطعی الدلالۃ ہے اور
خاصکر عبارت مولانا عبد العلی مرحوم صریح
ناطق ہے کہ جو دلیل اس اشتراط پر قائم

کرتے ہین (یعنی لزوم تجہیل) وہ یہی اسی
قطعیت عام پر مبنی ہے - اور جب قطعیت
عام باطل ہوچکی ہے تو اب ابطال
اس دلیل کا جو اس قطعیت پر مبنی ہے
جداگانہ دلائل سے ضروری نہین - وہی ادلہ
اسکے ابطال کے لئے کافی ہین بایں ہمہ جو کچہ
خاصکر اسکی نقض وابطال مین علماء نے
کلام کی ہے وہ عبارت مسلم الثبوت اور
اوسکی شرح مین موجود ہے چنانچہ اولاً
اسمین آمدی سے نقل کیا ہے کہ تراخی مخصص
مثل تراخی ناسخ ہے جو بالاتفاق جائز ہے
ویسی ہی یہہ بہی جائز ہونی چاہئے - اور
ثانیاً از خود کہا ہے کہ یہہ دلیل عدم جواز
تاخیر مخصص اول مخصص ثانی مین بہی جاری
ہوسکتی ہے - پس چاہئے کہ وہ بہی جائز
نہو حالانکہ کلمات مشائخ سے اسکا جواز
نکلتا ہے - اور جو نقض اول کے جواب
مین اولا اسمین لکہا ہے کہ عمل منسوخ پر سماع
ناسخ تک واجب ہوتا ہے تو تجہیل نہوئی بخلاف
مخصص کے کہ اسمین قبل ورود مخصص عموم
خیال کیا جاتا ہے اور بعد ورود مخصص معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ عموم مراد نہ تہا اور یہہ صاف
تجہیل ہے اسکا جواب اسی عبارت
شرح کے اخیر مین موجود ہے کہ قبل وقت
حاجت وموقع عمل عام مین اعتقاد عموم
مطلوب نہین ہوتا اور نہ عموم کا مراد ہونا
قطعا سمجہا جاتا ہے - اور بوقت عمل مخصص

خود موجود ہوتا ہے - پس تجہیل کسی وقت
نہوئی - اور جو ثانیاً اسکے جواب مین کہا ہے
کہ منسوخ مین دوام قطعا صیغہ سے مفہوم
نہین ہوتا - بخلاف استغراق افراد عام کے
جو صیغہ سے سمجہا جاتا ہے اسکا جواب
یہی اسی عبارت اخیر مین موجود ہے کہ خصم کے
نزدیک اعتقاد عموم شرعا مطلوب ہے
نہین - پس وہ کیونکر مانیگا کہ عموم قطعا
صیغہ عام سے سمجہا جاتا ہے - یہی امر تو
متنازع فیہ ہے - پس اسکات خصم اسمین
مجرد دعوے سے کیونکر متصور ہے - اور
جو نقض ثانی کے جواب مین کہا ہے
کہ اسمین تاخیر مخصص تفصیلی کے اجمالی
سے ہے - پس یہہ بیان مجمل ٹہیرا جسکے
تاخیر وقت حاجت تک جائز ہے - اسکا
جواب اولا اسی عبارت مین موجود
ہے حیث قال ثم ان تحمل عباراتهم هذا
التوجيه لا يخلو عن بُعدٍ - ثانیاً یہہ کہ
جیسے آپ بعد ورود مخصص اجمال
فرض کرتے ہین ویسے خصم قبل تخصیص
عام کو مجمل جانتا ہے اور اسکے تخصیص
کو بیان مجمل نام رکہتا ہے - ثالثاً یہہ
کہ یہہ کلام محض بے معنے ہے اسلئے کہ
کلام تراخی مین مخصص ثانی کے ہے
عام مخصوص البعض سے نہ اسکے تراخی
مین مخصص اول سے -

(باقی آیندہ)

ضمیمہ اخبار اہلحدیث امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۴ دسمبر ۱۹۱۰ء

نمبر ۱۶

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۹۱۰ء جسمین اُن پانچون سوالون کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اور مجمل ہونا عام مخصوص البعض کا اسکے بیان کو بیان مجمل بناتا ہے نہ مجمل ہونا مخصص اول کا عام کے بیان مجمل ہونا مخصص اول کا بھی ہر صورت لازم نہین ہے۔ **بالجملہ** جو کچھ ان حضرات نے اس باب مین کہا ہے ناتمام ہے اور مبنی اُسکا وہی قطعیت عام ہے۔ پس جو اسکا حال ہے سو اُسکا ہوگا اور جس دلیل سے اُسکا ابطال ہو چکا ہے اسی سے اسکا بطلان سمجھا جائیگا **تنبیہ لطیف** صاحب انتصار سے تعجب ہے کہ عدم جواز تاخیر ترجمہ مخصص پر کئی براہین قطعیہ کے وجود کا مدعی ہوا۔ پر بجز عبارت شرح مسلم الثبوت جسمین بجز لزوم تجہیل کسی دلیل کا نام و نشان نہین۔ کچھ نہ لاسکا + پھر یہ تعجب ہے کہ باوجود اسکے کہ جواب تجہیل معیار مین بصفحہ ۲۴۲ سطر ۲۰۔ ادائے ہو چکا ہے حیث قال تاخیر المخصص کتاخیر الناسخ۔ اسکے جواب سے متعرض نہین ہوا بلکہ اس جواب کے وجود کا کتاب معیار مین انکاری ہو گیا؟ پھر تعجب پر تعجب ہے کہ عبارت شرح مسلم مین جس سے وہ تقریر لزوم تجہیل نقل کیا ہے۔ سرقہ تو خیانت عمل مین لایا ہے۔ مطلب کی بات کو اس سے لیلیا اور اسکا اول و آخر جو اس تجہیل کا رافع تھا چھوڑ دیا۔ ناظرین **انتصار و معیار** اسکی ایسی باتون سے اسکے علم و فہم و انصاف یا عدم انصاف کا اندازہ کر سکتے ہین۔ اور اس کتاب کا جواب معیار ہونا نہ ہونا سمجھ سکتے ہین۔ اس بیان سے بے اصل و بے دلیل ہونا عدم جواز تراخی مخصص کا ثابت ہوا۔ جسکے ثبوت سے بیان دوم اتمام کو پہنچا۔ جسکے اتمام سے دو وجہ ناتمامی دلیل اول مخالفین پر قایم ہوئین اور تقریر خصوم کی سب کی سب اسمین باطل ہو گئین۔ **دلیل دویم** مخالفین کے عدم جواز تخصیص و وجوب ترجیح پر۔ یہ ہے کہ بعض صحابہ نے عموم قرآن کو خصوص خبر واحد پر ترجیح دی ہے۔ اور بہ تجویز تخصیص جمع و تطبیق اختیار نہین کی۔ **دیکھو** جب فاطمہ بنت قیس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ حدیث پیش کی کہ جب وہ مطلقہ ہوئی تو آنحضرت نے اُسکو نفقہ اور سکنی نہ دلوایا۔ پس حضرت عمر نے اسکی حدیث کو نہ مانا اور کہا۔ لا ندع کتاب ربنا و سنۃ نبینا بقول امرۃ لا ندری اصدقت ام کذبت احفظت ام نسیت فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول لہا النفقۃ والسکنی۔ یعنے ہم ایک عورت کے کہنے سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو نہین چھوڑتے۔ ہم نہین جانتے یہ سچ کہتی ہے یا جھوٹ۔ بھول گئی ہے یا اسنے یاد رکھا ہے۔ مین نے تو آنحضرت سے سنا ہوا ہے کہ مطلقہ کے واسطے نفقہ اور سکنی ہے۔ نقل کتاب اس قصہ کو **نور الانوار** و **توضیح** مین اور کچھ ذکر اسکا **جامع ترمذی** و سنن **ابوداؤد** وغیرہ مین بھی ہے۔ اسکا

جواب یہہ ہے کہ نماننا حضرت فاروق کا
حدیث فاطمہ کو اس نظر سے نہ تہا کہ یہہ خبر واحد
ہے اور عموم کتاب اللہ کی معارض - اور چونکہ خبر
واحد ظنی ہوتی ہے اور عموم قران قطعی - اسلئے
ترجیح عموم قران کی اوسپر واجب ہے - اور
تخصیص اسکی ناجایز - **بلکہ** رد کرنا اونکا اس
حدیث کو علی تقدیر بر الصحۃ والتسلیم اسلئے تہا
کہ اونکو خاصکر فاطمہ بنت قیس راوی حدیث
کے حافظہ و صداقت مین شک تہا - اور بسبب اسکے اس حدیث کا صحیح
ہونا انکے نزدیک ثابت نہ تہا - اس سے یہہ
نہین نکلتا کہ حدیث کو صحیح مانکر اسکے راویون
کو عادل و ضابط جانکر بنظر خبر واحد ہونے کی
نمانا - اور عموم کتاب اللہ کو اسپر ترجیح دی جیسا
کہ حنفی دعوے رکہتے ہین اور اسپر اس قصہ سے
استدلال کرتے ہین - **صاحب توضیح**
اس قصہ کو اسی غرض و ادعا سے لایا ہے -
ولیکن **تلویح و مسلم الثبوت و**
مغتنم الحصول مین اس ادعا کو اسی
تقریر سے جو ہمنے بیان کی ہے رد کر دیا ہے -
قال فی التنقیح من التوضیح اما لانقطاع الباطن فاما
بمعارضۃ او بنقصان فی الناقل اما الاول فاما
بمعارضۃ الکتاب کحدیث فاطمۃ بنت قیس قولہ
تعالی اسکنوہن اما فی السکنی فظاہر واما فی النفقۃ
فلان قولہ تعالی من وجدکم یحمل عندنا علی قرۃ
ابن مسعود وانفقوا علیہن من وجدکم انتہی -
وقال **فی التلویح** قولہ کحدیث فاطمۃ بنت
قیس فیہ بحث لان الکلام فی خبر العدل وہذا
مستنکر یتہم رواتہ بالکذب والغفلۃ والنسیان
لا لکونہ فی مقابلۃ عموم الکتاب والا لما کان لقولہ
حفظت او نسیت صدقت او کذبت معنی وایضا
لا خفاء فی ان القرأۃ الشاذۃ غیر متواترۃ ولا
مفیدۃ للقطع فکیف یرد الحدیث بمعارضتہا -
وکیف یقبل من الراوی ان ہذا کلام اللہ تعالی
ولا یقبل ان ذلک کلام الرسول وہو مبرء منہ
ومسمع - انتہی ما فی التلویح - **وقال فی**
مسلم الثبوت ورد ہا لترددہ فی صدقہا
ولہذا وصفہا بما وصف اشعارا بعلۃ التردد و
الرد - انتہی - **وزاد فی المغتنم** اقول التردد
اما لاحتمال خبر الواحد الکذب ففیہ المدعی واما
لجہالۃ امرہا فی العدالۃ فینافی تعدیل جمیع الصحابۃ
الا ان یقال لعلہ لقصور الضبط انتہی - اور **موید**
ہے کلام صاحب تلویح کو جو خود صاحب توضیح
نے اس سے پہلے کہا ہے کہ حدیث فاطمہ بنت
قیس مستنکر ہے - اسلئے وہ لایق عمل نہین ہے
حیث قال وان ردہ الکل فہو مستنکر لا یعمل
بہ کحدیث فاطمۃ بنت قیس - پہر اب کیونکر کہدیا
کہ رد کرنا اس حدیث کا بہ سبب معارضہ قران
کے ہوا ہے - یہہ تب متصور تہا جبکہ اسکو صحیح مانکر
اور اسکی رواۃ کو عادل و ضابطہ جانکر پہر بنظر
مجرد معارضہ قران رد کیا جاتا واذ لیس فلیس
صاحب انتصار نے اس جواب پر یہہ
اعتراض کیا ہے کہ قصور ضبط جو تمنے سبب رد
قرار دیا ہے اسکی خبر واحد ہونیسے پیدا ہوا ہے
اسلئے کہ اگر وہ تواتر یا شہرت کو پہنچتی تو محتمل
قصور ضبط نہوتے - **ولیکن** مطلب اسکا
مصداق مطلبش در بطن شاعر ہے **جناب**
من یہہ کون کہتا ہے کہ خبر واحد محتمل نہین
ہوتی - کلام و نزاع تو اسمین ہے کہ حضرت عمر نے
اس حدیث کو اس جہت سے رد کیا کہ خبر واحد
عموماً و مطلقاً قرآن کے سامنے لایق عمل نہین
یا اس نظر سے کہ خاصکر راوی اس حدیث کے
حفظ و صدق کا ہمکو اعتبار نہین - آپ مدعی امر
اول کے ہین اور رد کرنا بنظر امر ثانی بہی ہو سکتا
ہے - آپ اسکو اٹہاوین تو کام بنتا ہے
ورنہ ایک شخص کے ایک روایت کے نماننے
سے عموماً خبر واحد کا بے اعتبار ہونا ثابت نہین
ہوتا - یہہ **جواب** دلیل دوئم کا ہمنے **بطور**
تنزل و بنا بر تسلیم اس قصہ کے دیا ہے
اور اگر ہم اس قصہ کو نمانین - یا فعل عمر کو
اسباب مین حجت نجانین تو بہی گنجایش ہے
اس قصہ کے **نماننے** کی **یہہ** وجہ ہے کہ
اسکے بعض الفاظ پر آیمہ محدثین نے جرح
کیا ہے اور حضرت عمر سے اسکے ثابت ہونے
سے انکار کیا ہے - **دارقطنی** نے کہا
ہے کہ یہہ جو انسے نقل کیا ہے کہ ہم سنت رسول
اللہ کو کسطرح چہوڑ دین - یہہ محفوظ نہین ہے
اسکو جماعۃ ثقات نے ذکر نہین کیا - ذکرہ
النووی فی شرح مسلم ص ۴۸۳ جلد ۱ والزرقانی
فی شرح الموطا ص ۶۶ جلد ۲ - اور **احمد بن**
حنبل نے کہا ہے کہ یہہ جو اون سے نقل
کیا ہے کہ ہم کتاب اللہ کو نہین چہوڑتے مطلقہ

کو نفقہ دلاتے ہین - یہہ ہرگز قول عمر نہین
ہے قران مین مطلقہ ثلاثہ کے واسطے نفقہ و سکنی
کہان ہے ذکرہ فی مسک الختام شرح بلوغ المرام
ص۲۴۲ و فی آخرہ ہذا الا یصح عن عمر قال ذلک الدار
قطنی و قال السنۃ بید فاطمۃ - **امام ابن**
القیم نے کہا ہے کہ یہہ حضرت عمر پر افترا
ہے اور رسول اللہ پر بھی - انسان کو لائق نہین
کہ نصرت مذہب کے واسطے صحیح حدیثون کے
مقابلہ مین جھوٹ بنا دے - چنانچہ شرح
بلوغ المرام مین ہے قال العلامۃ ابن القیم ونحن
نشہد بالبدیہ شہادۃ نسال علیہا اذا لقیناہ
ان ہذا کذب علی عمر و کذب علی رسول اللہ صلعم
ینبغی ان لا یمیل الانسان فرط الانتصار للمذہب
والتعصب علی معارضۃ السنن النبویۃ الصحیحہ
الصریحۃ بالکذب البحت - انتہے - اور **وجہ**
اسکے کذب ہونیکی ظاہر ہے کہ کسی حدیث
صحیح مین ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے مطلقہ
ثلثہ کے لئے نفقہ تجویز فرمایا ہے اور نہ قران
مجید مین یہہ حکم آیا ہے - اسیواسطے جب اس
قول منسوب بحضرت فاروق کا کوئی محمل نہ بنتا
تہا تو **عیسی** بن ابان نے اسکی تاویل
کی کہ مراد قران و حدیث سے اس قول مین
قیاس ہے اسلئے کہ وہ انہین دونون سے ثابت
ہوا کرتا ہے اور **بعض** نے اسکے یہہ
معنے بیان کئے ہین کہ مراد قران سے آیۃ اسکونہن
ہے اور سنۃ سے وہ جو اُنسے منقول ہے کہ مین نے
آنحضرت سے سنا کہ مطلقہ ثلثہ کے لئے نفقہ

وسکنی ہے چنانچہ توضیح مین بصفحہ ۴۴۶ ہے
دونون تاویلین منقول ہین - اور نفقہ کا قران
مین ہونا صاحب **توضیح** نے اس حیلہ سے
ثابت کیا ہے کہ قرۃ ابن مسعود مین النفقوا
علیہن من وجدکم آچکا ہے - اور چونکہ تاویلین
ضعیف ہین اسلئے اس کلام کو بجز کذب کچہہ کہا
نہین جا سکتا - **تاویل عیسی** بن ابان
اسلئے کہ اس صورت مین رد حدیث فاطمہ یقیناً
ہوا جو باتفاق صحابہ و سلف صالحین ناجایز ہے
و تاویل بعض علما اسلئے ضعیف ہے
کہ آیۃ اسکونہن مین مطلقہ ثلثہ کے واسطے
سکنی کا ذکر نہین ہے - اور اگر اسکو مان بہی لیا
جاوے تو پہر نفقہ کا اتنا ہی قیاس کرنا
مین ذکر نہین ہے - قال اسمٰعیل القاضی الذی
فی کتاب ربنا انما ہو النفقۃ لا دلالۃ الحمل انتہے
علی ما نقلہ الزرقانی فی شرح الموطا - اور جو حدیث
اسباب مین حضرت عمر رض سے نقل کرتے ہین
اسکا راوی حضرت عمر سے ابراہیم نخعی ہے جسکو
حضرت عمر سے ملاقات نہین - اور **تاویل**
صاحب توضیح کا ضعیف ہونا صاحب
تلویح کی کلام سے ثابت ہو چکا ہے - اور **باوجود**
ثبوت اس قصہ کی حجت نجاشی
فعل حضرت عمر کا اسمین یہہ وجہ رکہتا ہے کہ ابن
عباس رض حضرت فاروق کے اس امر مین مخالف
تہے چنانچہ شرح صحیح مسلم و شرح بلوغ المرام و تلویح
وغیرہ کتابون مین ثابت ہے - اور اقوال صحابہ
جب باہم متخالف ہون تو بالاتفاق حجت نہین

ہوتی چنانچہ تلویح ص۲۳۷ و حسامی ص۹۴ و نور الانوار
ص۱۸۵ وغیرہ کتب اصول حنفیہ مین موجود ہے -
و از انجا کہ یہہ مطالب ماتحن فیہ سے اجنبی ہین
اسلئے ہمنے اسکی تفصیل و اسمین نقل اقاویل
سے تعرض نہین کیا - **الحاصل** اولا یہہ قصہ
بجمیع الفاظ حضرت عمر رض سے ثابت نہین - اور اگر
بالفرض اُسکو مانا بہی جاوے تو اس سے رد
کرنا حضرت عمر کا حدیث فاطمہ کو بنظر قطعیت
عموم قرآن و ظنیت خصوص خبر واحد کے نہین
نکلتا - **دلیل سیوم** مخالفین کے عدم
جواز تخصیص و وجوب ترجیح عموم قران پر یہہ ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب تمہارے
پاس کوئی حدیث پہونچے تو اُسکو قرآن پر عرض
کرو - اگر اسکو موافق قران پاؤ تو مانو ورنہ اسکو
رد کردو - بنا علیہ حدیث جب عموم قران کے
مخالف ہو تو اُسکا رد کرنا واجب ہے - تخصیص
عموم قرآن اس حدیث سے جایز نہین - اس
حدیث کو بڑے بڑے مشاہیر حنفیہ اپنی تصانیف
مین لائے ہین - اور اس سے استدلال کئے
ہین - **توضیح** مین کہا ہے - انما یرد ذا
الحدیث المعارض للکتاب، لتقدم الکتاب حتی
یکون عام الکتاب وظاہرہ اولی من خاص خبر الواحد
ونصہ ولا نسیخ ذلک بہذا ولا یزاد بہ علیہ - **تلویح**
مین اس قول کی تشریح کے بعد کہا ہے - و استدل
علی ذلک بقولہ علیہ السلام کیثر لکم الاحادیث من
بعدی فاذا روی لکم حدیث عنی فاعرضوہ علی کتاب
اللہ تعالے فما وافق فاقبلوہ و ما خالف فردوہ -

ایسا ہی اور کتب اصول مین یہہ استدلال موجود
ہے۔ **جواب اُسکے کئی ہین۔ از انجملہ**
یہہ کہ یہہ حدیث صحیح نہین ہے۔ بعض محدثین
نے اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض نے موضوع۔
امام یحیی ابن معین جو جرح اور تعدیل مین مقبول
خلایق ہین فرماتے ہین کہ یہہ حدیث زندیقون
یعنے چھپی مرتدون نے وضع کی ہے۔ اور **از انجملہ**
یہہ کہ اس حدیث کا مفاد یہہ ہے کہ متواتر و مشہور
کو بھی قرآن پر عرض کیا جاوے۔ پھر اگر مخالف
ہو تو ترک کیجاوے۔ حالانکہ یہہ بات اجماع
کے خلاف ہے و **از انجملہ** یہہ کہ یہہ حدیث
خود اپنے مضمون کی مبطل ہے۔ اسکو قرآن پر
عرض کیا گیا ہے تو خلاف قرآن پایا۔ تفصیل
ان جوابات کی معہ زیادت بعض اجوبہ کے عبارات
ذیل مین موجود ہے۔ **مولانا عبد العلی صاحب**
شرح **مسلم الثبوت** مین فرماتے ہین۔
قال صاحب سفر السعادۃ انہ من اشد الموضوعات
قال الشیخ ابن حجر العسقلانی قد جاء بطرق لا تخلو
عن المقال وقال بعضہم قد وضعہ الزنادقۃ وایضا
ہو مخالف لقولہ تعالی ما اتیکم الرسول فخذوہ فصحۃ
ہذا الحدیث یستلزم وضعہ وردہ فہو ضعیف مردود
انتہے۔ اور شیخ **ابن طاہر** حنفی صاحب
مجمع البحار **تذکرۃ الموضوعات** مین
فرماتے ہین وما اوردہ الاصولیون من قولہ
اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ
فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ رددہ قال
الخطابی وضعتہ الزنادقۃ ویدفعہ حدیث انی

اوتیت الکتاب وما یعدلہ ویروی ومثلہ وکذا
قال الصغانی وہو کما قال انتہے۔ اور امام محمد
بن علی **الشوکانی** فوائد مجموعہ مین فرماتے
ہین۔ حدیث اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی
کتاب اللہ فاذا وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ رددہ
قال الخطابی وضعتہ الزنادقۃ ویدفعہ اوتیت
القران ومثلہ معہ وکذا قال الصغانی۔ قلت و
قد سبقہما الی نسبتہ الی الزنادقۃ ابن معین کما
حکاہ الذہبی علی ان فی ہذا الحدیث الموضوع
نفسہ ما یدل علی ردہ لانا اذا عرضناہ علی کتاب اللہ
خالفہ ففی کتاب اللہ عز وجل ما اتیکم الرسول فخذوہ
وما نہیکم عنہ فانتہوا ونحوہ من الآیات انتہے۔
اور **ارشاد الفحول** مین فرماتے ہین۔
البحث الثانی انہ قد اتفق من یعتد بہ من اہل العلم
ان السنۃ المطہرۃ مستقلۃ بتشریع الاحکام وانہا
کالقران فی تحلیل الحلال وتحریم الحرام۔ وقد ثبت
عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال وانی اوتیت القران
ومثلہ معہ ای من السنن التی لم ینطق بہا القران
وذلک کتحریم لحوم الحمر الاہلیۃ وتحریم کل ذی ناب
من السباع ومخلب من الطیر وغیر ذلک مما لم یات
علیہ الحصر وما ورد من طریق ثوبان فی الامر بعرض
الاحادیث علی القرآن فقال یحیی بن معین انہ
موضوع وضعتہ الزنادقۃ وقال عبد الرحمان
بن مہدی الخوارج وضعوا حدیث ما اتاکم عنی
فاعرضوہ علی کتاب اللہ الخ وقد عارض حدیث
العرض قوم فقالوا عرضنا ہذا الحدیث علی کتاب اللہ
فخالفہ لانا وجدنا فیہ ما اتاکم الرسول فخذوہ

وما نہاکم عنہ فانتہوا قال الاذرعی الکتاب احوج
الی السنۃ من السنۃ الی الکتاب۔ قال ابن
عبد البر یرید انہا تقضی علیہ ویبین المراد منہ۔
وقال یحیی بن ابی کثیر السنۃ قاضیۃ علی الکتاب
والحاصل ان ثبوت حجیۃ السنۃ المطہرۃ واستقلالہا
بتشریع الاحکام ضروریۃ دینیۃ ولا یخالف فی ذلک
الا من لا حظ لہ فی دین الاسلام۔ انتہے ما فی
ارشاد الفحول علی ما لخصہ فی حصول المامول اور
طیبی شارح مشکوۃ **مختصر اصول** حدیث
مین فرماتے ہین وکذا ما اوردہ الاصولیون من
قولہ اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ
فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ قال الخطابی
وضعتہ الزنادقۃ ویدفعہ قولہ صلعم انی قد اوتیت
الکتاب وما یعدلہ یروی اوتیت الکتاب ومثلہ
معہ۔ ایسا ہی **فاضل قندہاری** نے
مغتنم الحصول مین فرمایا ہے اور ایسا
ہی **مسلم الثبوت** و **منہاج الاصول**
و **تلویح** وغیرہ کتب اصول مین اس حدیث
کو رد کیا ہے۔ نقل کرنا عبارات ان سب کا
موجب تطویل ہے۔ اسلئے مجمل حوالہ پر اکتفاء
کیا گیا۔ ولیکن نقل کرنا عبارت تلویح کا بغرض
اظہار ایک **لطیفہ عجیبہ** کے مناسب نظر آیا
پس سنا چاہئے کہ علامہ تفتازانی نے **تلویح**
مین فرمایا واجیب بانہ خبر الواحد وقد خص
منہ البعض اعنی المتواتر والمشہور فلا یکون
قطعیا فکیف یثبت بہ مسئلۃ الاصول۔

(باقی آئندہ)

ضمیمہ اخبار سفیر امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم جنوری ۱۸۸۸ء

نمبر اول

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۸۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے

جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

علی انہ مما یخالف عموم قولہ تعالیٰ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وقد طعن فیہ المحدثون بانہ فی روایۃ یزید بن ربیعۃ وھو مجہول وترک فی اسنادہ واسطۃ بین الاشعث وثوبان فیکون منقطعا وذکر یحیی بن معین ان حدیث وضع الزناد قد۔ وایراد البخاری ایاہ فی صحیحہ لاینافی الانقطاع او کون احد رواتہ غیر معروف بالروایۃ انتہی ما فی التلویح۔ یہہ عبارت ہمارے مدعا کے موافق ہے۔ اور ہمارے اجوبہ کی شاہد اور موید ومع ذالک اِس مین ایک ایسا لطیفہ عجیبہ فرمایا ہے۔ جس سے عمدہ نتیجے نکل سکتے ہین **وہ یہہ** کہ علامہ نے بعد رد وتضعیف اِس حدیث کے فرمایا ہے کہ وارد کرنا بخاری کا اِس حدیث کو اپنی صحیح مین منافی انقطاع وجہالت رواۃ نہین ہے۔ اور یہہ بات سراسر غلط اور محض خلط ہے۔ صحیح بخاری مین یہہ حدیث ہرگز نہین ہے۔ اور نہ یہہ کتاب مستطاب ایسی واہیات وخرافات کے نسبت کرنے کی لایق ہے۔ جس نے مجلس حدیث مین کبھی بھی گذر کیا ہوگا وہ ایسی بات نہ کہیگا۔ پس تعجب ہے کہ علامہ زمان نے کیونکر ایسا کہدیا۔ اگر کوئی میرے اِس تعجب سے تعجب کرے اور اِس حدیث کے وجود کا صحیح بخاری مین مدعی ہو کر نکالدے تو مین اپنی کل جائداد اُسکو انعام مین دیتا ہون۔ اور حلقہ اُسکی الماعت وتلمذ کا کان مین ڈالتا ہون کوئی ہرگز نہ نکال سکیگا اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ جمع ہوجائین اور سب ملکر تلاش کرین۔ اِس سے ایک یہہ **عمدہ نتیجہ** نکل سکتا ہے کہ اکابر علماء سے بھی غلطی فاش ہوسکتی ہے۔ اور خلاف حق وواقع اُنکی قلم سے سرزد ہوجاتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے۔ لکل عالم ھفوۃ ولکل جواد کبوۃ۔ اور یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے جو اُسی نتیجہ اول کے فرع ہے کہ تقلید اکابر علماء ہر بات مین جائز نہین۔ جس نے ایسا کیا وہ کبھی نہ کبھی چاہ ضلالت مین گرا۔ سچ فرمایا امام **طحاوی** نے جو حنفیون کے پیشوا ہین کہ مین ہر بات مین ابو حنیفہ کا مقلد نہین جو مقلد ہوا وہ جاہل یا متعصب بنا چنانچہ اصل عبارت اُنکی ضمیمہ نمبر ۸ مطبوعہ ۲۹ ستمبر صفحہ ۳۹ مین گذر چکی اِس تفصیل سے جوابات دلیل سوم مخالفین کے تمام ہوے۔ جسکی اتمام سے سب دلائل مخالفین کا ابطال ہوا۔ اور عدم جواز ترجیح عموم قرآن خصوص حدیث پر ثابت ہوا جس سے وجوب جمع وتطبیق ثبوت کو پہنچا۔ اور اُس سے مقدمہ ثانیہ جناب مخدوش ہوا۔ اور اُس سے جواب استدلال حضرت مخاطب کا آیۂ کریمہ سے بطریق خاص اصولی اتمام کو پہنچا جسکے تمام ہونے سے دونون جواب اُسکے استدلال کے عامی وخاص اصولی پوری ہوئے

اب اِسکے مؤیدات مین کلام کیجاتی ہے۔
پس واضح ہو کہ مؤیدات استدلال مذہب (جو
اُسکی تحریر مین مذکور ہین) دو ہین۔ **اوّل**
اثر سعد بن وقاص کہ اُنہون نے فرمایا ہے
مین دوست رکھتا ہون کہ جو امام کے پیچھے الحمد
پڑھے اُسکے مونہہ مین انگارے پڑین **دویم**
اثر حضرت علیؓ کہ جس نے امام کے پیچھے الحمد کو پڑھا
وہ سنت سے چوک گیا۔ سو **ان دونون**
اثرون مین کئی وجہ سے کلام ہے —
وجہ اوّل یہہ کہ یہہ اثر حضرت سعد اور امیر
المؤمنین علیؓ سے بسند صحیح ثابت نہین
اثر سعد کو امام بخاری اور ابن عبدالبر نے
ضعیف بتلایا ہے۔ **امام بخاری** نے
فرمایا ہے کہ جسنے اُسکو سعد سے نقل کیا۔
اُسکا نام معلوم نہین ہوا۔ اور فرمایا کہ عالمون
کی یہہ کلام نہین ہے کہ اصحاب نبوی کے مونہہ
مین پتھر یا آگ یا بدبو بھری جاوے۔ چنانچہ
رسالہ قرءۃ خلف الامام مین
(جو امام ابوحنیفہ کے مقابلہ مین تالیف کیا ہے)
فرماتے ہین۔ واحتج (ای ابوحنیفۃ) ایضًا
بخبر روی داؤد بن قیس عن رجل من ولد
سعد عن سعد قال وددت ان الذی یقرء
خلف الامام فی فیہ جمرۃ۔ وھذا مرسل ولم
یعرف الرجل ولا یسمّی۔ اور نیز اُسی رسالہ مین
بجواب اُس قول کے جو ابن مسعود کی مثل قول
سعد نقل کرتے ہین فرماتے ہین۔ واما حدیث
ابن مسعود فلا یصح ولا یشبہ کلام اھل العلم

لانہ لا یحل لاحد ان یتمنّی ان یملاء افواہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم وحذیفۃ و
ابی وعایشۃ فی جماعۃ آخرین ممن روی عنھم القرءۃ
خلف الامام رضفا او نارا او ترابا۔ انتہی
کلامہ علی ما لخصہ **الزیلعی** والحافظ ابن حجر
العسقلانی فی **تخریجی** الھدایۃ۔
اور ابن **عبدالبر** نے کہا ہے کہ یہہ حدیث
منقطع ہے۔ کسی ثقہ نے اِسکو نقل نہین
کیا۔ چنانچہ اصل عبارت اُنکی عنقریب ذکر
کیجاتی ہے۔ اور **جو حضرت علی** سے
اثر نقل کیا ہے اُسکو **دارقطنی** و ابن
حبان و امام **بخاری** نے ضعیف
کہا ہے۔ چنانچہ **زیلعی** نے تخریج ہدایہ
مین کہا ہے۔ رواہ (یعنی حدیث علی من
قرء خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ)
ابن شیبہ و عبدالرزاق۔ وقال الدارقطنی
لا یصح اسنادہ۔ وقال ابن حبان فی کتاب
الضعفاء ان ھذا یرویہ ابن ابی لیلی الانصاری
وھو باطل۔ ویکفی فی بطلانہ اجماع السلف
اور حافظ ابن حجر نے تخریج ہدایہ مین
کہا ہے۔ وعن علی من قرء خلف الامام
فقد اخطأ الفطرۃ۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ
وعبدالرزاق والدارقطنی موقوفا وضعفہ
البخاری فی جزء القرءۃ۔ وقال ابن حبان
فی ترجمۃ عبداللہ بن ابی لیلی من الضعفاء
وھذا باطل۔ اور شیخ **سلام اللہ**
حنفی شرح موطا مین لکھا ہے۔ وروی

ابن ابی شیبۃ وعبدالرزاق عن علیؓ من قرء
خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ قال الدارقطنی
لا یصح اسنادہ وضعفہ البخاری۔ انتہی
مولوی **محمد عبدالحی** صاحب لکھنوی کو اللہ تعالی
جزاء خیر دے کہ اُنہون نے رسالہ **امام**
الکلام مین جملہ آثار متمسک حنفیہ مین
بسط سے کلام کی۔ اور آٹھہ وجہ سے اُنکا
لایق تمسک نہونا ممانعت قرءۃ مین ثابت
کیا۔ منجملہ ان وجوہ ہشتگانہ کے ایک یہہ
وجہ فرماتے ہین۔ والثالث ان کثیرا ممن تمسک
الآثار مما لا یحتج بسندہ کاثر زید بن ثابت
من قرء خلف الامام فلا صلوۃ لہ۔ فقد
قال البخاری فی رسالۃ القرءۃ فی حق سندہ
لا یعرف لھذا الاسناد سماع بعضھم عن
بعض ولا یصح مثلہ انتہی ذکرہ الزیلعی۔
وقال ابن عبدالبر قول زید بن ثابت من
قرء خلف الامام فصلوتہ تامۃ ولا اعادۃ
یدل علی فساد ما روی عنہ انتہی وکاثر
علی من قرء خلف الامام فقد اخطاء
الفطرۃ کما مر نقلہ عن ابن حبان والدارقطنی
وکاثر سعد وددت ان الذی یقرء خلف
الامام فی فیہ جمرۃ۔ قال ابن عبدالبر حدیث
منقطع لا یصح ولا نقلہ ثقۃ انتہی۔
اور بعد اختتام سب وجوہات کے فرماتے
ہین۔ فظہر من ھذا کلہ ان استدلالھم
بالآثار علی مذھبھم وان کان ھو مسلک
عامتھم لا یخلو عن اشیاء لازمۃ علیھم۔

وبه وضح ان قول من قال بفساد الصلوٰة بالقرءة خلف الائمة واستند ببعض الآثار المذكورة ساقط عن الاعتبار لاينبغي ان يلتفت اليه اولوالابصار انتہیٰ - **وجہ دوم** وجوہ قادحہ آثار مؤیدہ استدلال مخاطب سے یہہ ہے کہ ہمنے فرض کیا اور مان لیا کہ یہہ آثار واہیہ سب صحیح ہین ولیکن قول وفعل صحابی جسمین رائے واجتہاد کو دخل ہو جمہور علماء اسلام کے نزدیک جنمین امام شافعی بہی داخل ہین لایق سند واستدلال نہین اور ظاہر ہے کہ مسئلہ قرءۃ فاتحہ خلف الامام جولانگاہ اجتہاد ہے - اسمین دلائل عموم جن سے نفی قرءۃ کا اجتہاد ہوسکتا ہے موجود ہین - پس جس کسیٰ نے قرءۃ فاتحہ کی نفی کی ہے - اُس نے عموم نصوص سے جنکو حنفیہ پیش کرتے ہین اجتہاد واستنباط کیا ہے - پس باوجود محل اجتہاد ہونے اقوال مانعین قرءۃ کی وہ کسطرح لایق تمسک واستدلال ہوسکتے ہین - اب سنو اقوال علماء اسلام کے جنسے لایق سند نہونا قول صحابی کا ثابت ہوتا ہے - **توضیح** مین لکہا ہے -

تقليد الصحابي رض يجب اجماعا فيما شاء فسكتوا مسلمين ولايجب اجماعا فيما ثبت الخلاف بينهم واختلف في غيرهما وما لايعلم اتفاقهم ولا اختلافهم فعند الشافعي لايجب لانه لما لم يرفعه لايحمل على السماع وفي الاجتهاد هم وسائر المجتهدين سواء لعموم قوله تعالى فاعتبروا يا اولى الابصار - ولان كل مجتهد يخطي ويصيب عند اهل السنة والجماعة

وعند ابي سعيد البردعي يجب لقوله عليه الصلوٰة والسلام اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم - وعند الكرخي يجب فيما لايدرك بالقياس - انتہی مختصراً -

الیساہی حسامی مین بعد نقل مذہب ابوسعید بردعی وابوالحسن کرخی کے کہا ہے - قال الشافعي لايقلد احد منهم - **نورالانوار** مین اسپر یہہ زیادہ کیا ہے - سواء كان صدر كا بالقياس اولا - لان الصحابة كان يخالف بعضهم بعضا وليس احدهم اولى من الآخر - فتعين البطلان - اور شیخ ابن **طاہر حنفی** نے **مجمع البحار** مین کہا ہے -

والموقوف ما روى عن الصحابي من قول او فعل متصلا او منقطعا وهو ليس بحجة - اور **طیبی** نے رسالہ **مختصر** اصول مین کہا ہے -

الموقوف وهو مطلقا ما روى عن الصحابي من قول او فعل متصلا كان او منقطعا وهو ليس بحجة على الاصح - اور شیخ **ابوالفیض** محمد بن علی الفارسی نے **جواہر الاصول** مین کہا ہے -

الباب الثاني في انواعه وهي نوعان منها مايشترك فيه الاقسام الثلاثة ومنها مايختص بالضعيف الى ان فصل انواع الضرب الثاني وعد منها الموقوف - امام محمد بن علی الشوکانی الیمانی نے حجت نہونا قول صحابی کا جمہور علماء کے طرف نسبت کیا ہے - اور قائلین حجیت قول صحابی کے

جواب مین کہا ہے کہ اگرچہ صحابہ کی بزرگی وفضیلت علم ودین مین مسلّم ہے ولیکن اس سے اِنکے اتباع کا وجوب لازم نہین آتا اور نہ خدا نے کہین اِس بات کا اذن دیا ہے - اور کہا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم جس سے قائلین حجیت تمسک کرتے ہین صحیح نہین ہے - اِسکے بعد کہا ہے

فاعرف هذا واحرص عليه فان الله لم يجعل اليك ولا الى سائر هذه الامة سبيلا الا محمدا صلى الله عليه وسلم ولم يامرك باتباع غيره ولا شرع لك على لسان سواه من امتر فاوا حدا ولا جعل لك شيئا من الحجة عليك في قول غيرك كائنا من كان انتہی کلام الشوکانی علی ما نقله عنه في هداية السائل الى ادلة المسائل -

راقم کہتا ہے کہ جو امام شوکانی نے دلیل عدم حجیت اقوال صحابہ بیان کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسیکا اتباع کسی پر لازم نہین کیا - کتاب وسنت واجماع امت اسپر شاہد ہے - تفصیل اِس اجمال کی مبحث تقلید مین کیجاویگی - اِس مقام مین قول **امام مالک** کا اِسکی تائید مین ذکر کیا جاتا ہے آپہ فرمایا کرتے کوئی شخص ایسا نہین جو اپنی کلام سے ماخوذ نہو - اور وہ اسکے طرف پھیری نجاوے بجز صاحب اِس روضہ مبارک کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہین چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ مین اُنسے نقل کیا ہے وکان

يقول ما من احد الا وماخوذ من كلامه ومردود

علیہ ھو الاصاحب ھذہ الروضۃ یعنی بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - اور جو امام شوکانی نے کہا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ضعیف ہے - اسکی تائید مین بہت سے اقوال علماء کبار کے موجود ہین - اور امام **ابن جوزی** نے **علل متناہیہ** مین فرمایا ہے - روے نعیم بن حماد قال حدثنا عبد الرحیم بن زید العمی عن ابیہ عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سالت ربی مما یختلف فیہ اصحابی من بعدی فاوحی اللہ الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اضوء من بعض فمن اخذ بشئ مما ھم علیہ من اختلافہم فھو علی ھدی قال المولف وھذا لا یصح نعیم یضع قال یحیی بن معین عبد الرحیم کذاب انتہی - اور **کمال الدین محمد** نے **تیسیر الاصول الی منہاج الاصول** مین کہا ہے - روی عبد اللہ بن دوح المدائنی بلفظ اصحابی مثل النجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم وفیہ مقال وروواہ بمعناہ الدارمی وفیہ ضعف وقد روی من طرق کثیرۃ قال ابن حزم ھو خبر موضوع - وقال البزار لا یصح - وقال البیہقی ھذا الحدیث مشہور المتن واسنادہ ضعیف لم یثبت فیہ اسناد انتہی ملخصا - اور **ملا علی قاری** نے **شرح مشکوۃ** مین کہا ہے - قال ابن الربیع اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم - اخرجہ ابن ماجۃ کذا ذکرہ الجلال السیوطی فی تخریج احادیث الشفا - ولم اجدہ فی سنن ابن ماجۃ بعد البحث عنہ - وقد ذکرہ ابن حجر العسقلانی فی تخریج احادیث الرافعی فی باب ادب القضاء واطال الکلام علیہ وذکر انہ ضعیف واہٍ بل ذکر عن ابن حزم انہ موضوع باطل لکن ذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یؤید بعض معناہ یعنی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم النجوم امنۃ السماء الحدیث قال ابن حجر ھو یؤدی صحۃ التشبیہ للصحابۃ بالنجوم امانی الاقتداء فلا یظہر نعم یمکن ان یتلمح ذلک من معنی الاھتداء بالنجوم - قلت الظاھر ان الاھتداء فرع الاقتداء قال ابن حجر ظاھر الحدیث انما ھو اشارۃ الی الفتن الحادثۃ بعد انقراض الصحابۃ من طمس السنن وظھور البدع انتہی - وتکلم علی ھذا الحدیث ابن السبکی فی شرح مختصر ابن الحاجب ولم یعزہ ابن ماجۃ وذکرہ صاحب جامع الاصول وذکرہ صاحب المشکوۃ وقال اخرجہ رزین انتہی کلام القاری - اور **مولوی عبد العلی** مرحوم شرح **مسلم الثبوت** مین فرماتے ہین - واما المعارضۃ باصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ ابن عدی وابن عبد البر وخذوا شطر دینکم من الحمیراء ھی ام المومنین عایشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا کما فی المختصر فندفع بانہما ضعیفان لا یصلحان للعمل فضلا عن معارضۃ الصحاح - واما الحدیث الاول فلم یعرف قال ابن حزم فی رسالۃ الکبری مکذوب موضوع باطل وبہ قال احمد والبزار واما الحدیث الثانی فقال الذھبی ھو من الاحادیث الواھیۃ التی لا یعرف لھا اسناد وقال السبکی والحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیہ لفظ الحمیراء لا اصل لہ الا حدیث واحد فی النسائی کذا فی التیسیر انتہی - ایسا ہی **مغتنم** الحصول و **تقریر الاصول** و **شرح مسلم** مولوی ولی اللہ لکھنوی و شرح **منار** ملا نظام الدین لکھنوی و **میزان الاعتدال** ذہبی مین اس حدیث کو باطل اور موضوع اور ضعیف کہا ہے - **مغتنم** کے یہہ لفظ ہین - فی التقریر بناء علی قول ابن حزم مکذوب موضوع باطل ولہ طرق من روایۃ عمر وابنہ وجابر وانس بالفاظ مختلفۃ لا یصح منہا شئ ومن ثم قال احمد حدیث لا یصح - وقال البزار مثلہ -

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ یہہ حدیث صحیح نہین جیسا کہ امام شوکانی نے کہا ہے اور اگر **بالفرض** اسکی صحت کو مانا بھی جاوے تو اس سے تقلید صحابہ یعنے بلا دلیل مان لینا انکی ایسی باتون کا جنین راے کو دخل ہو نہین نکلتا - **غایۃ مفاد** اسکا یہہ ہے کہ انکا اقتداء کیا جاوے - سو عام تقلید کو مستلزم نہین - جائز ہے کہ مراد اس سے ان اقوال و افعال مین اقتداء ہو جو مستند بصریح کتاب و سنت ہون چنانچہ **سبل السلام** شرح بلوغ المرام مین لکہا ہے - امّا حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین بعدی -

(باقی آیندہ)

ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

۵ جنوری ۱۸۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر دوم

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمیں اُن پانچوں جواب کا جواب ہے

جنکو ظفر احمد صاحب مشتہر نے کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ اخرجه احمد وابو داؤد وابن ماجة والترمذی وصححه الحاکم - وگفت برشرط شیخین ست ومثل اوست حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر - اخرجه الترمذی وقال حسن واخرجه احمد وابن ماجة وابن حبان - واو راطریقها ست کہ دروے مقال ست مگر انکہ بعض وے مقوی بعض ست پس نیست مراد نسبت خلفاے راشدین مگر طریقہ ایشان کہ موافق طریقۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد زیرا کہ حدیث عام ست مر ہر خلیفۂ راشد را خاص نیست بشیخین - ومعلوم ست از قواعد شریعت کہ ہیچ خلیفۂ راشد را نمیرسد کہ طریقہ جز طریقہ کہ بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند مشروع کند - وابن عمر بنفس خود خلیفۂ راشد ست - مع ہذا جمیع مذکور را بر معین در شب بدعت نام کرد ونگفت کہ این سنت ست فتامل -

با انکہ صحابہ رضی اللہ عنہم خلاف کردہ اند شیخین را در مواضع ومسائل پس دلالت کرد براینکہ عمل نکردند ایشان حدیث را بر حجت بودن قول وفعل او - وبر ماوی در شرح الفیہ کہ در اصول فقہ است تحقیق کلام دین مقام کردہ - یعنی برینکہ قول شیخین حجت نیست با انکہ گفتہ است کہ حدیث اول دلالت میکند برینکہ چون اتفاق کنند خلفاے اربعہ بر قولی آن قول حجت باشد نہ وقتیکہ یکے ازان منفرد بود - وتحقیق اینست کہ اقتداء تقلید نیست بلکہ غیر اوست کما تحققناہ فی شرح نظم الکافل فی بحث الاجماع - انتہی ما فی **سبل السلام** علی ما نقلہ فی مسک الختام + وقد نقل صاحب المسک عن **الشوکانی** نفسہ فیما نقل عند سابقاً ما نصہ - اگر بوجہ صحیح ثابت شود* معنی وے چنین باشد کہ مزید عمل صحابہ باین شریعت حقہ

ولت مطہرۂ ثابتہ از کتاب وسنت وحرص ایشان بر اتباع قرآن وحدیث ومشی بر طریق این ہر دو مقتضی آنست کہ اقتداء غیر شان بایشان در عمل بر آن واتباع آن ہدایت کاملہ است زیرا کہ اگر یکے را از صحابہ بگویند چرا چنین گفتی وچرا چنین کردی وے عاجز از ابراز حجت از کتاب وسنت نشود ودر بیان ان الکن نگردد وبر مثل این حمل محمولست قولہ صلعم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقولہ صلے اللہ علیہ وسلم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین انتہی کلام الشوکانی -

اور **مؤیدات وجہ دویم** اور اوسکے شواہد منقولہ سابقہ سے یہہ بھی ہے کہ اکثر علما اتفاق شیخین حضرت ابوبکر وحضرت فاروق کو اجماع نہیں سمجھتے اور حجت شرعیہ شمار نہیں کرتے ایسا ہی اتفاق اہل بیت نبوی کو -

* حاشیہ یعنی حدیث اصحابی کالنجوم ۱۲

چنانچہ **مسلم الثبوت** اور اُسکے شرح
مین ہے ولا ینعقد باھل البیت وحدھم خلافا
للشیعہ لادعائھم العصمۃ ولا بالشیخین عند
الاکثر ولا بالخلفاء الاربعۃ خلافا لاحمد وابی
الحنیفۃ قالوا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر
وعمر وعلیکم بسنتی الحدیث - قلنا خطاب للمقلدین
وبیان لاھلیۃ الاتباع لان المجتھدین کانوا
یخالفونھم والمقلدون قد یقلدون غیرھم -
انتھی - پس جبکہ خاص کر شیخین و اہل بیت
نبوی کے اتفاق کی حجت شرعیہ ہونیمین یہہ
کلام ہے - اور جو اُنکی اقتدا مین نصوص وارد
ہین - اِس مین علماء یہہ تاویلین کرتے ہین جو
عبارت مسلم وعبارت سبل السلام مین منقول
ہین تو احاد صحابہ کے قول وفعل کو کون
پوچھتا ہے -

وجہ سویم وجوہ قادحہ آثار مویدہ
استدلال مخاطب سے یہہ ہے کہ ہمنے بطور
تنزل مانا کہ فعل وقول صحابی حجت ولایق
سند ہین جیسے بعض حنفیہ کہتے ہین - ولیکن
وہ قول وفعل جب صریح سنت کے مخالف
ہون - تو اُسکو حنفی بھی لایق حجت نہین جانتے
اور ظاہر ہے کہ آثار مانعہ قرءۃ فاتحہ صریح سنت
کے مخالف ہین - پس باوجود تسلیم حجیت مطلق
آثار کے یہہ آثار بسبب معارضہ سنت کے لایق
استدلال و اعتبار نہین رہے - میرے خیال مین
یہہ مسئلہ ایسا نہین جسمین کوئی مسلمان
شک کر سکے - اور اِسپر شواہد دلائل کا مطالبہ
کرے ولیکن چونکہ مجھے ایسے لوگون سے کام
پڑا ہے - جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
کی بات نہین مانتے جبتک کہ اُسکی تائید
وتصدیق مین کلام علماء نہین پاتے - اِسلئے
مین اِس مقام مین چند اقوال صحابہ وتابعین
وائمہ وعلماے دین نقل کرتا ہون - زیادہ
تفصیل اِسکی مبحث تقلید مین ہوگی -
پس سننا چاہئے **امام الحنفیہ شیخ ابن**
الہمام صاحب **فتح القدیر** کے باب جمعہ مین فرماتے
ہین والحاصل ان قول الصحابی حجۃ فیجب
تقلیدہ عندنا اذا لم ینفہ شیٔ آخر من السنۃ -
اِس عبارت فتح القدیر کو **مولوی عبد الحی**
صاحب بھی اپنے رسالہ **امام الکلام**
مین لائے ہین اور جو اُسپر اعتراض وارد
ہوتے تھے اُنکو بتفصیل رد کئے ہین حیث
قال والسادس انہ صرح ابن الھمام وغیرہ ان
قول الصحابی حجۃ مالم تنفہ شیٔ من السنۃ ومن
المعلوم ان الاحادیث المرفوعۃ دالۃ علی اجزاء
قرءۃ الفاتحۃ خلف الائمۃ کما سیأتی عند
ذکر ادلۃ الشافعیۃ فکیف یؤخذ بالآثار ویترک
السنۃ **فان قلت** تلک الاحادیث
متکلم فیھا من حیث الاستنباط والاسناد
قلت لیس الکلام فیھا ازید من الکلام فی
روایات الترک والمنع والاسقاط **فان**
قلت قد وافقت المانعین ایضا کثیر من
الروایات **قلت** کذلک لاھل الاثبات
فان قلت قد صرح ابو داؤد وغیرہ
بانہ اذا تعارض الخبران عن رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یعمل بما عمل بہ اصحابہ بعدہ فھھنا
لما تعارضت الآثار المرفوعۃ یوخذ بما عمل بہ اصحابہ بعدہ وما ھو الا المنع والترک **قلت**
ھذا اذا توافق عمل الصحابۃ بعدہ فی الترک ولیس
کذلک فان اقوالھم وافعالھم ایضا مختلفۃ
فی الارتکاب والترک - انتھی **شیخ ابن نجیم**
حنفی **بحر الرائق** مین فرماتے ہین حدیث
النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ -
قالہ فی جواب ما اورد فی معارضۃ حدیث
القلتین حدیث اربعین دلوا من قول ابی ھریرۃ
موقوفا - **امام شافعی** نے فرمایا ہے
کہ سب مسلمانون نے اِسپر اتفاق کیا ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسیکے
قول سے چھوڑی جاوے اور کہا ہے کہ اگر
صحابی کوئی حدیث روایت کرے اور پھر اُسکے
ظاہر کا خود خلاف کرے تو ہم اُسکے کہنے
سے ظاہر حدیث کو چھوڑینگے اِسلئے کہ اگر ہم
صحابی کے ہمعصر ہوتے تو اُس سے مقابلہ کرتے
اور جھگڑتے - پھر اُسکے کہنے سے ہم حدیث
کو کسطرح چھوڑدین - چنانچہ **علامہ ہارون**
ابن بہاء الدین **حنفی** کتاب **ناظورۃ الحق**
فی فرضیۃ العشاء ان لم یغب الشفق
مین (جسکا نسخہ مطبوعہ بلغار میرے ہاتھ
مین پہنچا ہے) فرماتے ہین قال الشافعی رح
اجمع المسلمون علی من استبانت لہ سنۃ رسول
اللہ لم یحل لہ ان یدعھا لقول احد - اور شیخ

ابن الھمام حنفی نے کتاب تحریر مین
اور اُسکی شارح ابن امیر الحاج نے
اُسکی شرح تحبیر مین کہا ہے - واذا احمل الصحابی
مرویہ الظاھر فی حکم علی غیر الظاھر فذھب
الاکثر من العلماء منھم الشافعی والکرخی
ان المعمول بہ ھو الظاھر دون ما حمل علیہ الراوی
من تاویلہ - وقال الشافعی کیف اترک الحدیث
بقولہ من لو عاصرتہ لحاجتہ یعنی الصحابی -
انتھی ما فیھما بمعناہ وان لم یکن بلفظہ -

حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ
اللہ البالغہ مین امام شافعی سے بواسطہ
انکی کتاب اُمّ کی نقل کیا ہے کہ جب اُنکی
زمانہ مین آثار صحابہ جمع ہوئے اور اُنکو مختلف
احادیث صحیحہ نظر آئے اور اُنہون نے سلف
کی یہہ چال دیکھی کہ جہان وہ کسی کا قول حدیث کے
خلاف پاتے تو اُسکو چھوڑ کر حدیث کے طرف رجوع
کرتے - تو اُنہون نے اقوال صحابہ ترک کردیئے
اور کہا کہ وہ بھی آدمی ہین - ہم بھی آدمی -
چنانچہ فرماتے ہین - ومنھا ان اقوال الصحابۃ
جمعت فی عصر الشافعی فکثرت واختلفت
وتشعبت ورای کثیرا منھا یخالف الحدیث الصحیح
حیث لم یبلغھم ورأی السلف لم یزالوا یرجعون
فی مثل ذلک الی الحدیث فترک التمسک بما فی ایدیھم
مالم یتفقوا وقالوا ھم رجال ونحن رجال - انتھی

پھر حضرت شاہ ولی اللہ وامام
عبد الرحمن بن مہدی و یحیی بن سعید قطان
و یزید بن ہارون و عبد الرزاق

ابو بکر بن ابی شیبہ و مسدد و احمد
بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و فضل
بن دکین و علی المدینی اور اُنکے اقران
سے یہی مذہب نقل کیا ہے حیث قال بعد
ذکر تدوینھم الحدیث وجمعھم الاثر واکثارھم
من الروایۃ وتتبع الطرق واممانھم فی الفحص
کان عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قرآن ناطق
فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذا کان القرآن
محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجدوا
فی کتاب اللہ اخذوا باسنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سواء کان مستفیضا دائرا بین الفقہاء
او یکون مختصا باھل بلد واھل بیت او بطریق
خاصۃ وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او
لم یعملوا بہ ومتی کان فی المسئلۃ حدیث
فلا یتبع فیھا خلاف اثر من الآثار ولا اجتہاد
احد من المجتہدین - تمام ہوئی کلام حضرت
شاہ ولی اللہ دہلوی کی - ایسا ہی آپکے

تلمیذ رشید اور فرید علامہ
محمد بن حسن حنفی نے دراسات
اللبیب مین امام شافعی سے نقل کیا ہے
اور اُسکی تائید مین اقوال حنفی ائمہ کو نیز وارد
کیا ہے - حیث قال الوجہ الثامن التمسک
بآثار الصحابۃ وذلک عند وجدان المرفوع الصحیح
علی خلافہ تمسک ضعیف قام الدلیل الحق
علی وجوب ترکہ فان قول المعصوم الواجب علینا
اتباعہ بمجرد ثبوت صحتہ عندنا لا یعارضہ قول
غیرہ کائنا من کان فیحمل قول الصحابی انہ لم یبلغہ

قول المعصوم وھو کثیر فی الصحابۃ علی ما سیجیئ
او بلغہ لکن ترکہ لعارض اجتہادی لا یکون فھمہ
فیہ حجۃ علی غیرہ ولا ینحصر ذلک فی علم نسخہ
کما تقولہ بہ الحنفیہ لاحتمال وجوہ اخر کبلوغ
حدیث آخر الیہ فھمہ معارضا بھذا الحدیث مع
ثبوت تاخر ذلک الآخر عندہ فعمل بما ھو الآخر
عملا وسواء فی ھذا ان یکون الحدیث المترک
من روایتہ او من روایۃ غیرہ ولیس الحدیث الآخر
معارضا بالاولی کما فھم ومثال ھذا حدیث
ابن عمرؓ فی رفع الیدین فی کل رفع وخفض
رواہ فعمل بہ ثم ترکہ فھذا ان صح یجوز ان یکون
ترکہ لبلوغ حدیث ابن مسعودؓ فی عدم
رفع وتعارضھما فی فھمہ وثبوت التاخر عندہ بحدیث
ابن مسعود مع ان الجمع بینھما ممکن بوجوہ شتی
تصدی لبیانہ العلماء - ولھذا قال الامام الشافعیؒ
کیف اترک قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لقول
لو عاصرتہ لزاحمتہ ای لزاحمتہم فیما اولوا
وفیما فھموا من التعارض وفیما ابدی لھم من
الترجیحات تمامیہ ولی الآن فی کل ذلک مزاحمۃ
التلمیذ لاستاذہ وکان جائز علیھم الرجوع
الی فھمھم وترک فھمھم وکیف لا نقول بجواز
ھذا مع اند ثبت اعتمادھم علی قول بعض التابعین
ازید من الاعتماد علی انفسھم فمع ھذہ الاحتمالات
فیما ذھب الید کیف یترک بقولہ قول المعصوم
الحق الذی انسد دونہ باب المزاحمۃ رأسا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وکیف یحل ذلک للمسلم
اولیس ذلک من قبیل ترک الیقین بالشک

ولیس قول الصحابۃ حجۃ عند ابی حنیفۃ رح مطلقا
علی ما نسب الیہ من لم یتیقن مذھبہ فقد
قال امام الحنفیہ ابن الھمام فی شرح الھدایۃ
فی باب الجمعہ ان قول الصحابی حجۃ عندنا فیجب
تقلیدہ مالم ینفہ شئ من السنۃ ولا یعارضہ
کلام اتی بہ فی باب الاستفتاح اذا فہم علی
وجہہ مع انہ مخدوش من وجہ اٰخر عندنا
وذھب المشاھیر من الحنفیہ علی ما صرح بہ
فی التحبیر الی عدم وجوب قبول تاویل الصحابۃ
کتقلیدھم - وقال الکرخی اذا حمل الصحابی
مرویہ الظاھر فی حکم علی غیر الظاھر فالمعمول
بہ ھو الظاھر دون ما حمل علیہ الراوی - الی
ان قال وقد تکلمنا فی اجزاء مفردۃ علی ان
الاٰثار لا تقاوم المرفوع عند الکل حتی الحنفیۃ
ایضا بابسط من ھذا والمقصود ھھنا ان
المرفوع لاسیما المخرج للشیخین لا یترک بالاٰثار
وقد اثبتنا ذلک بدلیل حق لا مریۃ فیہ للمنصف
واللہ الھادی - انتہی - اور یہہ کلام صاحب
دراسات کی اگرچہ جہلاء خوارج کے اس زمانہ
کے نزدیک لایق استناد نہین ولیکن اہل سنت
واصحاب حدیث تو اسکو مانینگے اور مدلل بالدلائل
سمجھکر حجت جانینگے - اور منکرین بہی کچھہ
شرم وانصاف کرین تو اسکو مان لین -
اسلئے کہ جو کچھہ اسمین کہا ہے وہ انکے معتقدین
کی کلام مین موجود ہے - پس وہ اسی نظر سے
اسکو مان لین اور حجت جان لین - اور علامہ
ہارون بن بہاء الدین حنفی نے **ناظورۃ الحق**

مین پہلے حافظ ابن عبد البر مالکی سے نقل کیا
ہے کہ جس کسی کو کوئی حدیث پہنچی اسپر واجب
ہے کہ اسکو بنا بر عموم عمل مین لاوے جبتک
کہ اسکی تخصیص اسکے نزدیک ثابت نہو پہر
خود فرمایا ہے کہ صحابی پر حدیث صحیح سے حجت
ہو سکتی ہے چہ جاے انکی وری کے لوگ -
پس جب کسی کا قول مخالف حدیث معلوم ہو تو
کہین کہ اس شخص کو حدیث نہین پہنچی - چنانچہ
فرماتے ہین قال **ابن عبد البر**
یجب علی کل من بلغہ شئ من الحدیث ان یستعملہ
علی عمومہ حتی یثبت عندہ ما یخصہ او ینسخہ
انتہی والصحابی محجوج بالحدیث الصحیح فکیف
بمن دونہم ولو ظہر القوی مخالفا للحدیث الصحیح
علی ان صاحبہ لم یبلغہ ھذا الحدیث ولو بلغہ
لرجع الیہ تحسینا للظن بہ فیمن ھو اھلہ
اذ لو خالفہ لقلۃ المبالاۃ والتھاون بہ لسقط
عدالتہ ولا یقبل فتواہ ولا روایتہ انتہی ما
فی الناظورۃ -

تذییل لطیف یہہ جو اس عبارت
مین ناظورہ کی لکہا ہے اور اس سے پہلی
عبارات دراسات مین گذرا ہے کہ قول صحابی
مخالف حدیث نبوی کو اسپر حمل کرنا چاہئے کہ
وہ حدیث اس صحابی کو نہین پہنچی - اور اس
سے پہلی عبارت حجۃ اللہ مین گذرا ہے کہ
سلف اپنے اقوال مخالفہ حدیث کو چہوڑ کر
حدیث کی طرف رجوع کر لیا کرتے اور اس سے
پہلے کلام امام شافعی مین گذرا ہے کہ اگر

صحابی ظاہر حدیث کو چہوڑ کر خلاف ظاہر پر حمل
کریگا تو ہم اسکی تقلید سے ظاہر حدیث کو نہ
چہوڑینگے - یہہ سب **جواب** ہے
اس وسوسہ کا جو لوگون کے دلون مین شیطان
ڈالتا ہے اور کان مین پہونکتا ہے کہ اگر
یہہ حدیث لایق عمل ہوتی تو صحابی اسکا خلاف
نکرتا - کیا صحابی تمہارے خیال مین آنحضرت
کا متبع نہ تہا؟ اور وہ باوجود صحبت آنحضرت
اور مشاہدہ وحی ونبوت حدیث کا خلاف
کیا کرتا تہا؟ پس اگر صحابی سے حسن ظنی
ہے تو اس حدیث کے عمل کا نام نہ لو - ورنہ
صحابی کو مخالف سنت نبوی کہو +

حاصل جواب جو ان عبارات
مین گذرا ہے یہہ ہے کہ وہ حدیث اس صحابی
کو نہین پہنچی - اور اگر پہنچی ہے تو اسکے معنے
اسکے خیال مین نہین آئے - وہ اپنے فہم سے
خلاف ظاہر کو مراد سمجہا ہے اور اسکا فہم
کسی دوسرے پر حجت نہین ہے - اسیواسطے
انکے معاصرین صحابہ اور ان سے متاخرین
تابعین نے انکے اس قول وفہم کو نہین مانا -
اور خود بہی انہون نے اپنے فہم وقول سے
رجوع کر لیا ہے - ہذا حاصل کلام ہؤلاء الاعلام -
مین اسمقام مین چند روایات کتب
حدیث تصدیق وتائید اس جواب کے نقل
کرتا ہون - اور نہ پہنچنا بعض احادیث کا
اکابر صحابہ کو اور حجت نہونا فہم صحابی کا -

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء

نمبر سوم

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے
جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری

اور رجوع اِنکا اپنے اقوال سے نقل صحیح سے ثابت کرد کہاتا ہون - پس اِس تائید کو **دو مقصد** پر منقسم کرتا ہون - **مقصد اوّل** مین آثار مصدقہ نہ پہنچنے احادیث کے ذکر کرتا ہون - **مقصد ثانی** مین حجت نہونا فہم صحابی کا اور انکار بعض کا بعض پر اور اصرار نکرنا انکا اپنی قول و فہم پر ثبوت کو پہنچاتا ہون - اور اِن دونون مقصد سے پہلے ایک **مقدمہ** معہد کرتا ہون جسمین مجمل شہادت علماء ان مضامین کے تائید مین معرض نقل مین لاتا ہون —

متن	ترجمہ
مقدّمہ قال الشیخ **محمد حیوۃ الحنفی** السندھی ثم المدنی **فی الایقاف علی سبب الاختلاف** - اعلم ان اللہ تعالٰی اصطفی من خلقہ محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعلہ بینہم وبینہ رسولا وعلمہ کلّما یتعلق بالدین الذی بعثہ بہ وکان اصحابہ الذین اختارھم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ مغترفین من بحور علومہ منہم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفہم والملازمۃ والناس فی ذلک متبائنون بونا عظیما ولم یحط احدٌ منہم بجمیع معلوماتہ بل ولا بجمیع متعلّقہ اذ لا تحیط الانہار بالبحور - ثم انتقل صلی اللہ علیہ وسلم وقام مقامہ وزیرہ الاکبر وصدیقہ الاطہر فکان رضی اللہ عنہ یعمل بالکتاب وما بلغہ من السنّۃ وان	**تمہید** کہا شیخ **محمد حیوۃ** متوطن سندہ نے جو پھر کر مدینہ جا رہے تھے رسالہ **ایقاف علی سبب الاختلاف** مین - تو جان لے بلاشبہ اللہ تعالٰی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق سے چن لیا - اور اپنے بندون کے طرف رسول کیا - اور اُنکو سب کچھہ دین کے متعلق سکھایا - اور آپکے اصحاب جنکو آپکی صحبت کے لئے اور دین کی مدد کے لئے چن لیا تہا آپکے دریاؤن علوم سے چلو بھرتے تھے کوئی کم کوئی زیادہ موافق اپنی استعداد اور سمجھہ اور ملازمت کے - اور وہ لوگ آپسمین اِس امر مین متفاوت تھے - اور کسینے آپکی سب معلومات پر احاطہ نکیا تہا - اور نہ سب آپکی اقوال پر اِسلئے کہ نہرین دریاؤن کو گھیر نہین سکتی ہین - پھر آپنے ہر چہان سے انتقال فرمایا - اُنکی قائم مقام انکے وزیر اکبر اور صدیق اطہر ہوے - پس وہ عمل کرتے قرآن پر - اور جو اُنکو حدیث پہنچتی اُسپر - اور اگر

متن	ترجمہ
لم یجد فیہما شاورالصحابۃ وان وجد عندھم نصًا اخذ بہ وقد فاتہ بعض الاحادیث۔	دونون مین بات نہ پاتے تو اور صحابہ سے مشورہ لیتے۔ پھر اگر انکے پاس کوئی آیت یا حدیث پاتے تو اُسکو عمل مین لاتے۔ اور بعض حدیثین انکو نہ پہنچی تہین۔
ثم انتقل الی اللہ تعالٰی وقام مقامہ الفاروق رضی اللہ عنہ وکان یعمل بالقرآن والحدیث وان لم یجد فیہما شیئًا شاور الصحابۃ فان وجد عندھم نصًا اخذ بہ وقد فاتہ بعض الآثار۔	پھر اُنہون نے انتقال کیا تو اُنکے قائم مقام حضرت فاروق ہوئے۔ وہ بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتے۔ اور اگر ان دونون مین کچھہ نہ پاتے تو اور صحابہ سے مشورہ چاہتے۔ پھر اگر اُنکے پاس کوئی آیت یا حدیث پاتے تو اُسکو عمل مین لاتے۔ انکو بھی بعض حدیثین نہین پہنچین۔
وکان الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اعلم الناس بالکتاب والسنۃ وافقہہم بہما وکانوا یعملون بہما وکانوا یرجعون عن اقوالہم وافعالہم اذا بلغہم الحدیث التی فاتتہم۔	اور صحابہ سب لوگون سے زیادہ قرآن وحدیث کے جاننے والے تہے۔ اور بہت سمجھنے والے عمل کرتے قرآن وحدیث پر۔ اور اپنے قول وفعل سے رجوع کرتے جب اُنکو حدیث پہنچتی۔ جو پہلے نہ پہنچی تہی۔
نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمہما اللہ تعالٰی ما حاصلہ ان قد یحفظ الانسان الحدیث فلا یحضرہ ذکرہ فیفتی بخلافہ وقد یعرض ھذا فی القرآن۔	حافظ ابن القیم نے ابن حزم سے نقل کیا ہے (خدا دونون پر رحم کرے) جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ کبھی انسان کو حدیث معلوم ہوتی ہے ولیکن فتویٰ دینے کے وقت یاد نہین ہوتی پس اسکے خلاف پر فتویٰ دیتا ہے۔ یہی امر قرآن مجید کے یاد ہوتے وقت پیش آتا ہے۔
الا ترے ان عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نہی ان یزاد فی المہر علی صداق المہر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حتی ذکرتہ امراۃ بقولہ اللہ تعالٰی وآتیتم احداہن قنطارا فترک قولہ وقال کل احد اعلم من عمر۔	تم نہین دیکہتے کہ حضرت عمر رضہ نے آنحضرت کے مہرون پر زیادتی سے منع کیا تو اُنکو ایک عورت نے یہہ قول خدا تعالٰی کا یاد دلایا واتیتم احداہن قنطارا (یعنی تمنے عورتونکو مال کثیر دیا ہو تو اوسکو مت پھیرو) پس آپنے اپنا قول چھوڑ دیا اور یہہ فرمایا کہ مجھسے سب لوگ زیادہ جانتے ہین (مترجم کہتا ہے) تفسیرون مین یہہ لفظ اُنسے نقل کیا کہ مجھسے سب لوگ زیادہ جانتے ہین یہانتک کہ بڑھیا عورتین۔
وکذلک امر برجم امرأۃ ولدت لستۃ اشہر فذکرہ علی رضی اللہ عنہ بقولہ تعالٰی وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا مع قولہ تعالٰی والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین فرجع عن الامر برجمہا۔	ایسا ہی جب آپ نے ایک عورت کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جسنے چھہ مہینے کا بچہ جنا (یعنی اُسکو زنا سے سمجھکر) تو حضرت علی رضہ آپکو یہہ قول خدا تعالٰی یاد دلایا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا (یعنی بچہ کا حمل اور دودہ چھوڑانا تیس مہینے ہین) مع اِس قول کے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین (یعنی مائین دودہ پلائین اولاد کو دو برس پورے) جن دونون سے نکلتا ہے کہ کم سے کم چھہ مہینہ کا حمل بہی ہو سکتا ہے۔ تو حضرت عمر رضہ نے اِس حکم رجم سے رجوع کیا۔
وھم ان یسطو بعیینۃ بن حصین اذ جفا علیہ حتی ذکر الحارث بن القیس بقول اللہ تعالٰی واعرض عن الجاہلین فامسک۔	اور آپنے قصد کیا تہا کہ عیینہ بن حصین پر (جو ایک صحابی کا نام ہے) دوڑ پڑین جبکہ اُسنے آپ سے کچھہ سختی کی تہی تو حارث بن قیس نے یہہ قول خدا کا یاد دلایا واعرض عن الجاہلین (یعنی جاہلون سے درگذر کرو)

متن	ترجمہ
وانکر موتہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قرء قولہ تعالے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ فرجع عن ذلک وقد کان علم الآیۃ ولکن نسیہا لعظم الخطب الوارد علیہ۔	تو آپ اُس سے رُک گئے۔ اور آپ نے آنحضرتؐ کے فوت ہوجانے سے اِنکار کیا (جبکہ آنحضرتؐ فوت ہوئے) تو پھر جب آپکے سامنے یہہ آیت پڑہی گئی اَنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (یعنے تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے) تو آپ نے اِس اِنکار سے رجوع کیا۔ اور یہہ آیت قرآن تو آپ جانتے ہی تہے ولیکن شدت امر (یعنے موت آنحضرت صلعم) سے اسکو بھول گئے۔
وقد یذکر العالم الدلیل ولکن یتاول فیہ تاویلا من خصوص ونسخ وغیرہما۔	اور کبھی عالم کو دلیل یاد ہوتی ہے ولیکن اِس مین وہ تاویل کرلیتا ہے کچھہ خصوصیت نکالکر یا نسخ کا قائل ہوکر۔
ولا شک ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم ما کان کل واحد منہم یطلع علی جمیع ما صدر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لاشتغالہم بامر معاشہم واغراضہم فیحضر عندہ بعض دون بعض۔	اور اِسمین شک نہین کہ صحابہ سے ہر کوئی آنحضرت کی سب باتون پر مطلع نہ تہا۔ اِسلئے کہ اُنکو شغل معاش بھی تہا۔ اور کئی اور اغرض پس کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا کوئی نہ ہوتا۔
فلما مات صلی اللہ علیہ وسلم وولی ابوبکر رضی اللہ عنہ کان اذا جاءتہم القضیۃ ولیس فیہا نص سال غیرہ فان وجد نصا تبعہ والا اجتہد۔	پس جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوے۔ اور آپکے ولی (یعنی خلیفہ) ابوبکر بنے تو جب اُنکے پاس کوئی مقدمہ آتا جسمین آپکے پاس کوئی آیت یا حدیث نہوتی تو اور لوگون سے پوچہتے۔ پہر اگر آیت یا حدیث پاتے تو اُسکی پیروی کرتے نہین تو اجتہاد کرتے۔
وقد یکون فی تلک القضیۃ نص عندہ غیر من کان حاضرا عندہ۔	اور کبھی اِس مقدمہ مین آیت یا حدیث اس شخص کے پاس ہوتی جو اُنکے پاس حاضر نہوتا۔
کان التیمم للجنب عند عمار وغیرہ وغاب عن عمر وابن عمر وابن مسعود۔	جنبی کے واسطے تیمم کا علم حضرت عمار وغیرہ رضہ کے پاس تہا۔ اور حضرت عمر وابن عمر وابن مسعود کے پاس نہ تہا۔
وجواز المسح علی الخفین عند علی رضہ وحذیفۃ رضہ وغاب عن عائشۃ وابن عمر رضہ وابی ھریرۃ مع انہم مدنیون۔	موزہ پر مسح کا جواز حضرت علی وحذیفہ رضی اللہ تعالے عنہما کے پاس تہا اور حضرت عائشہ وابن عمر وابوہریرہ سے جو مدینے کے رہنے والے تہے پوشیدہ تہا۔
وتوریث بنت الابن مع البنت عند ابن مسعود وغاب عن ابی موسیٰ۔	بیٹی کے ساتہہ پوتے کا وارث کرنا ابن مسعود کو معلوم تہا۔ اور حضرت ابوہریرہ پر مخفی۔
وتوقیت الاستیذان کان عند ابی موسیٰ وابی وغاب عن الفاروق۔	اور کسیکے پاس جانیکے لئے اذن مانگنے کی حد ابوموسیٰ وابوسعید کو معلوم تہا اور حضرت فاروق کو نامعلوم۔

متن	ترجمہ
وعلم جواز النفر للحائض اذا طافت طواف الفرض عند ابن عباس وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت۔	اور حیض والی عورت کو بعد طواف زیارت بدون طواف رخصت اپنے گھر کے طرف پھر جانے کا علم ابن عباس و ام سلیم کے پاس تہا۔ اور زید بن ثابت سے پوشیدہ تہا۔
وکان علم نسخ حرمۃ النساء وعلم حرمۃ الحمر الاھلیۃ عند علی وغیرہ وغاب عن ابن عباس۔	اور علم منسوخ ہونے متعہ کا و حرمت گدہے کا حضرت علی وغیرہ کے پاس تہا۔ اور ابن عباس سے مخفی۔
وکان علم عدم جواز الصرف نسئۃ عند عمر وابی سعید وغیرھما وغاب عن طلحۃ وابن عباس ومثل ھذا کثیر۔	اور علم عدم جواز نسیہ کا بیع چاندی سونے مین حضرت عمر و ابو سعید وغیرہ کے پاس تہا۔ اور طلحہ و ابن عباس سے غائب۔ اور اسکی مثالین اور بہت ہین۔
ونقل ابن القیم ایضاً عن شیخہ ابن تیمیۃ جماع الاعذار فی ترک من ترک من الائمۃ حدیثا ثلثۃ اصناف۔ احدھا عدم اعتقادہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ۔ والثانی عدم اعتقادہ انہ اراد تلک المسئلۃ بذلک القول۔ الثالث اعتقاد نسخہ وھذہ تنفرع الی اسباب متعددۃ۔ منھا ان لا یکون الحدیث قد بلغہ وقاس وقد یوافق قیاسہ الحدیث المتروک ویخالفہ احادیث وھذا السبب ھو الغالب علی اکثر ما یوجد من اقوال السلف مخالفا لبعض الاحادیث فان الاحاطۃ بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد۔	اور ابن قیم نے اپنے شیخ ابن تیمیہ سے جملہ عذر ترک کرنے مین بعض ائمہ کے بعض احادیث کو تین بیان کئے۔ **ایک یہہ** کہ اُسنے اس حدیث کو حضرت کا قول نہین سمجہا۔ **دویم یہہ** کہ اس نے اس کی مراد کو نہین سمجہا۔ **سویم یہہ** کہ اسکو منسوخ سمجہہ لیا۔ اور ان اعذار کی شاخین کئی سبب ہین۔ **از انجملہ یہہ** کہ اسکو حدیث پہنچی ہو۔ اور اُس نے قیاس کرلیا۔ جو اس حدیث متروک العمل کے موافق پڑا اور کسی اور حدیث کے مخالف۔ اور یہی سبب بہت پایا جاتا اون اقوال سلف مین جو بعض احادیث کے مخالف ہین۔ یہہ اسلئے ہے کہ تمام احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر کسیکو احاطہ نہ تہا۔
واعتبر **بالخلفاء الراشدین** الذین ھم اعلم الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصا **الصدیق الاکبر** الذی قل ما فارقہ۔	تم **خلفاے راشدین** کو (جو سب سے بڑہکر آنحضرت ؐ کا علم رکہتے۔ خصوصا صدیق اکبر جو آپ سے بہت کم جدا رہے) خیال کرلو۔
وقد خفی علیہ میراث الجدۃ وعلمہ المغیرۃ بن شعبۃ ومحمد بن مسلمۃ۔	**حضرت صدیق اکبر** پر دادی کا ورثہ مخفی تہا جو مغیرہ بن شعبہ و عمر ابن حصین و محمد بن مسلمہ نے انکو بتایا۔
وخفی علی عمر توریث المرءۃ من دیۃ زوجہا حتی اخبرہ الضحاک بن سفیان الکلابی۔ وخفی علیہ حدیث اخذ الجزیۃ عن المجوس حتی اخبرہ عبد الرحمن بن عوف۔	**اور حضرت عمر** پر عورت کا خون بہاء خاوند سے وارث کرنا مخفی تہا۔ یہانتک کہ ایک جنگلی نے اُنکو بتلایا۔ اور آپ پر مجوسیون سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی تہی یہانتک کہ عبد الرحمن بن عوف نے حدیث سُنائی۔

(باقی آیندہ)

ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹ جنوری ۱۸۷۸ء

نمبر چہارم

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب مشتہر نے کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

متن	ترجمہ
وخفی علیہ حدیث النہی عن القدوم علی ما فیہ الطاعون حتی اخبرہ عبد الرحمن۔	اور آپ پر وباء کی زمین مین جانے کی ممانعت کی حدیث مخفی تھی وہ بہی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی۔
وخفی علیہ حدیث الربح حتی اخبرہ ابو ہریرۃ رض	اور آپ پر حدیث ربح مخفی تھی جو ابو ہریرہ نے سنائی۔
وکان یفتی باختلاف الدیۃ فی الاصابع وکان عند ابن عباس وابی موسی علم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذہ وھذہ سواء وعمل بہ معاویۃ حین بلغہ۔	اور انگلیون کی خونبہای مین کمی بیشی سے فتوی دیتے (یعنی چہوٹی انگلی کا کم خونبہاے اور بڑی کا زیادہ) اور اسمین ابن عباس و ابو موسے کے پاس آنحضرت صلعم کی یہہ حدیث تھی کہ یہہ اور وہ (یعنے چہوٹے بڑے خونبہای مین) برابر ہین۔ یہہ بات جب معاویہ کو پہنچی تو اُس نے مان لی۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت عمر نے بہی وہ حدیث مان لی اور اپنا فتوی چہوڑ دیا چنانچہ عنقریب ذکر اسکا آتا ہے۔
وکان الیری ھو و ابنہ عبد اللہ التطیب عند الاحرام ولا یعد رمی الجمرۃ قبل طواف الفرض وقد صح جواز ذلک عنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔	اور آپ اور آپکا بیٹا عبد اللہ احرام کے وقت خوش بو ملنی جائز نہ سمجہتے اور رمی حجار کے (کنکر مارنا جمرۃ العقبہ کو دسوین ذی الحجہ مین) قبل طواف فرض کے قائل نہ تہے حالانکہ یہہ سب کچہہ آنحضرت سے صحیح ہو چکا ہے۔
وکان یری عدم التوقیت فی المسح علی الخفین وقد صح فی التوقیت احادیث۔	اور آپ مسح موزہ مین تعیین مدت کے قائل نہ تہے حالانکہ یہہ تعیین بہی صحیح ہو چکی ہے۔

متن	ترجمہ
وكان علي وابن عباس يريان ابعد الاجلين عدا المتوفى عنها زوجها وقد صح عند صلى الله عليه وسلم ان انقضاء عدتها بوضع حملها۔	اور حضرت علی و ابن عباس قائل تھے کہ جس عورت حاملہ کا خاوند مرجاوے وہ اس عدت کو جو دونون عدتون (یعنی وضع حمل اور چار مہینے دس دن) سے زیادہ نکلے شمار کرے۔ حالانکہ آنحضرت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے۔
وكان يرى زيد بن ثابت وابن عمر وغيرهما ان المفوضة اذا مات عنها زوجها لا مهر لها۔ وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملا **وهذا باب واسع**۔	اور زید بن ثابت و ابن عمر وغیرہما اعتقاد رکھتے تھے کہ جس عورت کا مہر مقرر نہو اور خاوند اُس کا قبل رخصت فوت ہو جاوے تو اُسکے لئے مہر نہین حالانکہ یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت نے اسکے لئے مہر کامل تجویز فرمایا ہے۔ اور یہہ **باب واسع** (یعنے مخفیات صحابہ کا) **فراخ** ہے۔
واما المنقول فيد عن غير الصحابة رض فاكثر من ان يحصى فاذا خفي على اعلم الامة وافقهها بعض السنة فما الظن بمن بعدهم۔	رہے وہ مخفیات جو سوائے صحابہ کے اورون سے منقول ہین سو شمار سے خارج ہین۔ اور جبکہ بڑے جاننے والون اور بڑے سمجھ والون اس امت (یعنے صحابہ) پر بعض حدیثین مخفی رہین تو کیا خیال کرنا چاہئے اُن لوگون کی نسبت جو اُنکے پیچھے ہوے۔
فمن اعتقد ان كل حديث بلغ كل فرد من الائمة او اماما معينا فقد اخطأ خطاء فاحشا۔ قال ابو عمر وليس احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت عليه بعض السنة۔	پس جو کوئی یہہ اعتقاد رکھے کہ سب حدیثین ہر ایک امام کو یا کسی ایک امام کو پہنچ گئی ہین تو اُس نے ڈبل غلطی کی۔ ابو عمر نے کہا ہے کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہین جس پر بعض حدیثین مخفی نرہی ہون۔
وهذه **الدواوين** جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن انحصار الاحاديث فيها وليس كل من عنده هذه الدواوين يحيط بها علما۔ بل دواوين المتقدمين صدورهم وهم اعلم۔ ومنها ان يكون الحديث بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره۔ فيكون حجة على من بلغه من وجه صحيح لا على من لم يبلغه۔ ولهذا علق كثير من الائمة القول بموجب الحديث على صحته فيقول قولي فيها كيت وكيت۔ وقد روي فيها حديث بخلافه فان صح فهو قولي۔ وامثلة هذا كثيرة جدا۔ انتهى ما في الايقاف مختصرا۔	اور یہہ **دفتر حدیثون** کے بعد گذرجانے ائمہ کے جمع ہوے ہین۔ اور انمین بھی حصر حدیثون کا ممکن نہین۔ اور نہ یہہ ضرور ہے کہ جسکے پاس یہہ دفتر موجود ہون اسکو وہ سب یاد ہون۔ بلکہ متقدمین کے دفتر سینہ ہی تھے۔ اور وہ جاننے والے بھی خوب تھے۔ اور از انجملہ یہہ سبب ہے کہ حدیث تو پہنچی ولیکن انکے نزدیک صحیح نہوئی۔ اورون کے نزدیک صحیح ہوئی۔ پس وہ حدیث اسکے حق مین سند ہو سکتی ہے جسکو پہنچی۔ نہ اسپر جسکو نہ ملی۔ اسیواسطے بہت اماموں نے مضمون حدیث کے ساتھہ قائل ہو جانے کو شرط صحت پر معلق کر رکھا تھا اور کہا کہ مین اس مسئلہ مین ایسا ایسا

متن	ترجمہ
	کہتا ہون - جسکے خلاف مین یہہ حدیث مروی ہے - پس اگر یہہ حدیث صحیح ہوجاوے تو میرا یہی قول ہے - اور اسکی مثالین نہایت کثرت سے ہین - تمام جو رسالہ ایقاف مین ہے مختصر ہوکر -
وقال الامام ابن قیم الجوزیۃ فی اعلام الموقعین عن رب العالمین - قال ابو عمر ولیس احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم الا وقد خفی علیہ بعض امرہ فنحن نسال المقلدین ھل یمکن ان یخفی علی امامکم مثل ذلک فان انکروہ فقد انزلوہ فوق منزلۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی والصحابۃ کلھم فلیس احد منھم الا وقد خفی علیہ بعض ما قضی اللہ ورسولہ -	اور امام ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ امام ابو عمرو نے فرمایا ہے - آنحضرت کے بعد کوئی ایسا نہین جسپر آنحضرت کی کوئی بات مخفی نرہی ہو - پس ہم مقلدین سے پوچھتے ہین - کیا ایسا مخفی رہنا احادیث رسول اللہ کا تمہارے امام پر بہی ممکن ہے؟ پس اگر وہ اسکو نہ مانین تو انہون نے اوسکو چارون خلفا سے اوپر کے درجہ پہنچایا - انمین سے تو کوئی نہین ہوا جسپر کوئی بات اللہ ورسول کی مخفی نرہی ہو -
فھذا الصدیق اعلم الامۃ بہ خفی علیہ میراث الجد حتی اعلمہ بہ [illegible] بن مسلمۃ والمغیرۃ بن شعبۃ -	یہہ صدیق اکبر رض جو تمام امت سے زیادہ عالم تہے اُن پر دادے کی وراثت مخفی رہی جو انکو محمد بن مسلمہ و مغیرہ بن شعبہ نے بتائی
[illegible] لا دیۃ لہ حتی اعلمہ بہ عمر فرجع الی قولہ -	اور آپ پر خون بہاے شہید مخفی رہا یہانتک کہ حضرت عمر نے بتایا تو آپ نے آپکے قول کے طرف رجوع فرمایا -
[illegible] عمر تیمم الجنب ودیۃ الاصابع حتی اخبر بکتاب عمرو بن حزم فرجع الیہ -	اور مخفی رہا حضرت عمر رض پر تیمم جنبی کا اور خون بہاے انگلیون کا یہانتک کہ خبر دی گئی کتاب عمرو بن حزم سے (جو انکو آنحضرت سے ملی ہوئی تھی) پس اوسکی طرف رجوع کیا -
وخفی علیہ شان الاستیذان حتی اخبرہ بہ ابو موسی وابو سعید الخدری -	اور پوشیدہ رہا آپ پر دستور اذن مانگنے کا یہانتک کہ خبر دی اُسکی ابو موسی اور ابو سعید نے -
وخفی علی عثمان اقل مدۃ الحمل حتی ذکرہ ابن عباس -	اور مخفی رہی حضرت عثمان پر کم سے کم مدت حمل کی یہانتک کہ ذکر کیا اُسکو ابن عباس نے -
وخفی علی ابی موسی الاشعری میراث بنت الابن مع البنت السدس حتی ذکر لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثھا ذلک -	اور پوشیدہ رہی ابو موسی پر میراث پوتی کی بیٹی کے ساتہہ چہٹا حصہ یہانتک آپکو کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو وارث کیا ہے -
وخفی علی ابن مسعود حکم المفوضۃ وترددوا الیہ فیھا شھرا فافتاھم برائہ حتی بلغہ النص بمثل ما افتی بہ -	اور پوشیدہ رہا ابن مسعود پر حکم اُس عورت کا جسکا خاوند بلا زفاف فوت ہوگیا ہو اور مہر مقرر نہ تہا اور آپکو ایک مہینہ اسمین

متن	ترجمہ
وھذا **باب** لو تتبعناہ لجاء سفرا کبیرا **فنسأل ح فرقۃ التقلید** ھل یجوز ان یخفی علی من قلدتموہ بعض شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما خفی ذلک علی سادات الامۃ اولا - فان قالوا لا یخفی علیہ وقد خفی علی الصحابۃ مع قرب عھدھم بلغوا فی الغلو مبلغ مدعی العصمۃ فی الائمۃ وان قالوا یجوز ان یخفی علیھم وھو الواقع وھم مراتب فی الخفاء فی القلۃ والکثرۃ قلنا فنحن نناشدکم اللہ الذی ھو عندنا وعندکم ان کل قائل وقلبہ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا خفی علی من قلدتموہ ھل تبقی لکم الخیرۃ بین قبول قولہ ورد ہ امر تنقطع خیرتکم وتوجبون العمل بما قضاہ اللہ ورسولہ علینا لا یجوز سواہ **فاعدوا لھذا السوال جوابا** وللجواب صوابا - فان السوال واقع والجواب لازم - والمقصود ان ھذا ھو الذی منعنا من التقلید فاین معکم حجۃ واحدۃ لقطع العذر وتسوغ لکم ما ارتضیتموہ لانفسکم من التقلید انتھی علی ما نقل عنہ السید العلامۃ ابو الطیب **فی الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ**۔ وقال **ابن القیم** فی موضع آخر واذا جاءت ھذہ ای النفس المطمئنۃ بتجرید المتابعۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاءت تلک ای الامارۃ بتحکیم اراء الرجال واقوالھم فاتت بالشبہ المضلۃ مما یمنع من کمال المتابعۃ وتقسم باللہ تعالی ما مرادھا الا الاحسان والتوفیق۔ (باقی آیندہ)	تردد رہا - پھر اپنی راے سے فتوے دیا یہانتک کہ اوسکے موافق حدیث پہنچ گئی - اور یہہ **باب** ایسا ہے اگر ہم اسکو تلاش کرین تو بڑی کتاب ہوجاوے - پس اب ہم **فرقہ مقلدین سے پوچھتے ہین** - کیا جنکی تم تقلید کرتے ہو انپر کچھہ حال آنحضرت کا مخفی رہا ہے - جیسے اِن سرداروں امت پر مخفی رہا یا نہین ؟ پھر اگر کہین کہ ہمارے اماموں پہ مخفی نہین رہا جو صحابہ پر مخفی رہا ہے - باوجود انکے قرب زمانہ کے تو علماء مین ایسے بڑھے ہین جیسے مدعیان عصمت ائمہ (یعنے اہل تشیع) بڑھے ہین - اور اگر کہین کہ ہان ائمہ پر مخفی رہا ہے اور یہی امر واقعی ہے - اور وہ اِس خفاء مین کثرت وقلت مین متفاوت ہین تو ہم کہینگے کہ ہم تمہین خدا کی قسم دیکر پوچھتے ہین - جو ہر بولنے والے کی زبان و دل کے پاس ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول کوئی حکم فرماوے جو تمہارے اماموں پر مخفی رہا تو پھر کیا تمکو اسکے ماننے نہ ماننے مین اختیار باقی رہتا ہے - یا تمہارا اختیار ٹوٹ جاتا ہے - اور تم اِس حکم پہ کاربند ہونے کو واجب جانتے ہو ؟ **اِس سوال کے لئے جواب بناؤ** اور جواب کے لئے صواب تیار کرو - اِسلئے کہ سوال تمپر پڑا ہے - اور جواب لازم ہے - ہماری غرض اِس کلام سے اظہار اِس امر کا ہے کہ ہمکو اسی بات نے جو تمپر پڑی ہے تقلید سے روکا ہے - پس تمہارے پاس کون سی ایک دلیل ہے جو عذر کو توڑے اور تمہارے لئے تقلید کو جو تمنے اپنے لئے پسند کر رکھی ہے جائز کردے - اور کہا امام **ابن قیم جوزیہ** نے دوسری جگہہ - نفس مطمئنہ خالص کرنے متابعۃ رسول اللہ کی بات لاتا ہے تو نفس امارہ حکومت اور لوگون کے پیش کرتا ہے - اور ایسا شبہ گمراہ کرنے والا پیش کرتا ہے جو کمال متابعۃ نبوی سے روکتا ہے - اور وہ قسم کھاتا ہے کہ میرا مقصود بجز حسن ظنی وموافقت کے اور کچھہ نہین - (باقی آیندہ)

ضمیمۂ اخبار سفیر ہند امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۶ جنوری ۱۸۷۸ء

نمبر پنجم

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے
جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب لاہوری

متن

واللہ تعالیٰ یعلم انہا کاذبۃ وما مرادھا الا التفلت من سجن المتابعۃ الی فضاء ارادتہا وحظوظہا وترئہ ای تری النفس الامارۃ صاحبہا تجرید المتابعۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقدیم قولہ علی الاراء فی صورۃ تنقیص العلماء واساءۃ الادب علیہم المفضی الی اساءۃ الظن بہم وانہم قد فاتہم الصواب وکیف لنا قوۃ ان نرد علیہم او نحتظی بالصواب دونہم وتقاسم باللہ ان اردت الا احسانا وتوفیقا اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم فاعرض عنہم وعظہم وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔

والفرق بین تجرید متابعۃ المعصوم واھدار اقوال العلماء والقائہا ان تجرید المتابعۃ ان لا یقدم علی ما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قول احد ولا رایہ کائنا من کان وما کان بل ینتظر فی صحۃ الحدیث

ترجمہ

اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جہوٹ بولتا ہے اور اسکا مقصود بجز اسکے اور کچہہ نہین ہے کہ قید متابعت نبوی سے چہوٹ جاوے۔ اور اپنی خواہشون اور حظون مین جا پڑے۔ اور وہ نفس امارہ انسان کو خالص متابعت نبوی مین علماء کی بے ادبی اور کسر شان سوجہاتا ہے اور یہہ جتلاتا ہے کہ کیا ان لوگون سے راستی فوت ہوگئی اور ہمکو ایسی قوت کس طرح بہم پہونچ گئی ہے کہ ہم انکی باتون کو رد کرین۔ اور خود راستی کا حصہ اونکے سوئی لیجاوین۔ اور خدا کی قسم کہاتا ہے کہ اس بات سے میری یہی غرض ہے اُن لوگون سے نیک گمان رکہنا اور اُنسے ملاپ و موافقت کرنا۔ اُن لوگون کے جو دلون مین ہے خدا جانتا ہے پس ان سے مونہہ کو پہیر لے اور اُنکو نصیحت کر۔ اور اُنکو ایسی بات کہہ جو اُنکے دلون پر پوری جا لگے۔

اور آنحضرت کے خالص متابعت کرنا اور علماء کے اقوال ڈہا دینا یہہ فرق رکہتا ہے کہ متابعت خالصہ اسکا نام ہے کہ آنحضرت کی بات پر کسیکی بات۔ اور رای کو مقدم نکیا جاوے کوئی بات ہو۔ اور کسیکی ہو

متن	ترجمہ
اولا فاذا صح نظر فی معناہ ثانیا فاذا تبین لم یعدل عنہ۔ ولو خالفہ من بین الشرق والغرب ومعاذ اللہ ان یتفق الامۃ علی ترک ما جاء بہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بل لا بد ان یکون فی الامۃ من قال بہ ولو نفی علیک فلا یحملک جہلک بالقائل بہ حجۃ علی اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ترکہ بل اذہب الی النص ولا تضعف واعلم انہ قد قال بہ قائل قطعا ولکن لم یصل الیک علم ہذا مع حفظ مراتب العلماء وموالاتہم واعتقاد حرمتہم وامانتہم واجتہادہم فی حفظ الدین وضبطہ فہم رضی اللہ عنہم دائرون بین الاجر والاجرین والمغفرۃ ولکن لا یجب ہذا اہدار النصوص وتقدیم قول واحد منہم علیہا لشبہۃ انہ اعلم منک فان کان کذلک ممن ذہب الی النص فہو اعلم بہ منک ایضا فہلا وافقتہ ان کنت صادقا۔	بلکہ پہلی صحت حدیث کو دیکہا جاوے۔ پہر اگر صحیح ہو تو اُسکے معنے کو خیال کیا جاوے۔ جب وہ معلوم ہو چکے تو اِس سے عدول نکیا جاوے۔ اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اِسکے مخالف ہون۔ اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام اُمت ترک حدیث پر اتفاق کرلے۔ یہہ کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی اُمت مین اِسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھپر اُسکا حال چھپا رہا۔ اور تیرا نہ جاننا اِس قائل کو اللہ کے سامنے اِس حدیث کے ترک کرنے مین سند نہین ہوسکتا ہے۔ پس حدیث کی طرف جا۔ اور ہمت نہ ہار اور جان لے کہ کوئی نہ کوئی اِسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھے اُسکا علم نہین۔ اور باوجود تیرے اِس عمل بالحدیث وترک اقوال علماء کے۔ اِن علماء کی محبت وتعظیم مراتب اور اُنکی امانت واجتہاد کا اعتقاد دور نہین ہوتا وہ لوگ پہر بہی دو ثوابون سے ایک ثواب کے مستحق ہین (یعنی راستی پر دو ثواب کے اور خطا پر ایک کے) لیکن اِس ثواب کے استحقاق سے یہہ لازم نہین کہ انکے قول سے نصوص کو چھوڑا جاوے۔ اِس شبہ سے کہ وہ تجھسے زیادہ جاننے والے تہے۔ اور اگر انکے زیادہ جاننے کا خیال ہے درست ہے۔ تو اِس نص پر عمل کرنے والا بہی تجھسے زیادہ جاننے والا ہے پہر تو اوسکی پیروی کیون نہین کرتا اگر تو اِس خیال مین سچا ہے۔
فمن عرض اقوال العلماء علی النصوص وجد بہا وخالف منہا ما خالف النص لم یجد اقوالہم ولم یہضم جانبہم بل اقتدی بہم فانہم کلہم امروا بذلک بل بمخالفتہم فی ذلک اسہل عن مخالفتہم فی القاعدۃ الکلیۃ التی امروا بہا ودعوا الیہا من تقدیم النص علی اقوالہم انتہی۔	پس جس کسینے اقوال علماء کو نصوص پر پیش کرکے تولا۔ اور جسکو خلاف نصوص پایا اُسکا خلاف کیا تو اُس نے علماء کے اقوال کو ڈہایا اور نہ اُنکی تعظیم کو توڑا۔ بلکہ اُنکی پیروی کی اسلئے کہ اُنہون نے خود یہہ امر فرمایا ہے (یعنی ہمارے اقوال مخالف حدیث کو چھوڑ دو اور حدیث صحیح کو عمل مین لاؤ ہمارا وہی قول ہے جو حدیث صحیح مین ہے) بلکہ اِن کے ان اقوال جزئیہ کے مخالفت انکی اِس قاعدہ کلیہ کی مخالفت سے جو اُنہون نے فرمایا ہے اور اسکی طرف بلایا (وہ یہہ کہ نصوص کو ہمارے اقوال سے مقدم سمجھو) آسان تر ہے۔
(باقی آیندہ)	(باقی آیندہ)

ہفت روزہ

ضمیمہ اخبار اہلحدیث امرتسر

۲۵

۲۳ فروری ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸ء جسمین ان پانچون جواب کا جواب جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
(۸)	حدیث امرت ان اقاتل الناس مین ذکر نماز و زکوٰۃ کا آپکو معلوم نہ تہا +	شرح **نووی** ص۳۹	عبارت **نمبر ۲** مخفیات ابوبکرؓ مین گذری	ترجمہ بہی گذر چکا
(۹)	حیض والی عورت کے لئے بدون طواف رخصت مکہ سے چلے آنے کی حدیث آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ اسکے خلاف فتویٰ دیتے +	حدیث صحیح مسلم مین بصفحہ ۴۲۱ اور صحیح بخاری مین بصفحہ ۲۳۶ ہے اور فتویٰ حضرت عمر کا سنن مسلم مین بصفحہ ۲۰۴ اور ابوداؤد ص۲۰۳ و سنن ص۲۸۹ جلد ۳ وغیرہ	عن ابن عباس امر الناس ان یکون اٰخر عہدھم بالبیت الا انہ خفف عن الحائض (صحیحین **باب** طواف الوداع) قال النووی فی شرح مسلم ھذا مذہب الشافعی ومالک وابی حنیفۃ وجمہور العلماء کافۃ الا ما حکاہ ابن المنذر عن عمر وابن عمر وزید بن ثابت۔	ابن عباس سے روایت ہے کہ لوگونکو حکم ہے کہ اخیر وقت نکالین گہر کی طرف پہرتے ہوئے) کعبہ مین ہو (یعنی طواف کرکے پہرین) ولیکن یہہ طواف اُس عورت کو معاف ہے جسکو حیض آجاوے (یعنی قبل طواف) نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ یہی مذہب ہے امام شافعی و امام مالک و امام ابوحنیفہ اور سب علماء کا بجز حضرت عمر و ابن عمر و زید کے۔ چنانچہ ابن المنذر نے حکایت کیا ہے۔
(۱۰)	آندہی کے وقت طواف افاضہ مسنونہ آپکو معلوم نہ تہا یہانتک کہ ابوہریرہؓ نے بتلایا	رفع الملام عن الائمۃ الاعلام	وتذاکرھو (ای عمر) وابن عباس امر الذی یشک فی صلوتہ فلم یکن قد بلغتہ السنۃ فی ذلک حتی حدثہ عبد الرحمن بن عوف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم) انہ یعرح الشک ویبنی علی ما استیقن وکان مرۃ فی السفر فہاجت ریح فجعل یقول من یحدثنا عن الروح قال ابوھریرۃ رض فبلغنی وانا فی مزنۃ من ثنیۃ راحلتی حتی ادرکہ فحدثتہ بہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ہذا ولم یکن سمعہ لکن بلغہ ایاھا من لیس مثلہ۔	آپ اور ابن عباس مین اِس شخص کا ذکر آیا جو نماز مین شک کرتا ہے تو اِس مین آپکو سنۃ نہ پہنچی تہی۔ عبدالرحمن بن عوف نے آنحضرت سے یہہ حدیث سنائی کہ نماز مین شک کو چہوڑ دے اور یقین پر نماز کی بناء رکہی۔ ایکدفعہ آپ سفر مین تہے کہ آندہی آئی آپنے لگے دن موجود ہمکو آندہی کے باب مین حدیث سناوے۔ ابوہریرہ جو پیچہے تہے سنکر آگے آئے اور جو آنحضرت نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تہا سنائی۔
(۱۱)	بن حضر کا حکم آپکو معلوم نہ تہا کہ نماز پڑہتے ہوئے [illegible]			

حاشیہ - آنحضرت کا اِس موقع مین دعا کرنیکا ارشاد ہے اور اپنی دعا سے صحیحین مین یہہ کلمات مروی ہین۔ اللھم انی اسألک خیرھا وخیر ما فیہا وخیر ما ارسلت بہ واعوذ بک من شرھا وشر ما فیہا وشر ما ارسلت بہ ۱۲ فقیر محمد جانباز عفی عنہ مصنف غلام

اعلان

جن جن صاحبون نے بنظر اشاعت سنت جزو ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہ براہ مہربانی اِس وعدہ کا ایفاء فرماکر چندہ سالیانہ یا شش ماہی پیشگی عنایت کرین اِس قدر وسعت ہو تو ماہ بماہ بہیجنے سے تو دریغ نکیا کرین یہہ بات اعانت سے تو بعید ہے کہ تین تین مہینے گذر چکے ہین اکثر صاحبان نے ایک حبہ نہین بہیجا۔ اے حضرات ذرا غور کیجئے اِس قدر روپیہ کس کے پاس ہے کہ ہفتہ وار پانچسو قطعہ ضمیمہ چہپواکر اپنے پاس سے اِس کے مصارف کا کام چلاتا رہے۔ اور یہہ بہی واضح رہے کہ خریدار و ممبر اِس پرچہ کے کم ہین اور فی سبیل اللہ لینے والے بہت بہر اگر آپ چند روز اور بہی روپیہ بہیجنے مین توجہ نفرمائینگے تو کام کیونکر انجام کو پہنچیگا بلکہ ایکدن یہہ بہاری نعمت ہاتہ سے جاتی رہیگی۔

المتمس محمد عبدالعزیز

نائب مہتمم بجان شاعۃ السنۃ امرتسر

علی صاحب الصلوٰۃ التحیۃ

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
(۱۲)	مکہ سے حج کے واسطے آٹھوین تاریخ احرام باندہنے کی سنیت و فضیلت آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ لوگو کو پہلی تاریخ احرام باندہنے کا حکم دیتے ۔	سنیت ہلال صحیح مسلم مین ہے ص ۳۸۹ و ص ۳۹۶ وغیرہ و فتوے عمر موطا مین ص ۱۳۱	عن جابر فی حدیث حجۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فلما کان یوم الترویۃ توجہوا الی منی فاہلوا بالحج ۔ صحیح مسلم **باب** حجۃ النبی ۔ وفی الموطا یا اہل مکۃ ما شان الناس یاتون شعثا وانتم مدہنون اہلوا اذا رایتم الہلال وفی المحلی شرح الموطا وقال الشافعی وبعض المالکیۃ وکثیر ان الافضل للمکی ان یحرم یوم الترویۃ واحتجوا بما فی مسلم عن جابر امرنا النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اذا اہللنا ان نحرم اذا توجہنا الی منی وہو الماثور عن ابن عمر رض ۔	جابر سے روایت ہے کہ جب آٹھوین تاریخ ہوئی اور لوگ متوجہ منی ہوے ۔ تو حج کا احرام باندہا ۔ موطا مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا اے مکے والو تمہارا کیا حال ہے لوگ بکہرے بال آتے ہین اور تم بالون کو تیل لگا رہے ہو پہلی تاریخ کو احرام باندہو ۔ محلی شرح موطا مین ہے ۔ امام شافعی و بعض مالکی اور بہتیرون نے کہا کہ مکے کے واسطے افضل یہی ہے کہ آٹھوین کو احرام باندہے اور اسپر یہہ سند لاے ہین جو صحیح مسلم مین جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت کا ہمکو یہہ حکم ہے کہ جب ہم منی کے طرف متوجہ ہون تو احرام باندہین ۔ اور یہی فعل ابن عمر سے مروی ہے ۔
			حاشیہ ۔ فان قلت کان عمر مع النبی صلعم فی حجتہ فکیف خفی علیہ اہلال الصحابۃ یوم الترویۃ فلعلہ مع علمہ بہ حمل علی الرخصۃ وجعل الاہلال عند رویۃ الہلال من العزیمۃ **قلنا** سلمنا علمہ بہ وعدم نسیانہ ایاہ بعد حفظہ ولکن لا یلزم منہ علمہ بامر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وقولہ الذی رواہ عنہ جابر رض وتجویز اعتقادہ بافضلیۃ خلافہ یرجح عدم علمہ بہ اذ لو علمہ ما فضل خلافہ فہذا التجویز والاحتمال مما یؤید الخفاء بلا مقال ۱۲ **منہ دام فیضہ**	
(۱۳)	آنحضرت کا مدینہ سے کعبہ کو قربانی بہیجکر محرم نہونا آپ پر مخفی تہا اسلئے آپ حکم دیتے کہ قربانی بہیجنے والا محرم ہوجاتا ہے +	فعل نبوی صحیح بخاری ص ۲۳۰ مسلم ص ۴۲۵ نسائی ص ۲۵۲ اور آپکا خلاف قسطلانی ص ۲۵۰ جلد ۳	عن عایشۃ قالت فتلت قلائد ہدی النبی صلعم ثم اشعرہا وقلدہا او قلدتہا ثم بعثہا بہا الی البیت واقام بالمدینۃ فما حرم علیہ شئ کان لہ حل (بخاری) **باب** اشعار البدن) قال القسطلانی قال ابن المنذر قال عمر وعلی وقیس بن سعد وابن عمر وابن عباس والنخعی وعطاء وابن سیرین واخرون من ارسل الہدی واقام حرم علیہ ما یحرم علی المحرم ۔	بی بی عایشہ سے روایت ہے کہ مینے آنحضرت قربانیون کے پٹی بنائے اور آپنے انکے کوہان مین زخم کرکے اونکے گلے مین لٹکا دئے اور انکو کعبہ کو بہیجدیا اور آپ مدینہ ٹہیرے آپ پر کچہہ حرام نہوا جو حلال تہا (یعنی شکار کرنا خوشبو لگانا عورت کے پاس جانا و امثال ذلک) یہہ بخاری مین ہے ۔ قسطلانی نے کہا کہ ابن منذر نے کہا کہ حضرت عمر و علی و قیس و ابن عمر و ابن عباس و نخعی و عطاء و ابن سیرین (تینون تابعی) اور کئی اور نے کہا ہے کہ جو کوئی قربانی بہیجے اور خود ٹہیرا رہے تو اسپر حرام ہوجاتا ہے جو محرم پر حرام ہے (یعنی شکار وغیرہ)

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
(۱۴)	مسح موزہ بین الخفین مدت آپ آنحضرت سے نہین سنی سلئے آپ قائل تھے کہ جیسا چاہو کرتے جاؤ جب حدیث پہنچی تو توقیت کے قائل ہوگئے	کتاب ابن ابی شیبہ کتاب حاکم نیل شرح موطا ازالہ الخفا ص ج ۲	عن زید بن الصلت ان عمر بن الخطاب قال اذا ادخلت رجلیک فی الخفین وانت طاہر فامسح علیہما ما بدا لک والیہ ذہب الشافعی فی القدیم ثم جاء وقال بالتوقیت قال البیہقی اری ان عمر جاءہ الثبت فی التوقیت فرجع الیہ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء)	زید سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ جب تو پاؤن موزہ مین پاک ہوکر ڈالے تو اسپر مسح کیے جاجب تک چاہے۔ اور اسیطرف شافعی پہلے گئے تھے پھر اس سے پھر آئے اور توقیت مدت کے قائل ہوگئے بیہقی نے کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ حضرت عمرؓ کے پاس دلیل مضبوط توقیت مدت کے لئے آگئی تو اسکے طرف پھر آئے۔
(۱۵)	احرام سے پہلے خوشبو ملنا۔ طواف فرض سے پہلے کنگر مارنا۔		عبارت اس کتاب کی بضمن عبارت **ایتحاف** مقدمہ مین گذر چکی ہے۔ اور تفصیل ان امور کی اور کتب حدیث سے بنظر اکتفا بہ تفصیل سابق درگذاشت ہوئی۔ اور ذکر اسکا دوبارہ بنظر پورا کرنے نمبر شمار مخفیات حضرت فاروق کے عمل مین آیا۔ ناظرین انکی تفصیل کو تفصیل مخفیات سابقہ پر قیاس کرین۔ جنکو اس سے طمانیت نہو وہ پچھلے نمبرون پر اکتفا فرماوین۔	

مخفیات عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

(۱)	جس عورت کا خاوند فوت ہو وہ کہاں عدت پورا کرنا آپکو معلوم نہ تھا یہانتک کہ فریعہ بن مالک نے بتایا	موطا ص ۲۱۷ ابو داؤد ص ۳۱۳ ترمذی ص ۱۴۲ دارمی ص ۲۹۷ نسائی ص ۱۳۳ جلد ۲ ابن ماجہ ص ۳۶۴ رفع الملام وغیرہ	عثمان لم یکن عندہ علم بان المتوفی عنہا تعتد فی منزل الموت حتی حدثتہ الفریعۃ بنت مالک اخت ابی سعید الخدری بقصتہا انما توفی زوجہا وان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قال لہا امکثی فی بیتک حتی یبلغ الکتاب اجلہ فاخذ بہ عثمان + (رفع الملام)	حضرت عثمان کے پاس اس بات کا علم نہ تھا کہ موے خاوند کی عورت اسکے گھر مین عدت پوری کرے جہان وہ مرا یہانتک کہ فریعہ مالک کی بیٹی ابو سعید خدری کی بہن نے اپنا قصہ سنایا کہ جب اسکا خاوند فوت ہوا تو اسکو آنحضرت صلعم نے کہا تو اپنے گھر مین ٹھیرے رہ جبتک کہ عدت اپنی میعاد کو نہ پہونچے۔ پس حضرت عثمان نے اس حدیث کو لیلیا (یعنی اسپر حکم جاری کیا)
(۲)	جس کے لئے شکار کیا گیا ہو کہا ہے کہ ممانعت حضرت علی نے حدیث حضرت عثمان سے سنی اور عمل اپکا عام اتفاق اس ممانعت کے منقول ہے	رفع الملام ابو داؤد اور موطا ابن بشکوال	وھذہ لمرۃ صید کائنہ کان قد صید لاجلہ فلم یاکل حتی اخبرہ علی (رضی اللہ عنہ) بان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) انما اطعمہ لہ (رفع الملام)	اور ایک دفعہ آپکو ہدیہ شکار پہنچا ہوگویا آپکے لئے پکڑا گیا تھا پس جب کھانے لگے تو حضرت علی نے منع کردیا اور کہا کہ آنحضرت نے (صلی اللہ علیہ وسلم) گوشت شکار ہوا آپکو کہا تھا احرام مین ہیں یا کیا تھا (کہ نہ کھاؤ)
(۳)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
			مخفیات باب مدینۃ العلم علی المرتضی (صلی اللہ علیہ وسلم)	
(۱)	حدیث عدت حاملہ آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تہے +	حدیث عدت بخاری صفحہ ۸۰۲ مین اور ترمذی صفحہ ۱۵۳ ابوداؤد صفحہ ۳۱۵ نسائی صفحہ ۵۰ جلد ۲ اور مذہب جناب کا لمعات شرح مشکوۃ توضیح صفحہ ۴۱ قسطلانی صفحہ ۲۰۲ جلد ۸ مین اور کئی تفاسیر مین ہے	عن سبیعۃ قالت افتانی (ای النبی صلعم) اذا وضعت ان انکح - بخاری مختصراً) قال القسطلانی فی الشرح وھذا قد اجمع علیہ جمہور العلماء من السلف وائمۃ الفتوی فی الامصار - الا ما روی عن علی انہا تعتد ابعد الاجلین یعنی ان وضعت قبل الاربعۃ الاشہر تربصت الی انقضائہا ولا یحل بمجرد الوضع وان انقضت العدۃ قبل الوضع تربصت الی الوضع وبہ قال ابن عباس لکن روی عنہ انہ رجع عنہ	سبیعہ نے کہا مجہے آنحضرت نے فتوی دیا تہا کہ جب مین جنون تو نکاح کراون - یہہ بخاری مین ہے قسطلانی نے کہا - اسپر تمام علماء سلف اور فتوے کے امامون کا اتفاق ہے - بجز حضرت علی رض کے جنسے یہہ مروی ہے کہ عورت حاملہ جسکا خاوند مرجاوے دو عدتون سے بڑی عدت کو شمار کرے - یعنی اگر چار مہینے گذرنے سے پہلے بچہ جنے تو چار مہینے کو پورا کرے - اگر جننے سے پہلے چار مہینے گذر جائین تو جننے تک ٹہیرے - یہی قول ہے ابن عباس کا - ولیکن اونسے یہہ بہی مروی ہے کہ انہون نے اس قول سے رجوع کرلیا ہے -
(۲)	حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ اوسکو مہر دلانے کے قائل نہ تہے	مذہب جناب کا لمعات شرح مشکوۃ و ترمذی صفحہ ۱۴۶ مین ہے - و حدیث مہر سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۶ و نسائی صفحہ ۳۱ جلد ۲ و دارمی صفحہ ۲۹۰ مین بہی مروی ہے	عن ابن مسعود انہ سئل عن رجل تزوج امرءۃ ولم یفرض لہا صداقا ولم یدخل بہا حتی مات فقال ابن مسعود لہا مثل صداق نسائہا فقال معقل بن یسار قضی رسول اللہ (صلعم) فی بروع بنت واشق مثل ما قضیت (رواہ الترمذی) وقال العمل علی ھذا عند بعض اہل العلم من اصحاب النبی وغیرہم وقال بعض اہل العلم منہم علی ابن ابیطالب وزید وابن عباس وابن عمر لا صداق لہا - انتہی مختصراً	ابن مسعود سے سوال ہوا کہ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرکے بدون زفاف فوت ہوگیا ہے - اور مہر مقرر نہ تہا (اس صورت مین مہر دینے کا کیا حکم ہے؟) آپنے فرمایا اس عورت کو مہر مثل چاہئے - معقل بن یسار نے کہا - آنحضرت نے بروع بنت واشق کے حق مین ایسا ہی حکم فرمایا تہا - ترمذی نے کہا اسپر ہے عمل بعض صحابہ کا - اور کئی اصحاب نے (جنمین حضرت علی وزید وابن عباس وابن عمر ہین) کہا ہے کہ اسکے لئے مہر نہین -
(۳)	حدیث گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا آپنے [illegible] آنحضرت سے نہین سنی تہی	صحیح مسلم صفحہ ۹۱ جلد ۲ صحیح بخاری صفحہ ۴۳۵ و صفحہ ۵۰۵ و صفحہ ۹۹۶ و سنن اربعہ	عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سالت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان تقسم لہا میراثہا ما ترک رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ علیہ - فقال لہا ابوبکر ان رسول اللہ قال ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت	بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے ابوبکر سے بعد وفات آنحضرت کے تقسیم وراثت چاہی - جو آنحضرت پیچہے چہوڑ گئے اس مال سے جو اللہ نے انکو خالصہ دیا - ابوبکر نے کہا آنحضرت کا ارشاد ہے جو ہم چہوڑ جائین وہ سب فی سبیل اللہ ہے - اسپر حضرت فاطمہ ناراض ہوگئین اور حضرت ابوبکر سے کلام ترک کردی - اور ہمیشہ ترک کلامی رہی یہانتک

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ضمیمہ اخبار اشاعت امرتسر
۲ جون ۱۸۸۹ء

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۸۹ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

نمبر شمار	مضمون متعلقہ	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
	ورثہ دونوں حضرت دعوی میراث کرنے اور نہ حضرت سیدۃ النساء میراث نہ ملنے پر ناراض ہوتے۔		وفی حدیث مالک بن اوس ان عمر رضی قال لعباس وعباس جئتنی یا عباس تسئلنی نصیبک من ابن اخیک وجاء نی ھذا یرید علیا یرید نصیب امرءتہ من ابیھا فقلت لکما ان رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ (صحیح بخاری مختصراً باب فرض الخمس)	اور مالک بن اوس کی حدیث مین ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا کہ تم آئے میرے پاس اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگنے۔ اور یہہ یعنے علی آئے اپنی بیوی کا حصہ اسکے باپ کے مال سے چاہتے۔ پس مینے تمکو کہدیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہین۔ ہم جو کچھہ چھوڑ جاوین وہ سب فی سبیل اللہ ہے۔ کہ فوت ہوگئین۔
حاشیہ				**فان قیل** تخصیص بنی ھاشم وبنی المطلب یشعر بان لھم حقا وخصصاہ بمال لہ بال ما ترک النبی عن الطعام والاثاث وسلاح **قلنا اولا** بانہ تاویل مخالف لظاہر الالفاظ لیس بشیء حیث لم یطلب مال لہ بال من ارض خیبر وفدک **وثانیا** بکذبہ ما ذھب الیہ ابوبکر وعمر وسائر الصحابۃ کما قالہ النووی۔ **وثالثا** بتاویل بلا موجب حرام۔ ولا موجب ھھنا من عقل ولا نقل فتجویزہ بالنسبۃ الی النبی صلعم سوء ادب۔ **فان قیل** ھذا اعن تجویز عدم علمہ بما فی الباب کمثل من قوم الی مطر وقام تحت المیزاب۔ **فان قیل** قد عرف علی وابن عباس رضی اللہ عنہما ان سھم النبی صلعم لا یورث ما ترکنا صدقۃ **قلنا** المعروف بالعلم لا یلزم سماعھا عن النبی صلعم فلعلھما سمعاہ من الصحابۃ بعد وفاتہ صلعم وھو یورث بحسب القرائن **فان قیل** ان عباسا وعلیا لم یدعیا الارث بل طلبا القسمۃ للتدبیر والتصرف **قلنا** بانہ خلاف ما فھمہ عمر من کلامھما وھو اعلم بحالھما منا **کیف** وظاھرہ یشعر بکذبھما وھو یقتضی کفرھما لانہ انکار ما علم من الدین بالضرورۃ ولھذا قال العسقلانی بعد ذکر ما یتعلق بھذا الحدیث فی شرحہ للبخاری ما نصہ ویستفاد منہ ان من ادعی ان ابا بکر ظلمہ حقہ کان یمکن ان یقول یرید نصیبی من ابی افی ویقول ھذا یرید نصیبی من امرءتی واللہ اعلم۔ **فی الکل** ان ما تقدم من تسلیمھا علی سبیل الولایۃ ۲ **منہ سلمہ ربہ**

(۴)	مدینہ راقم ۱۲ جناب الہی آپ پر مخفی نہیں اسلئے آپنے ایک قوم مرتدین کو آگ مین جلا دیا۔	بخاری ص ۴۳۷ ج ۱ ترمذی ص ۱۰۱ ج ۱ ابوداود ص ۲۲۲ ج ۲ وغیرہ نسطرانی ص ۱۶۶ جلد ۵ وغیرہ ۱۲	ان علیا حرق قوما ارتدوا وھذا لا یسلم قبلہ ذلک ابن عباس رضی اللہ عنہ لئن کنت انا لقتلتھم لقول رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) من بدل دینہ فاقتلوہ ولم کن احرقھم لان رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) قال لا یعذب بعذاب اللہ فبلغ ذلک علیا فقال رحم اللہ ابن عباس	حضرت علی نے ایک قوم کو جو اسلام سے پھر گئی تھی جلا دیا۔ یہہ بات ابن عباس کو پہنچی تو اونہون نے کہا مین ہوتا تو انکو (یونہی) مار ڈالتا۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے۔ جو کوئی دین کو بدل دے اُسکو قتل کرو۔ لیکن آگ مین نہ جلانا۔ اسلئے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب سے عذاب نہ کرو۔ یہہ بات (ابن عباس) کی۔ حضرت علی کو پہنچی تو آپنے فرمایا کہ ابن عباس نے سچ کہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نمبر شمار	مضمون جسکو ثابت کرنا ہے	حوالہ کتب	عبارت بعض کتب	خلاصہ ترجمہ
	بعض عبارتیں نسبہ اقرار کیا تو پانچ		(ترمذی **باب** ماجاء فی المرتد)	(یہہ مضمون ترمذی کا ہے)
	اس اقرار سے ان		قال القسطلانی وانما حرقهم علی رضہ بالرای والاجتہاد وکانہ لم یقف علی النص فی ذلک قبل	قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے۔ کہ حضرت علی نے انکو اپنی اسے واجتہاد سے جلا دیا۔ گویا آپ کو اس فعل سے پہلے حدیث ممانعت نہ پہنچی تہی +
	اور یہ مضمون ابن عباس		—	
(۵)	حضرت خونبہا سے خاوند نے ورثہ نہ دلایا اور بہن نے کی بیشی آپس مین معاف کر دی تہی اسسے معلوم ہوتا ہے کہ معلوم ہونے	**لمعات** شرح مشکوۃ **دارمی** صفحہ ۴۰۰	نقل الطیبی عن علی رضہ انہ کان لا یورث من دیۃ الزوج الزوجۃ ولا اخوۃ من کلام (لمعات) عن عامر قال کان علی رضہ لا یورث الاخوۃ من الام ولا الزوج ولا المرءۃ من الدیۃ شیئا۔ (دارمی) وما روی عنہ قبلہ التوریث فہو محمول علی ما بعد العلم +	طیبی (شافعی محدث) نے علی مرتضی سے نقل کیا ہے کہ آپ خاوند اور جورو اور ماں کے طرف سے بہن بہایون کو خونبہاے کی ورثت نہ دلاتے + ایسا ہی دارمی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور جو اس سے پہلے ورثت دلانا نقل کیا ہے وہ حالت علم سے پیچھے ہوا محمول ہے۔
(۶)	حدیث صلوۃ توبہ آپ پر مخفی تہی حضرت ابوبکر نے آپکو بتائی +	جامع ترمذی صفحہ ۵۶۰ **رفع الملام**	وکذلک علی (بقولہ سمعت) قال کنت اذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا نفعنی اللہ منہ بما شاء ان ینفعنی منہ واذا حدثنی غیرہ استحلفتہ فاذا حلف لی صدقتہ وحدثنی ابوبکر وصدق ابوبکر وذکر حدیث صلوۃ التوبۃ المشہور (رفع الملام)	حضرت علی نے فرمایا ہے کہ مین آنحضرت سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے خدا تعالے جو چاہتا اس سے نفع پہنچاتا۔ اور جب مجھ کوئی اور حدیث سناتا تو مین اسکو قسم دیتا۔ پہر وہ قسم کہاتا تو مین وہ مانتا۔ اور مجھے ابوبکر نے حدیث سنائی اور سچ کہا۔ پہر حدیث صلوۃ توبہ کو جو مشہور ہے ذکر کیا +
(۷)	قربانی نہیے سے محروم نہ ہونے کی حدیث آپ پر مخفی تہی بشرح ہر ۱۲ انفحیات عمر فاروق +	حدیث **بخاری** **مسلم** **نسائی** مین ہے اور نیز آپکا قسطلانی مین	عبارت نمبر ۱۲ المخفیات عمر فاروق مین گذر چکی	ترجمہ بہی گذر چکا۔

عذر لتغییر طرز تحریر

راقم کہتا ہے کہ یہہ تفصیل مخفیات خلفاء اربعہ کے قلم مین آئی ہے۔ ایسے ہی اور صحابہ کے مخفیات کی تفصیل میرے خیال مین موجود ہے لیکن بالفعل اسکو نقوی رکہتا ہون۔ اور بجاے نقل عبارات معہ ترجمہ کے مجرد حوالہ کتب پر بقید صفحہ کتاب مطبوع کے اکتفا کرتا ہون۔ پہر اگر

ناظرین کو اس تفصیل کے شائق وطالب پاونگا - توکسے اور موقعہ پر یا بضمن رسالہ مستقلہ اس تفصیل کو قلم مین لاونگا - بالفعل طوالت تفصیل سابق نے مجھے ناظرین کے ملالت وتہکان سے ڈرا دیا ہے - اور میری قلم کو جولانی عرصہ تفصیل سے ہٹا دیا - ورنہ وہ ابہی نہ تہکا تہا - اور نہ خود بخود رکا تہا - ولیس ذلک لہ بخلق - واللہ سبحانہ المعین والموفق

مخفیات حبر ہذہ الامۃ وفقیہہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۱)	حدیث عدۃ حاملہ جسکا خاوند مرجاوے آپکو معلوم نہ تہی اسلئے آپ ابعد الاجلین کے قائل تہے بشرح نمبر اول از مخفیات علی مرتضے -	تیسیر الوصول بجامع الاصول ص ۳۲۳ جامع ترمذی ص ۱۵۳ سنن نسائی ص ۵۰ جلد ۲	ترمذی نے کہا یہہ حدیث (یعنی جسمین آپکا مذہب مذکور ہے) صحیح ہے +
(۲)	حدیث حرام ہونے گدہی کی آپ پر مخفی تہی جو صحیح حدیثون سے ثابت ہو چکی ہے -	حدیث حرمت بخاری ص ۸۲۹ مسلم ص ۱۴۹ جلد ۲ وغیرہ کتب مین موجود ہے - اور مذہب ابن عباس کا شرح مسلم ص ۴۹ مین - و بخاری مین بصفحہ ۸۳۰ و فتح الباری مین	فتح الباری مین ہے - کوئی صحابی بجز ابن عباس گدہے کو حلال نہین کہتا -
(۳)	حدیث اخیر ممانعت متعہ آپکو ایک وقت تک نہ پہنچی تہی - اسلئے آپ اسکو حلال کہتے -	حدیث ممانعت اخیر صحیح مسلم مین بصفحہ ۴۵۱ ہے - اور مذہب ابن عباس کا شرح صحیح مسلم ص ۴۵۰ و ہامش بخاری ص ۷۶۷ و ترمذی ص ۱۴۳ وغیرہ مین ہے +	ترمذی وغیرہ نے کہا کہ ابن عباس کو جب حدیث پہنچی تو اسنے اپنے قول سے رجوع کرلیا -
(۴)	ایکروپیہ کے بیع دو روپیہ سے جائز سمجھتے اور حدیث ممانعت آپکو معلوم نہ تہی - یہانتک کہ ابو سعید خدری نے ممانعت کی حدیث سنائی -	صحیح بخاری ص ۲۹۱ قسطلانی ص ۹۱ جلد ۴ صحیح مسلم ص ۲۷ جلد ۲	شرح صحیح مسلم اور قسطلانی مین ہے کہ جب آپکو حدیث ابو سعید پہنچی تو آپنے اپنے قول سے رجوع کیا +
(۵)	حدیث مہر مفوضہ آپ پر مخفی تہی بشرح نمبر ۲ مخفیات علی	سنن ترمذی ص ۱۴۶	حدیث ترمذی نمبر ۲ مخفیات علی مین گذر چکی -
(۶)	مسح موزہ کی حدیث آپ پر ایک مدت مخفی رہی اسلئے آپ مسح سے انکار کرتے - جب معلوم ہوئی تو کرنے لگے -	کتاب ابن ابی شیبہ محلی شرح موطا مین دونون امر آپ سے منقول ہین جنمین تطبیق اسطرح ہو سکتی ہے کہ قبل علم انکار تہا اور بعد العلم اقرار ہوا -	یہہ کتاب مطبوع نہین اسلئے نمبر صفحہ نہین لکہا گیا -
(۷)	قرءۃ رسول اللہ نماز ظہر وعصر مین آپکو معلوم نہ تہی -	سنن ابی داؤد ص ۱۱۶	اسمین آپکا صریح قول ہے کہ مین نہین جانتا کہ آنحضرت ظہر وعصر مین قرآن پڑہا کرتے یا نہین -
(۸)	قربانی بہیجنے سے محروم نہونے کی حدیث بشرح نمبر ۱۳ مخفیات عمر فاروق +	صحیح بخاری ص ۲۳۰ صحیح مسلم مع الشرح ص ۴۲۵ قسطلانی ص ۲۵۰	محرم ہو جانا یہہ کہ خوشبو لگانا - عورت کے پاس جانا - شکار کرنا - اور مثل اسکی افعال حرام ہو جاوین -

مخفیات عبداللہ بن مسعود رضؓ

جو بسبب کثرت ملازمت نبوی کے اہل بیت سے خیال کئے جاتے اور آنحضرت کے تکیہ و نعلین و کوزہ بردار تھے۔

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۱)	رکوع مین گھٹنے پکڑنے کی حدیث آپ پر مخفی رہی آپ دونون ہاتھ رانون مین دباتے جو سابق دستور تھا ؛	ترمذی ص۳۶ نسائی ص۹۰ ابوداؤد ص۱۰۸ صحیح ابن حبان قسطلانی ص۱۱۹ جلد۲ اور حدیث سنت نبوی صحیحین مین بھی ہے۔	قسطلانی نے کہا کہ شاید ابن مسعود کو حدیث نہ پہنچی ہوگی پھر اسکا مستبعد ہونا بھی کسی سے نقل کیا۔ پر سوا اسکے کچھ بن نہین پڑا۔
(۲)	حدیث تیمم جنب آنحضرت سے نہین سنی۔ عمار بن یاسر نے اپنا قصہ سنایا۔ تو اسپر یقین نہ آیا۔	بخاری ص۵۰ ترمذی ص۱۸ مسلم ص۱۶۱	عینی۔ نووی۔ ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مسعود نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے۔
(۳)	حدیث نہر مفوضہ (جسکی تشریح نمبر ۲ مخفیات مرتضی مین ہو چکی) آپنے آنحضرت سے نہ سنی اس مین اپنی رائے سے فتوے دیا۔ جب حدیث پہنچی تو بڑے خوش ہوئے۔	ترمذی ص۱۴۶ نسائی ص۳۱ جلد۲ ابوداؤد ص۲۸۰ دارمی ص۲۹۰ ص۱۴۷ حجۃ اللہ البالغہ	نسائی ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ اس مسئلہ مین لوگون نے ایک مہینہ تقاضا کیا آپ کچھ جواب نہ دیتے۔ آخر اجتہاد کیا تو یہہ فتوے دیا۔
(۴)	سنت فجر کے بعد داہنی کروٹ لیٹ جانا جو آنحضرت کے قول فعل سے ثابت ہے۔ آپ پر مخفی تھا۔ اسلئے آپ اس فعل پر انکار کرتے اور اسکو بدعت کہتے۔	فعل آنحضرت صحیح بخاری مین ص۱۵۵ اور اسباب مین آپکا ارشاد ابوداؤد ص۱۷۸ مین اور ابن مسعود کا انکار قسطلانی ص۳۷۶ جلد۲ بدعت کہنا عمدۃ القاری شرح بخاری مین ہے۔	حافظ امام رئیس الاسلام ابن حزم نے اس فعل کو بفحوائے ظاہر امر نبوی کے واجب کہا ہے۔ اور قسطلانی نے کہا ہے کہ انکار ابن مسعود اسپر مبنی ہے کہ آپکو آنحضرت کا ارشاد نہین پہنچا۔
(۵)	آخری حرمت متعہ کی حدیث آپ پر مخفی تھی اسلئے آپ اسکو حلال طیب کہتے۔ اور منع کرنیوالونکو یہہ آیت پڑھ سناتے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کے حلال طیب کو حرام مت کرو	حدیث صحیح مسلم مع الشرح مین ص۴۵۱ جلد۱ ہے اور قول ابن مسعود بخاری مین ص۷۵۹ ۶۶۴	قرطبی۔ نووی۔ قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن مسعود کے آیت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکو حلال جانتے اور نسخ سے بیخبر تھے۔ پھر جب انکو نسخ پہنچا تو اپنے قول سے رجوع کر لیا۔

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۰ جلد ۴
صیغۂ اخبار شحنۂ امرتسر
۹ مارچ ۱۸۷۸ء

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

مخفیات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

جو اتباع سنت پر ایسے شیدا ہوے کہ لوگ انپر تغیر عقل کا خوف کرنے لگے

قالہ الذہبی فی طبقات الحفاظ

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۱)	حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی نہی - آپنے سعد کو مسح کرتے دیکھا تو اسپر انکار کیا پس اونہون نے کہا کہ مدینہ جاؤگے تو اپنے باپ سے پوچھنا +	ابن ماجہ ص۷۷ موطا ص۱۲ زرقانی ص۷۳ محلی شرح موطا	زرقانی اور صاحب محلی نے کہا ہے کہ اِس سے معلوم ہوا کہ کبھی بڑے پرانے اصحاب پر ایسی کہلی باتین مخفی رہتی ہین جنکو اور لوگ جانتے ہین +
(۲)	حدیث مہر مفوضہ معلوم نہ تھی اسکے شرح نمبر ۲ مخفیات علی رض	ترمذی ص۱۴۶	عبارت بھی گذ چکی - ترجمہ بھی ہو چکا -
(۳)	حدیث فضیلت نماز جنازہ جسمین قیراط کی برابر اجر فرمایا ہے آپنے آنحضرت سے نسنی تھی ابو ہریرہ نے سنائی تو آپنے انکو متہم بسہو کیا - پھر عایشہ صدیقہ سے پوچھا اور اُنہون نے تصدیق کیا تو آپنے مان لیا اور افسوس کیا +	صحیح بخاری ص۱۷۷ قسطلانی ص۴۸۳ جلد ۲ مسلم مع الشرح ص۳۰۷	یہہ حدیث نسائی - ابوداؤد - ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے - نووی نے کہا ہے کہ اِس مین صحابہ کی رغبت طاعات مین اور افسوس اسپر جو اُنسے رہجاوے پایا جاتا ہے
(۴)	حدیث جواز غسل عورت کے بدون کہولنے بالون کے اُنکو معلوم نہ تھی - اِسلئے آپنے حکم دیا کہ عورت بال کہولکر نہائے - بی بی عائشہ نے فرمایا کہ یون کیون نہین کہدیتا کہ عورتین سر کو منڈوا دین - مین تو آنحضرت کے سامنے سر پر تین چلو ڈال لیتی تھی (یعنی بدون کہولنے بالون کے) +	صحیح مسلم ص۱۵۰ حجۃ اللہ البالغہ ص۱۴۷	حجۃ اللہ مین کہا ہے کہ یہہ حدیث عائشہ حضرت ابن عمر کو نہ پہنچی تھی امام نووی نے بھی نہ پہنچنا تجویز کیا ہے -
(۵)	آنحضرت کا خوشبو لگانا قبل احرام اُنکو معلوم نہ تھا اِسلئے آپ فرماتے کہ مین گندک مل لون تو بہتر ہے اِس سے کہ خوشبو ملون +	بخاری ص۲۰۸ مسلم ص۳۷۹ قسطلانی ص۱۲۱ جلد ۳ نسائی ص۲۴۳	بخاری و قسطلانی مین ہے کہ سعید بن جبیر نے ابراہیم نخعی کے پاس ابن عمر کا پرہیز کرنا خوشبو سے ذکر کیا تو اُنہون نے کہا کہ تو کیا کریگا قول ابن عمر کو جبکہ فعل رسول اِسکے خلاف ثابت ہے +

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۶)	حدیث جواز رخصت حائضہ بدون طواف وداع (جسکی شرح نمبر ۹ مخفیات عمر مین گذری) آپنے آنحضرت سے نہین سنی۔ اسلئے پہلے آپ منع کرتے جب بی بی عائشہ سے حدیث سن لی تو جائز کہنے لگے +	بخاری ص۲۳۷ شرح مسلم ص۴۲۷ قسطلانی ص۲۸۹ جلد ۳ نسائی طحاوی	قسطلانی نے کہا ہے کہ اِس حدیث کو ابن عمر نے آنحضرت سے نہین سنا۔ پہر نسائی و طحاوی سے اِسکی تائید لایا ہے جسمین اُنکا عائشہ سے یہہ حدیث نقل کرنا پایا جاتا ہے۔
(۷)	ایکروپیہ سے دو روپیہ کے بیع کی ممانعت کی حدیث آپنے حضرت سے نہ سنی تھی اسلئے آپ اسکو جائز کہتے +	صحیح مسلم مع الشرح ص۲۷ جلد ۲	نووی نے کہا ہے کہ حدیث ممانعت کی آپکو نہ پہنچی تہی جب پہنچی تو اُسکے طرف رجوع کیا +
(۸)	آنحضرت کا نماز اشراق پڑہنا آپکو معلوم نہ تھا۔ اسلئے آپ اُسکی نفی کرتے اور اُسکو بدعت بتلاتے +	بخاری ص۱۵۷ و ص۲۳۸ مسلم ص۴۰۹ قسطلانی ص۳۸۲ جلد ۲	عینی نے کہا ہے کہ ابن عمر کے نہ دیکہنے سے واقع مین نہ پڑہنا آنحضرت کا ثابت نہین ہوتا +
(۹)	آنحضرت کا ماہ رجب مین عمرہ نکرنا آپکے یاد سے جاتا رہا۔ اسلئے آپ فرماتے کہ آنحضرت نے رجب مین عمرہ کیا ہے۔ بی بی عائشہ نے اسپر انکار کیا تو آپ چپ رہے +	بخاری ص۲۳۹ مسلم ص۴۰۹ قسطلانی ص۳۰۰ جلد ۳	روایت سکوت ابن عمر مسلم مین ہے۔ نووی نے کہا انکے سکوت سے معلوم ہوا کہ آپکو اشتباہ یا شک یا سہو ہوگیا تھا +
(۱۰)	حدیث تیمم جنب آپ پر مخفی تھی +	رفع الملام جسکی عبارت بضمن مقدمہ بواسطہ ایقاف گذری	دوبارہ ذکر اسکا بنظر اتمام نمبر شمار کے ہوا

مخفیات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

جو حافظہ کے خزانہ تہے اور تمام اصحاب سے بڑہکر حدیث کی روایت کرنیوالے

(۱)	آنحضرت کا بحالت صیام فجر تک جنبی رہنا آپ پر مخفی تھا۔ اسلئے آپ حکم دیتے کہ جسکو جنبی رہکر فجر ہوجاے اُسکا روزہ نہین +	بخاری ص۲۵۸ مسلم ص۳۵۴ قسطلانی ص۴۱۸ جلد ۳ موطا ص۸۷	نووی و قسطلانی نے کہا ہے۔ جب ابوہریرہ کو حدیث پہنچی تو اپنے قول کو چہوڑ دیا +
(۲)	حدیث مسح موزہ آپ پر مخفی تہی۔ اسلئے آپکا اِس سے انکار تہا۔ جب حدیث پہنچی تو قائل ہوگئے +	محلی شرح موطا	اسمین اقرار و انکار دونون منقول ہین۔
(۳)	حدیث لاعدوی یعنے مرض سے مرض لگ نہین جاتا۔ آپکو بعد علم بہول گئے +	صحیح مسلم ص۲۳۰ جلد ۲ ابوداؤد ص۱۹۰ جلد ۲	ابوسلمہ شاگرد ابوہریرہ نے کہا ہے کہ ہم نہین جانتے کہ ابوہریرہ سوا اسکے اور کوئی حدیث بہولی ہون +

مخفیات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلعم

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۱)	آنحضرت کا موزہ پر مسح کرنا آپ کو معلوم نہ تہا - شریح نے پوچہا تو آپ نے اُنکو حضرت علی و ابن عباس کے طرف بہیجا +	مسلم ص۱۳۳ ابن ماجہ ص۔ نسائی ص۱۳ مخلی شرح موطا	مخلی مین ہے کہ ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مجہے اسکا علم نہین +
(۲)	آنحضرت کا ایک موقع پر بحالت قیام پیشاب کرنا آپکو معلوم نہ تہا آپ فرماتین کہ جو کوئی تمکو یہہ بات کہے اسکی مت مانو +	ترمذی ص۳ اور فعل آنحضرت کا بخاری ص۳۶ مین ہے -	ابن حبان نے کہا وہ موقع ایسا تہا کہ اسجگہہ ایک تو وہ میلا کچیلا تہا آگے سے اونچا پیچہے سے نیچا - بیٹہنی کی وہان جگہہ نہ تہی - اور کہتے ہین - اور کوئی عذر بہی نہ تہا +
(۳)	یہہ حدیث کہ میت کو گہر والون کے رونے سے عذاب ہوتا ہے - آپنے آنحضرت سے نہ سنی تہی اسلئے آپ حضرت عمر راوی حدیث کو منسوب بخطا کرتین	بخاری ص۱۷۲ وغیرہ	میت کو دوسرے کے رونے سے عذاب تب ہوتا ہے جب کہ وہ یہہ طریق جاری کر گیا ہو اور اُسکو پسند رکہتا مرا +

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

(۱)	حدیث جواز خفت حائضہ بدون طواف رخصت آپکو معلوم نہ تہی اسلئے آپ حکم دیتے کہ بدون طواف وہ عورت نجاوے +	بخاری ص۲۳۰ مسلم ص۴۲۷	صحیح مسلم مین ہے کہ ابن عباس سے آپکے اس [illegible] آپکو تعجب ہوتی تو انکی بات کو مان گئے +
(۲)	مہر مفوضہ کی حدیث بشرح نمبر ۲ مخصیات مرتضی علیہ السلام +	ترمذی ص۱۴۶	عبارت اسکی گذر چکی

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ

(۱)	پوتی کا حصہ بیٹی کے ساتہہ آپکو معلوم نہ تہا اسمین حدیث کے خلاف فتوی دیا - ابن مسعود کی حدیث پہنچی تو بولے اسکے ہوتے مجہسے فتوی نہ پوچہا کرو +	صحیح بخاری ص۹۹۷ قسطلانی ص۴۷۵ جلد ۹	قسطلانی نے کہا - قول ابو موسی اس بات کی طرف مشعر ہے - کہ انہون نے اپنے قول سے رجوع کیا اور اسحدیث کو ابو داؤد - نسائی - ابن ماجہ بہی لائے ہین +
(۲)	حدیث بول بحالت قیام آپکو معلوم نہ تہی اسلئے آپ چھینٹون کے خوف سے شیشے	بخاری ص۳۶	اگر حدیث جانتے تو یہہ خلاف نکرتے اسسے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ چھینٹین گہ[illegible]

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	مین پیشاب کرتے +		پر جاوین تو معاف ہین چنانچہ عینی و قسطلانی نے کہا ہے۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

(۱)	آپ پر محرم کا سر کو دھونا مخفی تھا ابن عباس سے اِس مسئلہ مین جھگڑے۔ جب حدیث ملی تو قائل ہو گئے +	بخاری ص۲۴۸ موطا ص۱۲۵ قسطلانی ص۳۵۷ جلد ۳	قسطلانی نے کہا کہ جب مسور کو حدیث ایوب کی پہنچی تو ابن عباس سے کہنے لگے کہ پھر مین تمسے کبھی نہ جھگڑونگا +

ذنابۃ المقصد الاوّل

جسمین بعض مخفیات تابعین و ائمہ مجتہدین کا طرداً و تبعاً ذکر ہے

عروۃ بن الزّبیر رضی اللہ عنہ

(۲)	آپ پر صلوۃ الکسوف کی ایک رکعت مین ایک رکوع کرنیکی حدیث مخفی تھی اسلئے اُنہون نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی نماز کو جسمین ایک ایک رکوع تھا۔ خلاف سنت کہا +	بخاری ص۱۴۲	صلوۃ الکسوف کی نماز مین ایک ایک رکعت مین ایک ایک رکوع بھی ثابت ہے۔ اور دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ بھی پائے گئے ہین۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما

(۳)	آپ پر سجدہ سورہ انشقت کا مخفی تھا۔ حضرت ابوہریرہ کو کرتے دیکھا تو اسپر انکار کیا	بخاری ص۱۴۶	قسطلانی نے کہا کہ جب ابوہریرہ نے حدیث سنائی تو پھر آپنے کچھ جھگڑا نہ کیا +

عکرمہ تلمیذ رشید ابن عباس رضی اللہ عنہما

(۴)	آپ پر سنت عدد تکبیرات نماز جو رکوع و سجود و قیام کے وقت ہوتے ہین مخفی تھی جب ابوہریرہ کو مکہ مین تکبیرین کہتے دیکھا تو انکو واحق بنایا۔ پس ابن عباس نے کہا کہ یہ تو سنت ہے +	بخاری ص۱۰۸	ابوہریرہ کا نام اس قصہ مین طحطاوی نے ذکر کیا ہے اور قسطلانی نے نیز۔

(باقی آیندہ)

ضمیمہ اخبار صفیر امرتسر نمبر دہم

۱۶ مارچ سنہ ۱۸۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون متعلقہ استفتا مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی سنہ ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	آپ پر جواز خوشبو لگانیکا بعد کنکر مارنے جمرۃ العقبہ کے مخفی تھا - والد نے پوچھا تو اُسکو منع کیا +	فتوی سالم موطا ص۱۲۷ مین ہے - اور التحفرت کا خوشبو لگانا بخاری مین ص۲۳۶ وغیرہ	قسطلانی کہا کہ نسائی کی حدیث مین ہے کہ جب تم کنکر مار چکو تو تمکو سوائے مباشرت سب کچھہ حلال ہے +

عبید بن جریج رضی اللہ عنہما

(۱)	آپ پر چار سنتین آنحضرت کی مخفی تھین ابن عمر کو کرتے دیکھا تو انپر انکار کیا (۱) رکن یمانی و حجر اسود کو خاصکر مس کرنا یا بوسہ دینا	بخاری ص۲۸ وغیرہ موطا ص۱۲۸	ابن عمر نے یہہ چارون فعل التحفرت کی طرف نسبت کئی - اور اِس حدیث کو مسلم - ابو داؤد - نسائی - ابن ماجہ بھی لائے ہین -
(۲)	(۲) بالون سے صاف چمڑیکا جوتا پہننا -		
(۳)	(۳) زردی کا خضاب کرنا -		
(۴)	(۴) آٹھوین تاریخ حج کا احرام باندہنا -		

ھند بنت الحارث رضی اللہ عنہا

	اسپر حدیث مستحاضہ کی چھپی رہی - اسلئے بوقت استحاضہ نماز نہ پڑہتے اور روتی رہتی +	حجۃ اللہ ص۱۴۷ مسلم ص۱۵۱	استحاضہ اُس خون کو کہتے ہین کہ عورتونکو بدون مقرر ایام حیض و نفاس کے مرض کے طور پر جاری رہتا ہے +

ضحاک بن قیس رحمہ اللہ

	آپ پر آنحضرت کا تمتع کے واسطے ارشاد مخفی تھا - اسلئے کہ آپ کہتے کہ یہہ کام وہ شخص کرتا ہے جو حکم الٰہی سے جاہل ہوتا ہے +	قول آپکا موطا ص۱۳۳ مین ہے - اور ارشاد و پسند کرنا آنحضرت کا تمتع کو بخاری مین ص۲۱۳ مسلم ص۳۹۶	سعد نے ضحاک کو کہا کہ تم جو کہتے ہو بُرا کہتے ہو - یہہ کام حضرت نے کیا اور ہمنے بھی اُنکے ساتھہ +

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	انپر سنت فجر کے بعد لیٹ جانے کی حدیث مخفی تہی - اِسلئے اسکو شیطان کا لیٹنا کہتے - نعوذ باللہ من ذلک +	قسطلانی ص۳۷۶ جلد ۲ عینی برہامش بخاری ص۱۵۵	قسطلانی نے کہا کہ اسکا اِس فعل کو شیطان کا لیٹنا کہنا اسپر محمول ہے کہ اسکو حدیث نہین پہنچی (ورنہ فعل رسول کو عمداً فعل شیطان کہنے سے ایمان کہان رہتا ہے)

امام دار الہجرہ مالک بن انس رضہ

جنکو آنحضرت کے آثار و اخبار بواسطہ اولاد مہاجرین و انصار پہنچی اور وہ دین کے گہرین نشو و نما پاے

(۱)	چھہ روزہ شوال کی حدیث آپکو معلوم نہ تھی آپ انکو اہل جہالت و اہل جفا کے زیادتی کہتے +	قول آپکا موطا ص۹۸ مین ہے - اور حدیث صحیح مسلم ص۳۶۹ اور زرقانی شرح موطا ص۱۲۷ جلد ۲ مین ہے	زرقانی نے کہا ہے کہ آپکو حدیث نہین پہنچی -
(۲)	کیلئے صوم [illegible] رکھنے کی ممانعت مین جو حدیث وارد ہے - آپکو نہین پہنچی - آپ صاف کہتے کہ ہمنے کسی سے اسکی ممانعت نہین سنی بلکہ بعض اہل علم کو روزہ رکھتے دیکھا ہے +	قول آپکا موطا ص۹۸ مین ہے اور حدیث ممانعت بخاری ص۲۶۶ مسلم ص۳۶۱ مین ہے	نووی نے کہا ہے کہ امام مالک معذور تہے اِسلئے کہ انکو حدیث نہین پہنچی - داؤدی مالکی نے کہا ہے کہ اگر یہہ حدیث امام مالک کو پہنچتی - وہ اسکا خلاف نکرتے - ایسا ہی کہا ہے زرقانی سے شرح موطا مین +
(۳)	محرم کے واسطے بحالت ناموجودگی تہہ بند کے پاجامہ کی اجازت مین جو حدیث صحیح ہو چکی ہے آپکو معلوم نہ تھی - آپ فرماتے ہمنے کسی سے نہین سنا کہ اِسکے لئے اجازت یا استثناء آئی ہو +	آپکا قول موطا ص۱۲۶ مین ہے - اور حدیث اجازت بخاری مین ص۲۴۹ مسلم ص۳۷۳	محلی شرح موطا اور قسطلانی مین ہے کہ یہہ حدیث مالک کو نہین پہنچی +
(۴)	گیہون اور جو کے بیع مین کمی بیشی جائز ہونے کی حدیث آپکو معلوم نہین ہوئی - اِسلئے آپ اینن کمی بیشی جائز نہ رکہتے اور انکو ایک جنس سمجہتے +	قول آپکا موطا ص۲۶۶ مین ہے اور حدیث جواز صحیح مسلم مع الشرح ص۲۵ و ص۲۶ جلد ۲ سنن ابی داؤد ص۱۲۰ جلد ۲ نسائی ص۱۶۲ جلد ۲	اِس قول کے صریح حدیث کی مخالف ہونے سے بعض اہل ظاہر نے جوش مذہبی اور حمیت دینی سے امام مالک کو بُرا بہی کہا ہے - چنانچہ زرقانی نے شرح موطا مین اِس سے نقل کیا - القط فقد من مالک فانہ اذا رمیت لہ لقمتان احدہما شعیر فانہ یذہب عنہا

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	راقم کہتا ہے جنے وہ مخفیات امام مالک کے ذکر کئے ہین - جنکا مخفی رہنا انپر انکے اقوال سے ثابت ہے - رہی وہ مخفیات جو انکے عمل و خلاف نصوص کرنے سے ہوتے ہین - سو بہت ہین - ازانجملہ حدیث مدت مسح موزہ - ازانجملہ نہی صیام دہر - ازانجملہ حدیث نہی خوشبو لگانے کی محرم متوفی کو - ازانجملہ حدیث صعب بن جثامہ جسمین یہہ ذکر ہے کہ اسنے گوشت کا ٹکڑا آنحضرت کے طرف بھینکا نہ یہہ کہ وہ زندہ جانور تہا - ولیکن انکی تفصیل ذکر و حوالہ سے ہم قلم کو روکتے ہین اور تفصیل سابق پر اکتفا کرتے ہین -		عنہا و یقبل علی لقمۃ البر - **ترجمہ** یہ امام مالک سے زیادہ سمجھدار ہے کیونکہ جب اسکو دو لقمے پہینکے جنمین ایک جو کی روٹی کا ہو - تو وہ اسکو چھوڑ کر گیہون کے ٹکڑے کی طرف جائیگی - اور **عبد الحمید صائغ** سے نقل کیا ہے انہ خلفہا المشی الی مکۃ لیخالفن مالکا فی المسئلۃ - **ترجمہ** اسنے قسم کہائی کہ مین امام مالک کے اس مسئلہ مین مخالفت کرونگا ورنہ کعبہ تک چلتا جاؤنگا - زرقانی ص ۱۲۴ جلد ۲

امام محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ

انکو کئی احادیث پہلا نہین پہنچین - اور کئی بسند صحیح نہین پہنچین - اگرچہ بسند ضعیف پہنچ گئین

(۱)	حدیث صلوۃ الخوف جسمین یہہ ارشاد ہے کہ رکعت اولے صف ثانی کی محافظت کرے آپ پر مخفی نہی آپ فرماتے صف اول رکعۃ اولے مین محافظت کرے - اسلئے ایجاد شافعیہ نے اس مسئلہ مین اتباع شافعی کا چہوڑ دیا ہے اور صاف کہدیا کہ امام شافعی کو یہہ حدیث نہین پہنچی یا وہ بہول گئے	**دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب** ص ۲۹۴ اور حدیث صلوۃ الخوف **صحیح مسلم** ص ۲۷۸	شرح عمدہ مین ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ غزالی نے کتاب وسیط مین شافعی کا اس مسئلہ مین اتباع کیا ہے - ولیکن انکی طرف سے عذر بھی کیا گیا ہے کہ بوقت تصنیف وسیط انکو یہہ حدیث نہین پہنچی -
(۲)	کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے کی ممانعت کی حدیث انکو معلوم نہین ہوئی - اسلئے آپ اسکو جائز بتلاتے - انکی اتباع سے بیہقی وغیرہ نے انکا خلاف کیا اور کہا اگر شافعی کو یہہ حدیث پہنچتی تو وہ بہی اسکے قائل ہوجاتے -	**عقد الجید** ص ۱۰۱ **للشیخ الاجل الدہلوی** **شرح مسلم** ص ۱۹۳ جلد ۲	بیہقی نے شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ مینے اسکی ممانعت مین آنحضرت کی کوئی حدیث نہین پائی بجز اسکے کہ حضرت علی نے کہا ہے کہ مجہے آنحضرت نے منع کیا ہے - مین یہہ نہین کہتا کہ تمہین بہی منع کیا ہے +
(۳)	حدیث بریدہ جو مسلم مین اوقات صلوۃ مین مروی ہے انکو سند صحیح سے نہین پہنچی اسلئے آپ اسمین متوقف رہے - جب اوروں کو اسکی صحت ثابت ہوئی تو انہون نے اسکی طرف رجوع کیا +	**عقد الجید** ص ۱۰۱	حدیث بریدہ مسلم مین بصفحہ ۲۲۳ ہے

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
(۴)	حدیث بروع بنت واشق جسکا ذکر نمبر ۲ مخفیات مرتضی مین گذرا آپکو بسند صحیح نہین پہنچی - اسلئے آپ اسمین کہتے کہ اگر یہہ حدیث صحیح ہوجاوے تو اسکے سامنے کسیکی بات کچھہ سند نہین	عقد الجید ص ۱۰۰ منہج شعرانی میزان شعرانی ص ۶۶	عقد الجید مین حاکم کے بعض مشائخ سے نقل ہے کہ اگر مین شافعی کے پاس حاضر ہوتا تو اسکے ساتھیون کے سر پر کہڑا ہوکر کہتا کہ حدیث صحیح ہوچکی ہے اب آپ اسکے قائل ہو +
(۵)	حدیث صلوۃ مستحاضہ جسکا ذکر ہند منت الحارث کے ذیل مین گذرا ہے بہ سند صحیح آپکو نہین پہنچی - اس لئے آپ فرماتے کہ اگر یہہ حدیث صحیح ہوجاوے تو مین اسکا قایل ہون اور یہہ ہمکو قیاس سے پیاری لگے -	دراسات اللبیب ص ۷۳ منہج شعرانی میزان شعرانی ص ۶۶	

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالی عنہ

(۱)	حدیث من مس ذکرہ فلیتوضا - یعنے جو اپنے شرمگاہ کو ہاتہہ لگاوے وہ پہر وضو کرے آپ پر مخفی تہی اسلئے آپ شرمگاہ کو ہاتہہ لگ جانے سے وضو ٹوٹنے کے قایل نہ تہے	حدیث ترمذی ص ۱۳ ابوداؤد ص ۲۲ وغیرہ کتب مین ہے - اور آپ کا مذہب کتب فقہ اور موطا امام محمد ص ۴ مین ہے -	شعرانی نے میزان ص ۴۰ مین کہا ہے کہ اگر امام ابو حنیفہ یہہ حدیث پاتے تو اس کے قایل ہوجاتے - اور اس کو اہل عافیت پر محمول کرتے -
(۲)	حدیث اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما - یعنے جب کوئی تم مین سے جمعہ کے دن اس حالت مین آوے کہ امام خطبہ پڑہ رہا ہے تو دو رکعتین مختصر سی پڑہ لین - آپ پر مخفی تہی - آپ کہتے جب امام نکل آوے تو پہر کوئی نماز نہین -	حدیث صحیح مسلم ص ۲۸۷ مین ہے اور آپ کا قول ھدایہ ص ۱۵۱ وغیرہ کتب فقہ مین ہے -	نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے لا اظن عالما یبلغہ الا لفظ صحیحا فیخالفہ - یعنے مین گمان نہین کرتا کہ کسی عالم کو یہہ لفظ صحیح ہوکر پہنچین تو پہر وہ اسکا خلاف کرے - دراسات مین کہا ہے کہ نہ پہنچے کے لفظ سے ابو حنیفہ وغیرہ کی طرف سے عذر بیان کیا ہے کہ ان کو یہہ حدیث نہین پہنچی چنانچہ قبل اسکے ذکر ابو حنیفہ وغیرہ اور انکے خلاف کا اسکا موقع
(۳)	آنحضرت کا استسقا یعنے طلب بارش کے وقت دو رکعت نماز پڑہنا اور چادر کو الٹانا آپ کو معلوم نہین ہوا اسلئے آپ کہتے کہ اس مین کوئی نماز نہین	حدیث نماز استسقا صحیح مسلم مین ص ۲۹۳ صحیح بخاری مین ص ۱۲۹ اور مذہب جناب کا ہدایہ ص ۱۵۶ و موطا محمد ص ۴۴ وغیرہ مین ہے -	قسطلانی نے شرح بخاری کے ص ۲۷۸ مین بعد ذکر اس موقع کے جسمین آنحضرت نے فقط دعا پر اکتفا فرمایا ہے کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے اس حدیث سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے کہ استسقا مین نہ نماز ہے نہ چادر

تصحیح

ضمیمہ نمبر ہفتم مین جو صحت نامہ چہپا ہے - اسمین بہی چند غلطیان ہوگئی ہین ناظرین اسکو درست کرلین - غلطی نمبر ۲ کی تصحیح مین ص ۲۳ جلد ۲ لکہا گیا ہے - وہ ص ۳۳ جلد ۲ ہے اور غلطی نمبر ۳ مین جو نمبر مضمون (۵) لکہا گیا ہے وہ صحیح نمبر (۱) ہے اور خود ضمیمہ ہفتم کے ص ۲۷ مضمون نمبر ۱۴ کالم ۲ - سطر ۴ ص ۵ لکہا گیا ہے وہ صحیح ص ۸۶ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اپنے چون جواب کا جواب ہی جن کو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	نہین ہی اور نہ چادر کا الٹانا۔ صرف دعا ہی		الٹانا و لعلہ لم یبلغہ الاحادیث المصرحۃ بذلک۔ یعنی شاید آپ کو وہ حدیثین نہین پہنچین جنمین صاف نماز و چادر الٹانیکا بیان ہی
۴	سجدہ شکر آنحضرت سی حدیث مین ثابت ہی آپ اسکو مکروہ بتلاتے۔ حدیث آپکو معلوم ہوتی تو یہ لفظ نہ کہتے۔ مکروہ کہنی کی وجہ آپکے مختارون نے یہ بیان کی ہی کہ نعمتین الٰہی بیشمار ہین پس کسکس نعمت کے شکر کے تکلیف لوگونپر ڈالین	احادیث سجدہ مشکوۃ ص ۱۲۳ مین ہین۔ اور آپکا قول اور آپکے وکیلونکے استدلال حاشیہ پر	یہ وجہ استدلال ایسے ہی جسکو کوئی ادنی ذی علم بھی مانے۔ یہ بزرگوار اتنا نہین سمجھی کہ سنت مین تکلیف کہان ہوتی ہی۔ باوجود وعدہ ثواب اسکے فعل اور اسکی ترک کا مکلف مختار ہوتا ہی علاوہ مشہور ہے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنی جو سبھی ہاتھ مین نہ آوی وہ سبھی چھوڑا نجاوی
۵	حدیث رفع الیدین (جو آجکل متنازع فیہ ہی جسکی صحت آپکے پیچھے متفق علیہ ہوگئی ہی) آپکو بسند صحیح نہین پہنچی۔ اس لئے جب آپکے پاس کسی نے حدیث رفع یدین (جسکی سند پر آپکو اعتماد و وثوق نہوا) پیش کی تو آپ اسپر بطور ظرافت معترض ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ فعل کرنیوالا گویا اڑنا چاہتا ہے (یعنے ہاتھ مارتا ہی کہین اُریگا)	حدیث صحاح ستہ وغیرہ مین ہی۔ اور آپکا یہ طعن و انکار ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہی اور اسکو خوارزمی اپنی مسند مین (جسکو حنفیہ اپنے دل کی تسکین کے لئے مسند ابو حنیفہ کہتے ہین) نیز لایا ہی	مسند خوارزمی کو مسند ابو حنیفہ کہنا ایسا ہی۔ جیسا کوئی کتاب زلیخا مین شیخ سعدی کا کوئی قول منقول دیکھکر کہدی ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ یا کسی حدیث کی کتاب مین کسی صحابی کی مسندات و مرویات کو دیکھکر اس کتاب اُس صحابی کی تصنیف کہنی لگی۔ کما قالہ الشیخ عبد العزیز الدہلوی فی البستان ص ۳۰
۶	حدیث تقسیم غنیمت جسمین یہ ذکر ہی کہ آنحضرت نے گھوڑی کے دو حصے دئی اور اُسکی سوار کا ایک حصہ بسند صحیح امام کو نہین پہنچی اسلئے آپ نے اسکو خلاف عقل سمجھکر نہین مانا اور کہا کہ مین گھوڑی چارپایہ کو مسلمان پر ترجیح نہین دیتا اور اگر حدیث صحیح سند سے پہنچ جاتی تو کبھی اسکے سامنے اپنا قیاس	حدیث قسمت بخاری ص ۴۰۱ مین ہی اور مسلم ص ۹۲ جلد ۲۔ اور قول امام صاحب کا قسطلانی ص ۸۶ جلد ۵ اور تاریخ بغداد مین جسکی نقل مسند خوارزمی مین بھی ہی	اکثر حنفیہ نے ابو حنیفہ رح کا اس مسئلہ مین یہ تمسک بیان کیا ہی للفارس سہمان وللرجل سہم قسطلانی نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہی کہ اس حدیث کے یہ معنی ہین کہ گھوڑی کے سبب سے سوار کے دو حصہ ہین سوای اُس حصہ کے جو اسکی ذات کے لئے ہی چنانچہ ابو داؤد کی روایت مین صاف آچکا ہی کہ گھوڑی کے دو حصے اور آدمیکا ایک

نمبر شمار	مضمون مخفیات	حوالہ کتب	کیفیت
	پیش نکرتے کہ ھو الظن الحسن بجذبہ		تو سوا کے لئے دین ہوتی۔ اگر یہ حدیث امام کو پہنچتی تو ضرور اس حدیث کو جو انکی طرف سے انکے وکیل پیش کرتے ہین اسکے تابع کرتے یا اور اسکے سامنے قیاس پیش نکرتے
۷	حدیث خرص تمر یعنی کھجور کے پھلونکا ندازہ کرنا کہ کسقدر ہین پھر ایک ۱/۳ تہائی۔ یا چوتھائی ۱/۴ چھوڑ کر باقی معاملہ لینا۔ جیسے ہندوستان مین معاملہ زمین مین قدیم رواج تھا آپ پر مخفی تھی اسلئے امام فرماتے کہ خرص کچھ چیز نہین۔ اور آپکے وکیلون نے تو اسکو سود و قمار ہی مین داخل کر دیا۔ اگر آپ کو حدیث آنحضرت پہنچتی تو اسکی نسبت یہ لفظ نہتے اور نہ وکیلونکو اس جرأت کی ضرورت پڑتی	حدیث خرص ابو داؤد ص ۴۲۲ وغیرہ وغیرہ اور بخاری ص ۳۰۰ اور مسلم ص ۲۰۰ جلد ۲ وغیرہ مین بھی اسکا ذکر ہی۔ اور آپکا قول کہ الخرص لیس بشئی معمول بہ ہی مؤطا مین	خطابی نے کہا ہی کہ خرص آنحضرت کا معمول رہا اور آنحضرت ابوبکر و عمر کا۔ کوئی صحابی اسکا منکر نہین اور نہ کوئی تابعی بجز شعبی کے۔ پس حضرات حنفیہ کے نزدیک یہ سب اکابر گویا قمار باز و سود خوار گذرے نعوذ باللہ من ذالک۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ بڑی بات ہی جو انکے چھوٹے منہ سے نکلتی ہی۔ یہ بجز جھوٹ کچھ نہین کہتے

ا سے کتنا ہی یہ حنفیات مخفی نہ ہون بطور تمثیل ذکر کئے ہین۔ ورنہ اکثر مسائل حنفیات نہین کہلا سکتے ہون۔ اور اس دعوے پر کہ کوئی مسئلہ حنفیات مین سے ہو اور وہ خلاف عامۂ ان سنتہ نہ ہو۔ اور اس پر کوئی حدیث صحیح نہ ہو۔ ہرچند ہم نے بہت احادیث کا تتبع کیا ہی لیکن ایسا مسئلہ ہمکو نہین ملا۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو ہمکو مطلع فرمائین ہم اسکو بسر و چشم قبول کرینگے۔ پھر میزان کبریٰ ص ۶۳ مین ہی وکان ابو حنیفۃ رحمہ اللہ یقول ھذا ای قولی ھذا رای ابی حنیفۃ وھو احسن ما وجدت من قبلی من الرای فمن جاء باحسن منہ فھو اولی بالصواب ایسا ہی شیخ عبد الحق دہلوی نے تحصیل التعریف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین نقل کیا ہی۔ الفاظ اسکے یہ ہین انہ کان یقول ھذا الذی نحن علیہ رای لا نجبر علیہ احدا ولا نقول یجب علی احد قبولہ فمن کان عندہ احسن منہ فلیات لنقبل

حاشیہ اختیار ہے اس حوصلہ بخش آزمایش کا

ہ امام صاحب کی وصیت ہی کہ جسکو ہمارے مذہب کی کوئی بات اس سے بہتر ملے وہ اسکو قبول کرے۔ اور یہ بھی آپ ہی کا قول ہی کہ جو بات کہو تو ہماری کتاب سے پہلے ہمکو دکھاؤ

اور انکی وقت مین جمع ہونے کتب حدیث کا اتفاق نہین ہوا۔ پس جو کچھ کوفہ مین بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا سو ہوا۔ اور جو رہ گیا سو رہ گیا۔ اور یہی سبب ہے کہ امام مالک کو فقط مدینہ مین رہنے کے سبب بہ نسبت امام شافعی رح و احمد بن حنبل رح کے حدیث کم پہنچی ہے۔ انکو بھی اتفاق سفر کم ہوا ہے۔ اور ان دونو صاحبونکو بہت۔ اور چونکہ مسکن امام مالک دار الہجرۃ اور ملجای و ماوای اسلام و مشہد و مزار مسلمین آفاق تہا اسلئے انکو بہ نسبت ابو حنیفہ کی حدیثین زیادہ پہنچین۔ اور کوفہ چونکہ ایسا نہ تھا اسلئے ان سے بہت حدیثین رہ گئین۔ علاوہ بران امام ابو حنیفہ کو تفقہ و استنباط کیطرف بہت توجہ تھی۔ اور سماع و درس حدیث کیطرف کم اور یہی وجہ ہے کہ فقہ و اجتہاد انکا شہرہ آفاق ہے۔ اور حدیث کے دفتر مین انکا نام نہین۔ صحاح ستہ کو اول سے آخر تک دیکھ کے تو انکی روایت کا نام نپاؤ گے بجز ایک جگہہ کے **کتاب علل ترمذی** مین کہ وہان انکا ذکر ہے۔ سو بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونیکی انسے نقل ہے۔ باقی بالخیر۔ **بخلاف بقیہ ائمہ ثلاثہ** کے کہ انمین سے امام مالک و امام احمد کے روایات تو ان سب کتب مین موجود ہین۔ اور امام شافعی کے روایات سوای صحیحین کے سنن اربعہ وغیرہ مین پائی جاتی ہین۔

اور انکی یہ **قلت حدیث** انکی تقوی و ورع و دیانت و امامت و فقہ و اجتہاد مین خلل انداز نہین ہے اور نہ کسیطرح سے انکی جناب مین طعن یا سوء ظنی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اسلئے کہ جیسے تبحر و کثرت حدیث ایک دینی کمال ہے ایسے ہی تفقہ و اجتہاد بھی دینی کمال۔ اور سلف مین بہت ایسے امام ہوئے ہین جو ایک فن مین کمال رکھتے اور دوسرے مین ویسے ماہر نہ تھے چنانچہ ملخص طبقات ذہبی سے ضمیمہ نمبر ۴ مطبوعہ ۲۵۔ اگست ۱۸۷۷ء مین گذر چکا ہے۔ **اب مین ان دعاوی** کی تصدیق کے لئے اقوال علماء نقل کرتا ہون۔ اور ہر ایک بات پر حنفیہ وغیرہ کی شہادتین پیش کرتا ہون۔ تاکہ ہماری الٹی سمجھ والے حنفی بہائی میری ان باتونکو (جو انکی برارت و حمایت کے لئے تہمت مخالفت حدیث سے کہی ہین) الٹا طعن و اہانت نہ سمجھنے لگین اور **میری حسن ظنی** کو جسپر خدا گواہ ہے وکفی بہ شہیدا سوء ظنی نہ خیال کر بیٹھین۔ بلکہ بمعائنہ اقوال علماء کے یہ جان لین۔ کہ یہ باتین سراسر حسن ظنی پر مبنی ہین۔ اور امام ابو حنیفہ رح کو طاعنین کی اس تہمت سے کہ امام ابو حنیفہ رح عمدا خلاف حدیث کا کرتے اور حدیث کے ہوتے قیاس کو عمل مین لاتے بری کرتے ہین ورنہ وہ لوگ یہ باتین امام کے حق مین کیون کہتے اور انکی طرف سے یہ عذرات کیون کرتے **پس سنا چاہئے کہ امام شعرانی** (جنہون نے امام ابو حنیفہ رح کے مناقب اور انکی اس تہمت سے حمایت و برارت مین میزان کبرے کے چودہ صفحہ پوری کئے ہین) اسی کتاب مین بصفحہ ۷۲ فرماتے ہین

متن	ترجمہ
واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ (رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رویناہ آنفا عنہ من ذم الرای والتبری منہ ومن تقدیمہ النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس کان قاسہ وکان القیاس قل فی مذہبہ کما قل فی مذہب غیرہ بالنسبۃ الیہ لکن لما کانت ادلۃ الشریعۃ مفرقۃ فی عصرہ مع التابعین وتابع التابعین فی المدائن والقری والثغور کثر القیاس فی مذہبہ بالنسبۃ الی غیرہ من الائمۃ ضرورۃ لعدم وجود النص فی تلک المسائل التی قاس فیہا بخلاف غیرہ من الائمۃ فان الحفاظ	ہمارا اور تمام منصفونکا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتونکے جو ہمنے اون سے نقل کی ہین (یعنے رای سے بیزار ہونا اور حدیث قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کے اسکے جمع کرنیکے لئے شہرون اور سرحدون مین اور ان احادیث کو امام ابو حنیفہ رح پاتے تو انکو لے لیتے اور تمام قیاسونکو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور انکے مذہب مین قیاس کم ہوتا جیسے اورونکے مذہب مین ان کی نسبت کم ہے۔ ولیکن جبکہ دلائل شریعت (یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین کے ساتھہ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین متفرق تھے تو ان کے مذہب مین بہ نسبت اور امامونکے قیاس زیادہ ہوا۔ ضرورت کے

[illegible] حنیفہ کی احادیث جمع ہوئی تھیں اس لئے کہ ان کے
[illegible] احادیث شریعہ بعضہا بعض اور ذلک کان
السبب الکثیر الذی حملنی علی نصر مذھبہ وقلت فی مذھبہ غیرہ ویحمل
ان الذی اشار الیہ الامام ابی حنیفۃ انہ یقدم القیاس علی النص
عند ظہور ذلک فی کلام من قبلہ الذین ہم اعلم منا بالعمل بما وصل الینا عن
الامام من القیاس وترک کون الحدیث الذی صح بعد موت الامام
فلا یلزم من عدم العمل بہ عدم وجود القول بہ عنہ ولعلہ کان حدیثا
لم یبلغہ او بلغہ لا بتہ ض صحتہ لاحتمال انہ لم یقف بہ او ظفر
بہ لکن لم یصح عندہ وقد تقدم قول الائمۃ کلہم اذا صح الحدیث
فہو مذھبہ وبس کما تقدم معہ القیاس لیس بحجۃ الا عند اللہ
ورسولہ بالتسلیم بہ انتہی ما قالہ الشعرانی فی المیزان - وقال
فی منہجہ متی نقل احد عن الامام ابی حنیفۃ قیاسا یخالف
الحدیث الصحیح بعد موتہ فاعلم ان ذلک لکونہ لم یجد النص اصلا
او وجدہ لکن لم یصح عندہ ولا عارض حتی دونت احادیث شریعتہ
فی صحت حدیثہ وضعفہا وصحت عندہ الاخذ بہ انتہی
خلاصۃ - وقد علقنا بقیتہ فی الدراسات ص ۲۵

سبب اس لئے کہ جن مسائل میں انہون نے قیاس کیا۔ نص نہائی بحوالہ اور
اور موقعی کہ انکی زمانہ مین حدیث کے حافظ نہ تھے شہرون اور بستیون سے حدیثون
جمع کرنیمین مصروف تھے۔ اور احادیث کو جمع کیا۔ یہی سبب ہے کہ مذہب مین قیاس
زیادہ ہونیکا اور اور دونکے مذہب مین کم اور یہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ
کیطرف قیاس متقدم کرنیکو نسبت کیا ہے۔ اسنے یہ امر آپکے مقصود
کلام مین پایا ہے جو امام کے قول پر عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہون اور حدیث کو جو
بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین لیکن امام معذور ہے اور یہ لوگ معذور نہین
اور انکا یہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہ حدیث نہین لی کچھ سند نہین ہو سکتا۔
اسلئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی اور لیکن
انکو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جب
حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے اور کسیکا حدیث کو منسوخ قیاس یا عذر
نہین بجز اسکے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے۔ تمام ہوا قول امام شعرانی
کا جو میزان مین ہے اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب
کوئی امام ابو حنیفہ سے قیاس نقل کرے جو خلاف صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف
سے تین عذر ہو سکتا ہے۔ اسلئے کہ انہون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی
ہے تو بسند صحیح نہین پائی۔ اور اگر وہ بھی رہتی ہے یہانتک کہ حدیث مین رجوع ہو جائز
جو انکے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو انکو لے لیتے۔ یہ مختصر مضمون منہج کا ہے پورا
دراسات مین بصفحہ ۲۹۰ ہے

یہ بات جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت بیسنہ ہمارے عظیم الشان دوست جامع فضائل و کمالات مولوی محمد عبد الحی صاحب ابو الحسنات کی تحقیق ہے چنانچہ انہون نے
اپنی کتاب النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر کے صفحہ ۱۰ مین لکھا ہے اور یہ ایک عمدہ تشریح (جسمین امام کی جناب مین ایک متوسط اعتقاد کا
اظہار ہے) ہے حیث قال ص وفیہ ایضا اعتقادنا واعتقاد کل منصف فی ابی حنیفۃ انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ ولعلم رحیل الحفاظ فی جمعہا
من البلاد والثغور والمغرب والاخذ بہا وترک کل قیاس کان قاسہ کان قیاس قل فی مذہبہ کما قل فی مذہب غیرہ لکن لما کانت ادلۃ الشریعۃ منتشرۃ فی
عصرہ مع اتباعہ وتبع اتباعہ فی المدائن والقری کثر القیاس فی مذہبہ بالنسبۃ الی غیرہ من الائمۃ ضرورۃ لعدم الوجود النصوص فی تلک المسائل
التی قاس فیہا بخلاف غیرہ من الائمۃ انتہی قول تفرق الناس من قدیم الزمن الی ہذا الاوان فی ہذا الباب الی الفرقتین فطائفۃ قلدوا تعصبوا
فی الحنفیۃ تعصبا شدیدا والتزموا بہا فی الفتاوی التزاما شدیدا وان وجدوا حدیثا صحیحا او اثرا صریحا علی خلافہ زعموا انہ لو کان ہذا الحدیث
صحیحا اخذ بہ صاحب المذہب لم یحکمہ بخلافہ وہذا جہل منہم بما روت الثقات عن ابی حنیفۃ من تقدیم الاحادیث والآثار علی اقوالہ الشریعۃ فیرون
مخالف الحدیث الصحیح ای سدید ہو غیر تقلید الامام لا ترک تقلید وطائفۃ زعموا ان الامام قاس علی خلاف الاخبار وہجرہا وذہب الشعرانی

فظنوا ان حقه ظنون ناسية واعتقدوا اعتقادا شنيعة
ومطالعة الميزان لهم نافع ولاوهامهم دافع -
فليتدارك العاقل مسلك البين ويجتهد ولو تزلزل اقدام
انتهى - واقول وانا ابو سعيد جامع هذه الشتات
هذا الذى يعتقده جواب الحسنات فى الامام
ابى حنيفه هو اعتقادى وبه ثقتى وعليه اعتمادى
فللّٰه الحمد على ما رزقنا من التوفيق والوفاق وعصمنا
من الشقاق والنفاق -

ترجمہ عبارت میزان کا عنقریب ہوچکا ہی - اور جو مولانا
عبد الحی نے اسپر تقریظ کی ہی اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ لوگ
پرانے زمانہ سے اب تک دو فرقے ہورہے ہین ایک فرقہ
تو حنفیون مین سخت تعصب کررہے ہین انہون نے فتاوون
کو پکڑ رکھا ہی - اور اگر حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے
ہین تو کہتے ہین یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے
مذہب کا امام اسکو لے لیتا اور اسکے خلاف حکم نہ دیتا
اور انکی یہ بات انکی جہالت ہی اسباب سی جو ثقہ
لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہی کہ وہ اپنے
اقوال پر حدیث کو مقدم سمجھتے - پس خلاف حدیث
کو چھوڑ دینا بہت درست رائے ہے - اور یہ
ہین تقلید امام کی ہی نہ ترک تقلید - اور ایک فرقہ
یہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون
کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہی - سو انہون نے
انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد
بنایا - کتاب میزان کے مطالعہ سے دونو فریق کو
نافع ہی اور انکے وہمونکو دافع - دانا کو چاہئے
کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونو فریق کی
راہ چھوڑ دے - کلام مولانا عبد الحی کی تمام

ہوئی یہان کہنا ہون (میں) جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بھی امام کی
جناب مین یہی ہی کہ انہون نے عمدا حدیث کا خلاف
نہین کیا جو ہوا بسبب نہ پہنچنے احادیث کے
ہوا - پس اسکا شکر ہی جسنے مجھکو علماء سے موافق
عطا فرمایا اور انکی مخالفت سے بچایا

اور شیخ عبد الحق صاحب حنفی دہلوی نے
کتاب الکمال فی اسماء الرجال مین
بعد ذکر مناقب ابو حنیفہ کے (کہ انہون نے قضا
قبول نہ کی اور اپنی زبان دیدی اور دنیا سے نفرت
کی اور وہ چوبی ستون مین تقریر کرین تو اسکو
سونے کا بنا دین وغیرہ) فرمایا ہی الوقف ما یراد
ذکره فی الکتاب ان لم یرد عنه حدیث البتہ
بعلوم مرتبته ودوفور علمه ترجمہ آپکا ذکر اس
کتاب مین تبرکا ہی ورنہ آن سے کوئی حدیث مروی
نہین ہی یعنی مشکوۃ مین جو صحاح ستہ وغیرہ
کا مجموعہ ہی

اور جناب شرح سفر السعادت کے صفحہ ۱۹
مین فرماتے ہین لیکن اشتغال دی دیاران وے
در جانب فقه ووضع مسائل واستنباط اصول
وفروع آن غالب افتاد وسلسله روایت حدیث ازایشان
کمتر باشد نه آنکه تمسک واستدلال ایشان باحادیث
نبود - حاشا اور جو شیخ صاحب نے اس سے پہلے
فرمایا ہی - آورده اند که نزد امام اعظم صد وهفتاد
بود از صحائف حدیث - اور اسکے پیچھے فرمایا ہے
گفته اند که مشائخ او که از ایشان سماع حدیث کرده
وراوی جمعی از صحابه - که ذریشان شنیده تسعه صد کس
بودند - وآنهاکه از وی روایت مسند وی کرده اند
پانصد کس اند - ومجموع آستادان وی در حدیث چهار
هزار کس اند - یہ باتین اگر ثبوت کو پہنچین
تو ہمکو تسلیم کرنین کوئی عذر نہین بلکہ چشم ما
روشن دل ما شاد - ولیکن آورده اند وگفته
اند والی مجہول نقلین جنکا ناقل معلوم نہو کہ
ثقہ ہی یا کوئی کاذب لایق اعتماد نہین ہوتین
خصوصا جس حالت مین کہ انکا خلاف ثقات
مقبولین سے ثابت ہو - - دیکھو نقل
وقوم کا خلاف خود شیخ صاحب نے کتاب الکمال
مین نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ نے
کسی سے کتاب روایت حدیث نہین کی -
حیث قال بعد ذکر الصحابة الذین ادرك
ابو حنیفة زهاء هم ما نصه ولم یرو احد منهم
ولا اخذ عنهم - اور ملا علی قاری نے
شرح نخبہ مین کہا ہی ان المعتمد ان لا روایة للامام
عن احد من الصحابة - ایسا ہی بیضہ -
محمد اکرم حنفی نے امعان النظر
فی توضیح نخبة الفکر - مین
سخاوی سے نقل کیا ہی - پھر اسپر اس نقل
دوم کو جسمین امام صاحب کے ایک جماعت صحابہ
سے شاگردی کا دعوی ہے کیونکر صحیح مانا مادے
اسپر واسطے مجدد العلم فی هذا الاوان مولانا
صدیق حسن خان نے جنکے
شان وعلو مکان سے یہ چند ابیات چاکی ہین
+ مجدد العلم فی هذا الاوان ومن +
+ قد انقذ الناس من بدع واشراك +

+ مشتهر العلم فی بدو و فی حضر +
+ بمنصل لدم الفجار سفاك +
+ مفسر الذکر بالقول المبین فقد +
+ علا به فوق اعلام واملاك +
+ ایدی لنا فی تالیف له ظهرت +
+ مقالة خاب فیها کل افاك +

کتاب **اتحاف النبلا** صفحہ ۴۲۳ و ۴۲۴ مین اس نقل وادعا کو رد کر دیا ہی اور ان عمدہ لفظون سے اسمطلب کو ادا فرمایا ہی ولہذا جمعے از اہلحدیث گفتہ اند کہ بضاعت وی در حدیث مزجاۃ ست (یعنی قلیل) وآنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وی بچہار ہزار کس میرسند محتاج سند ست واز اثر ہمین مبالغہا ست کہ خطیب وابن جوزی وغیرہما بروی طعن کردہ اند وابو نعیم در حلیہ ذکر او ننمودہ - انتہی کلام الشریف - اور مطلب اسکے جملہ اخیرہ کا یہ ہی کہ ان لوگون نے جھوٹ بنا بنا کر امام کو محل اعتراض خلائق بنا دیا - اور ہدف سہام طعن وملام کیا - انکی حال پر یہ مصرع خوب صادق آتا ہی **ع** بدنام کنندۂ نکونامی چند **ایسی ہی نقل** اول لائق قبول نہین بہلا اگر صندوق کتابون حدیث کے انکی پاس ہوتی تو کسیکے پاس انکی اتباع سے نہ پہنچتی؟ کیا ان سب کو کیڑا کھا گیا - یا وہ دریا بردہ ہو گئی یا وہ امام قشیری کے صندوق کی ساتھ دریا مین ڈالکر خواجہ خضر کے پاس رکھے گئی - تاکہ جب عیسی علیہ السلام قیامت کی قریب نزول فرمائین تو انکو دستور العمل بنائین

جسکا قصہ طحطاوی نے شرح در المختار مین بعض جہلاء حنفیہ سی نقل کیا - اور اسکو بوجوہ عدیدہ باطل کیا - اور اسکی ابتدا مین کہا ہی - والذی ینبغی للطائفۃ الحنفیۃ ان لا یتکلموا بہذہ الالفاظ الموہمۃ فانہا موجبۃ للتکلم فیہم بل ان بعض الحمقی یسبون الامام وینفون عنہ الاجتہاد **ترجمہ** طائفہ حنفیہ کو لائق ہی کہ ایسے الفاظ وہم انداز نہ بولین کیونکہ وہ لوگونکی برا کہنے کا سبب ہوتی ہین - بلکہ بعض احمق امام کو گالیان دینگے - اور انکی اجتہاد کو مٹائینگے - انتہی **وہ صندوق** کہین ہوتے تو انکا اثر کہین ہدایہ وشرح وقایہ مین بھی پایا جاتا - اور طحاوی یا عینی یا ابن الہمام ہی اس سی نقل لاتا - **اگر کوئی اعتراض** کری کہ عرب مین حنفی مذہب کی بہت کتابین ہین جنمین حدیثون سے استدلال ہی - خصوصاً **برہان شرح مواہب الرحمن** - چنانچہ شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت مین فرمایا ہی - نظر در کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور ست باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد مواہب الرحمن کتابیست درین مذہب شارح او التزام کردہ کہ دلیل از آیت قرآن واحادیث صحیحین بیارد - انتہی - پس **کیا عجب** ہے کہ اس صندوق کی حدیثین انہین کتابون مین ہون - **تو جواب** اسکا یہ ہی کہ یہ بات اگر پچھلے زمانہ مین (جسمین عرب وعجم مین

زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا تھا اور ادہر سے اودہر برسون مین کوئی جاتا اور وہان سی یہان سالون تک کوئی خبر نہ آتی - چہ جائی کہ کوئی کتاب یا خط - ایک حج کرنے کے واسطے سالون کے سال لگ جاتے اور لوگ حج سی پہر آنیکو نئی دنیا سی پہر آنا سمجھتے) کوئی کہتا تو لوگ مان بہی لیتے اور اسپر ایمان لے آتے - **ولیکن** اس زمانہ مین جسمین مشرق سے مغرب تک کی خبرین وکتابین ادہر کے اودہر - اور اُدہر کی اِدہر پہنچتی ہین اور مثلاً لاہور سے مکہ شریف پندرہ سولہ دن مین پہنچ جاتے ہین - اور اندلس وقسطنطنیہ وبلغار وحرمین کی کتابین لاہور بیٹھے بیٹھے ملجاتی ہین) یہ باتین کون سنتا ہی - اور انکو بجز بہولا پن کوئی کیا خیال کر سکتا ہی وہ کون سی کتاب کتب موجودہ ہندوستان سے فائق ہی جو عرب مین ہی - اور وہ اصل یا اس سے نقل ہندوستان مین پائی نہین جاتی کوئی ایک کتاب ایسی فائق بتلا دے تو اس عاجز سے سو روپیہ انعام پاوے - رہی برہان شرح مواہب الرحمن (جسپر شیخ صاحب فخر کر رہی ہین) سو میرے نظر سی گذر چکی ہی - اور اسوقت میرے پاس موجود ہے - جو چاہی دیکھ لی - اسمین بہی کوئی بات بڑھکر عینی وابن الہمام بلکہ اسکے شاگرد حلبی سی نہین ہی - اور نہ ان صندوقون کی احادیث سی اسمین اثر - **الحاصل** یہ باتین ان حضرات کی پرانی زمانے کے ناواقفون کو

ڈرانے اور معتقد بنانے کے ہین صحت و واقعیت سے انکا کچھ تعلق نہین عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی نے اپنی تاریخ عبر دیوان المبتدو الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین (جسکا قلمی نسخہ میرے نظر سے گذرا ہی) کہا ہی - اعلم ان الائمۃ المجتہدین تفاوتوا فی الاکثار من ہذہ الصناعۃ والاقلال فابوحنیفۃ یقال بلغت روایتہ الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوہا ومالک انما صح عندہ ما فی کتاب الموطا وغایتہا ثلثۃ مائۃ حدیث ونحوہا - واحمد بن حنبل فی مسندہ خمسون الف حدیث ولکل ما اداہ الیہ اجتہادہ ترجمہ تو جان لے کہ ائمہ مجتہدین حدیث کی قلت و کثرت مین متفاوت تہی - کہتی ہین کہ امام ابوحنیفہ کی روایتین حدیث کی سترہ ہوئی ہین یا اسکی مثل اور مالک کے نزدیک وہی حدیثین صحت کو پہنچین ہین جو موطا مین ہین - اور وہ نہایت تین سو ہین - یا مثل اسکی - اور احمد بن حنبل کے مسند مین پچاس ہزار حدیثین ہین - اور ہر ایک کے لئے اسقدر حدیثین ہین جو انکے اجتہاد نے بہم پہنچائی ہین - پہر جملہ اخیرہ کے تفصیل کی ہی اور کہا ہی کہ جسنے شرط روایت حدیث مین تشدد کیا - اسکے حدیثین کم ہوئین - جسنے توسع و تساہل کیا اسکی زیادہ - امام ابوحنیفہ کی شرط مین تشدد تہا اسلئے اونکی حدیثین کم ہوئین - نہ یہ کہ انہون نے عمدا روایت حدیث کو ترک دیا - اور محدثین کے شروط مین توسع ہوا تو اونکی احادیث کثرت کو پہنچ گئین ہذا کلام ابن خلدون الحضرمی -

راقم کہتا ہی کہ یہ تو ہم بھی نہین کہتے کہ امام نے عمدا روایت حدیث کو ترک کر دیا ہی - اور احادیث صحیحہ کے موجود ہوتے اونسے مونہ پہیر لیا ہے ولیکن یہ بات کہ قلت انکی حدیث کی تشدد شروط کے سبب سے ہی خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہی - اور واقع اور مشاہدہ کا اسمین یہ فتوی ہی کہ یہ قلت حدیث بسبب پراگندہ ہونے حدیث کے انکی زمانہ مین شہرون اور بستیون مین اور سفر نکرنے امام کے انکی طلب مین ہوئی ہی (جیسا کہ امام شعرانی اور مولوی عبدالحی صاحب نے کہا ہے) یا بسبب مشغول ہونے امام کے وضع اصول و ترتیب مسائل اجتہادیہ مین (جیسا شیخ عبدالحق نے فرمایا ہی) اور اکثر شروط روایت امام ابوحنیفہ اور انکی تبعین مذہب کو ہم دیکھتے ہین تو انمین بہ نسبت شروط ائمہ محدثین کے بدرجہا تساہل و توسع و ضعف پاتے ہین - اور شروط محدثین مین انکی نسبت تشدد و قوت - اگر اسمطلب کے اسجگہہ تفصیل کرنی چاہون تو اسکے لئے ایک جلد ضخیم بکار ہی - اسلئے بطور نمونہ دو تین مثالون کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون - اور بقیہ تفصیل کو کسی اور موقع پر حوالہ کرتا ہون

(۱) آپ حدیث مرسل کو (جسکو تابعی آنحضرت سے روایت کرے اور صحابی کا یا جس سے اسنے سنی ہی نام نہ لے) حجت سمجھتے اور قبول کرتے - محدثین اور جمہور علما اسکو لائق سند نہین جانتے - وہ کہتے ہین معلوم نہین جس راوی کا اوس تابعی نے نام نہین لیا وہ کون ہے ثقہ ہے اگر صحابی فرض کیا جاوے یا غیر ثقہ چنانچہ پچھلون پچھلون مین ایسے بھی ہوئے ہین - دیکھو شرح نخبۃ الفکر ص۳۹ مسلم الثبوت - صحیح مسلم ص۲۲ مع الشرح احکام الاحکام ابوالحسن آمدی - شرح مختصر الاصول - شرح مغنی - تلویح توضیح - شرح سفر السعادت مین عبارت ہر ایک کتاب کے بعینہا نقل کرتا - یہ سبھی کتابین بحمد اللہ میرے پاس موجود ہین - ولیکن بخوف طوالت مجرد حوالہ پر اکتفا کیا گیا +

(۲) آپ حدیث مدلس کو (جو اپنے ہمعصر راوی سے اس حدیث کو روایت کرے جو اس سے سنی نہو) اور وہم یون ڈالے کہ سنی ہوئی ہی) قبول کرتے اور اسکو لائق عمل سمجھتے - اور محدثین اسکو مردود سمجھتے ہین - اور جب تک کہ مدلس ثقہ کے سماع اس راوی سے ثابت نہو اور وہ صاف نہ کہدے کہ مینے یہ حدیث اس راوی سے سنی ہی ہرگز قبول نہین کرتے - دیکھو مقدمہ شرح صحیح مسلم ص۱۰ شرح نخبہ ص۴۰ شرح سفر السعادت ص۷ اصول فخر الاسلام بزدوی جو جملہ کتب اصول فقہ کی جڑہ ہی

(۳) آپ حدیث مستور (جسکے عادل ہونے پر کسیکی نص و شہادت نپائی جاوے) قبول رکھتے اور محدثین اسکو بجز تحقیق حال عدالت راوی نہین مانتے - وجیہ الدین علوی نے

شرح شرح نخبہ مین اور اصولیین حنفیہ نے اصول فقہ مین امام ابو حنیفہ کیطرف سے عذر کیا کہ اُنہون نے ابتداے اسلام مین مستور الحال راوی کے حدیث کو قبول کیا ہی - جنمین غالب عدالت تہی - مین کہتا ہون یہ عذر بہی لنگتا ہی - اسلئے کہ زمانہ تابعین ہی مین فسق و بدعت پہیل گیا تہا - اکثر فرقہ مبتدعہ خوارج معتزلہ - جہمی - قدری - جبری - وغیرہ تابعین کے قرن مین ظاہر ہوچکی تہی - چنانچہ ناظرین سیر و تواریخ پر مخفی نہین* - اگرچہ بعد اسکی یوماً فیوماً اُنکی ترقی ہوتی گئی **بہرحال** امام ابو حنیفہ نے ایسا زمانہ کوئی نہین پایا - جسمین لوگو نمین فسق و بدعت نہ پایا گیا ہو - پس ماننا اُنکا حدیث مستور کو بنا پر حسن ظنی بے اصل کے ہوا دیکھو شرح نخبہ صفحہ ۶ اور تمام کتب اصول فقہ جنکا نام نمبر اول کے ذیل مین گذرا **اب انصاف** سے کہنا چاہیے کہ آیا شروط امام ابو حنیفہ اور اُنکے اتباع مین تساہل ہی یا شروط محدثین مین **بعد مراجعت** کتب مذکورہ کے کبھی کوئی نکہی گا کہ شروط ابو حنیفہ مین تشدد ہی معلوم ہوتا ہی کہ ابن خلدون کو امام ابو حنیفہ کے شروط و اصول پر اطلاع نہین ہوئی -

بالجملہ ان تحقیقات و تصریحات سی ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ کو احادیث کم پہنچی ہین - اور مخفی بہت رہی ہین - جنکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ اس پرچہ مین یوماً فیوماً ہوتی رہی گی

اب مین اس ذنابہ کو ختم کرتا ہون جسکے اختتام سے مقصد اول کا اتمام ہو - اور مقصد ثانی کا شروع عاملین آدی

مقصد ثانی بیان مین اُن آثار کے جنسے فہم صحابہ کا حجت و مستند نہونا اور اُنکے اقوال و افعال پر جو اُنکی مجرد رائے و فہم پر مبنی معلوم ہوئی اور صحابہ و تابعین کا مواخذہ کرنا - اور خود اُنکا اپنے ایسے اقوال پر مصر نہنا بلکہ بعد علم دلیل اُنسے رجوع کرنا ثابت ہوتا ہی

نمبر شمار	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
(۱)	**حضرت ابو بکر** (رضی اللہ عنہ) نے مانعین زکوٰۃ کو قتل کرنا شروع کیا تو حضرت عمر رضہ اُنپر معترض ہوئے - اور کہا کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلعم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ یعنی تو لوگونکو کیون مارتا ہی حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ مجھے حکم ہی کہ مین تب تلک مارون جبتک کہ وہ لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ نکہینہ	**بخاری** صفحہ ۱۸۸ **مسلم** صفحہ ۳۷	فعل ابو بکر (رضی اللہ عنہ) حضرت عمر کی سمجہہ مین پیچہے کر آگیا تو اسکو حق کہنے لگے جبتک سمجہہ مین نہ آیا معترض ہی - قال القسطلانی فی شرح قول عمر فعرفت انہ الحق بما ظہر من الدلیل الذی اقامہ الصدیق او انہ قلدہ فی ذلک
(۲)	**حضرت عمر** (رضی اللہ عنہ) نے قرآن بجا کہوانے کی تجویز کی تو حضرت ابو بکر اُنپر معترض ہوئے - اور کہا کیف تفعل شیئاً لم یفعلہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی تم وہ کام کیونکر کرتے ہو جو آنحضرت نے نہین کیا - جب	**صحیح بخاری** صفحہ ۷۴۵	جو پیچہے کر ابو بکر رضہ نے حضرت عمر رضہ کا کہنا مان لیا اور زید نے دونو کا تو وہ اپنی اپنی سمجہہ مین آجانے سے تہا - نہ محض اُنکے کہنے سے - چنانچہ اُنکا یہ قول، حتی شرح اللہ صدری - اسپر نص ہی

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون [illegible] ۱۹ مئی ۱۸۷۷ء جسمین ان پانچون [illegible] جواب ہی جنکو
ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا [illegible] ابو سعید محمد حسین لاہوری

نمبر شمار	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
	[illegible] دونون پر معترض ہوی اور کہا کیف تفعلان شیئا لم یفعله رسول الله صلعم یعنی تم دونون وہ کام کیونکر کرتے ہو جو آنحضرت نے نہین کیا		
۳	[illegible] اعذابا علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی ای خطاب کے بیٹے آنحضرت صلعم کی اصحاب کو دکھ نہ دے	مسلم صـ ۲۱۱ جلد ۲	اگرچہ حضرت عمر نے اپنی خفگی کی وجہ بتلائی کہ مینے تحقیق حدیث چاہی تھی لیکن چونکہ ابو سعید کے سمجھ مین وہ خفگی بیوجہ تھی اسلئے وہ اعتراض [illegible] اس حدیث مین ہی کہ حضرت عمر حدیث سنکر افسوس کیا اور اسکی طرف رجوع فرمایا اور مان لیا
۴	آپ نے [illegible] افرارا من قدر الله یعنی تقدیر سے بھاگ کر لوٹتی ہو	مسلم صـ ۳۹ جلد ۲	[illegible] استراض ابو عبیدہ کو بوجہ معقول [illegible] نفر من قدر الله الی قدر الله یعنی ہم تقدیر سے بھاگتے ہین تو جاتے بھی اسی کی طرف ہین لیکن [illegible] ابو عبیدہ نے فہم فاروق کو بحث نہ سمجھا تو اعتراض کر دیا [illegible] کئی ہین وہ سب واقع مین بھی صحیح ہین
۵	آپ نے [illegible] تو منع کرتا تھا [illegible] ابی نهی عنها [illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم امر ابی یتبع ام امر رسول الله صلعم یعنی بتلا تو اگر میرے باپ نے اس سے منع کیا ہو اور آنحضرت نے یہ کام کیا ہو تو میری باپ کا کہا مانا جائیگا یا آنحضرت کا ارشاد	ترمذی صـ ۱۰۷	[illegible] عمران بن حصین صحابی آپ پر معترض ہوی اور کہنے لگے [illegible] آنحضرت کے ساتھ تمتع کیا اور قرآن مین بھی اسکا حکم آیا [illegible] کوئی آیت اسکی ناسخ نازل نہین ہوئی اور نہ آنحضرت نے اس سے منع کیا۔ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی تو ایک آدمی (یعنی عمر) اپنی رای سے اس سے منع کرنے لگا ہی (صحیح بخاری صـ ۲۱۳) (و صحیح مسلم صـ ۴۰۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نمبر شمار	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
۶	آپ نے زیادتی مہر سے منع کیا تو ایک بڑہیا عورت آپ پر معترض ہوئی	ذکر ان دونون کا مقدمہ مین گذرا	دوبارہ ذکر ان دونون کا اتمام نمبر شمار کیواسطے ہوا۔
۷	آپ نے ایک عورت کو چہہ مہینے کا بچہ جننے پر حکم حد زنا کا دیا حضرت علی آپ پر معترض ہوئے		
۸	حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آنحضرت کی مسجد مین عمارت قدیم پر زیادتی و تکلف کیا تو بہت لوگ آپ پر معترض ہوئے۔ پس آپنے انکے جواب مین یہ کہا کہ مینے حضرت سے سنا ہے کہ جو کوئی خدا کے لئے مسجد بنادے تو بہشت مین اُسکے لئے ویسا ہی گہر بنتا ہے	بخاری صـ۶۲ مسلم صـ۲۰۱	
۹	آپ نے بھی تمتع سے حضرت عمر کی طرح منع کیا تو حضرت علی آپ پر معترض ہوئے۔ اور مقام عسفان مین آپکے ساتھہ خوب جھگڑے۔ حضرت عثمان نے ہر چند کہا کہ مجھے آپ چھوڑ دو (یعنے جو مین کہون کہنے دو) آپنے کہا مین نہین چھوڑ سکتا (یعنے جو مین کہتا ہون سو کہونگا) آخر انکے مخالفت کی اور خود تمتع کا احرام باندھا اور کہا مین کسیکے کہنے سے آنحضرت کی سنت کو نہین چھوڑتا	صحیح مسلم صـ۴۰۲ بخاری صـ۲۱۲	قال النووی فی الشرح فیہ اشاعۃ العلم ومناظرۃ ولاۃ الامور وغیرھم فی تحقیقہ ووجوب مناصحۃ المسلم فی ذالک۔ **ترجمہ** حضرت علی کی گفتگو مین یہ باتین پائی جاتی ہین علم کو پہیلانا اور ظاہر کرنا۔ اور حاکمون سے علم کی تحقیق مین جہگڑنا اور نصیحت مسلمان کا واجب ہونا۔
۱۰	حضرت علی مرتضی (کرم اللہ وجہہ) نے مرتدون کو جلایا تو ابن عباس آپ پر معترض ہوئے آپنے انکا اعتراض سنکر کہا کہ ابن عباس نے سچ کہا ہے	بخاری صـ۴۲۳ ترمذی صـ۱۸۹	عبارت اسکی نمبر ۴ مخفیات مرتضی مین گذری
۱۱	عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے چاندی کی چاندی سے بیع کمی بیشی کے ساتھہ جائز کردی تو ابو سعید خدری آپ پر معترض ہوئے اور کہنے لگے کہ تمنے یہ بات آنحضرت سے سنی ہے یا قرآن مین پائی ہے	بخاری صـ۲۹۱	آپ نے ابو سعید کے اعتراض کو مان لیا اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ چنانچہ نمبر ۴ مخفیات ابن عباس مین گذرا۔

نمبر شمار	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
۱۳	آپنے ایک شخص کو فتوی دیا کہ حاجی کو طواف قدوم (زیارت جاتی) ہی طواف کرنا) نہین چاہئی مستفتی نے نمانا اور ابن عمر سی فتوی لیا کہ طواف کرنا چاہئی	مسلم مع الشرح صفحہ ۴۰۸	ابن عمر نے سائل کو کہا کہ اگر تو سچا ہی یعنی سب کو اتباع نبوی مین تو آنحضرت کی سنت کے سامنی کسیکی سنت کیطرف نہ جا۔
۱۴	آپنے یہ روایت کی کہ آنحضرت نے محرم ہوکر میمونہ سے نکاح کیا اور سعید بن مسیب نے آپکو منسوب بوہم کیا اور کہا وھم ابن عباس فی تزویج میمونہ وھو حلال یعنی ابن عباس کو وہم ہوگیا اس روایت مین کہ آنحضرت نے میمونہ سی محرم ہوکر نکاح کیا ہی	ابو داؤد صفحہ ۲۵۴	ابن عباس کی روایت کی تاویل و محل صحیح بھی ہی چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین ذکر کیا لیکن بقول سعید یہ مقصود ہی کہ وہ لوگ جو ہم صحابی کو نہ مانتی اور نہ انکا وہم کرنا اور بہول جانا تجویز کرتے اگر اوسکی تجویز درست ہو خواہ نادرست۔
۱۴	عبداللہ بن مسعود نے (رضی اللہ عنہ) عدم جواز تیمم کا جنبی کیواسطی فتوی دیا تو ابو موسی اشعری انپر معترض ہوی اور حدیث عمار سی انکا معارضہ کیا	بخاری صفحہ ۴۸	اسکا ذکر مخفیات ابن مسعود مین نمبر ۲ مین گذرا۔
۱۵	آپنے ابتدا مین متعہ کو حلال طیبا کہا ہی۔ پھر جب انکا نسخ پہنچا تو اپنی قول سی رجوع کیا	شرح مسلم صفحہ ۴۵۱ ہوامش بخاری مکی صفحہ ۶۶۴	ذکر اسکا مخفیات ابن مسعود مین گذرا۔
۱۶	عبداللہ بن عمر یا عمرو نے (رضی اللہ عنہما) عدم جواز غسل عورت کا بدون کھولنی بالوں کی فتوی دیا تو بے بے عایشہ آپ پر معترض ہوئین	مسلم صفحہ ۱۵۰ حجۃ اللہ صفحہ ۱۴۲	حجۃ اللہ البالغہ مین ابن عمر ہے اور صحیح مسلم مین ابن عمرو) ذکر اسکا مخفیات ابن عمر مین گذرا ہی۔
۱۷	ابوہریرہ نے (رضی اللہ عنہ) فتوی دیا کہ روزہ دار جنبی ہوکر صباح کرے تو اسکا روزہ نہین تو عبدالرحمن بن حارث نی نمانا اور بے بے عایشہ اور ام سلمہ سی مسئلہ پوچھا۔ جب انہون نے درست ہونے مین حدیث سنائی تو ابوہریرہ رض اسکو مان گئے اور اپنا قول چھوڑ دیا	بخاری صفحہ ۲۵۹	اسکا ذکر مخفیات ابوہریرہ مین گذرا۔
۱۸	ابوموسی اشعری نے (رضی اللہ عنہ) فتوی دیا کہ بہن کا حصہ بیٹی اور پوتے کے ساتھ نصف ہے تو ابن مسعود نی اعتراض کیا اور کہا کہ اگر مین	بخاری صفحہ ۹۹۷	اسکا ذکر مخفیات ابوموسی مین گذرا۔

نمبر شمار	صوابخدات	حوالہ کتب	تفصیلات
	یہ فتویٰ دون تو گمراہ ہون - پھر صحیح فتویٰ بتلایا کہ بیٹی کا نصف اور		
۱۹	آپ نے [illegible]	بخاری صفحہ ۱۰۰۰ مع اوجز	اسکا ذکر بھی مخفیات ابو موسیٰ مین گذ
۲۰	مشہور ہون [illegible]		
۲۱	معاویہ بن ابی سفیان نے آکر (واعف عنہ) جب تم سے منع کیا تو معاویہ بن ابی وقاص سے دریافت کیا تو انہون نے کہا ما نہیتکم عنہا الا انکم لا تعملون بہا (یعنی جسکا یہ مطلب ہے کہ تمین کافر شبیہ تہا نہ کہ معاویہ کے دن آنحضرت کے ساتھ عمرہ کیا تہا	مسلم ص ۴۰۲	
۲۲	(۲) انہون نے صدقۂ فطر مین فی غلام ایک صاع کہجور کے بدلے نصف صاع گیہون ہونی چاہئے - تو ابو سعید خدری نے وہ رای نہانی اور کہا لا اخرج فیہا الا الذی کنت اخرج فی عہد رسول اللہ صاعا من تمر الخ ترجمہ	بخاری ص ۲۰۷ مسلم ص ۳۱۸ ابو داؤد ص ۲۲۷ ترمذی ص ۸۹ ابن ماجہ ص ۳۲۲	صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جس مین تقریبا تین سیر گیہون آتا ہے اسی صاع سے صدقۂ فطر ادا کیا جاتا تہا اور یہی صاع آنحضرت کے وقت مین رائج تہا معاویہ نے گیہون کا نصف صاع تجویز کیا ہے اسمین معاویہ کا تفرد ہے پیشتر نہین ہے اور نہ کوئی حدیث نصف صاع گیہون کی ہے تفصیل اسکی کسی موقع پر بیان کی جائیگی
۲۳	(۳) انہون نے اپنے بیٹے یزید (شقی) کے لئے بیعت لینا اور اپنا خلیفہ کرنا تجویز کیا اور انکے نائب مروان نے انکے حکم سے مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر المومنین (معاویہ) کی رای ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کرے ابو بکر و عمر کی سنت پر تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے	بخاری ص ۷۱۵ ص ۳۷۹ قسطلانی ص ۲۰۲ تاریخ الخلفا سیوطی ابن ابی حاتم	

نمبر	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
	معترض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تو سنت بہ قتل اور قیصہ کی ہے جو کہ بہت نیچ فعل کو شایستہ نہین ہے اور زمانہ کی رکاوٹ		نقل ہے عمر کے ایلچی کے قیصر سے ملنے کی اور قیصر کا تعجب
	کرنے والا ہو بہت ہی بعید از زمان ہو جسکے متعلق یہ آیت تری ہو والذی قال لوالدیہ اف لکما الخ یعنی جسنے اپنے ماں باپ کو کہا تم دونون پر		
	آخر آیت تک ہی کہی ہے مین یہ امر بعید از زمان ہو جسکے حق مین یہ آیت بعید از زمان کے متعلق نہین اتری خدا کی قسم یہ تو فلان شخص کے حق مین اتری ہے		
	جسنے ماں باپ سے کہا تھا اف تم دونون پر کیا تم مجھکو اس بات سے ڈراتے ہو کہ مین پھر اٹھایا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتین گذر چکی ہین		
۲۴	(۲۴) انہون نے اپنی زوجہ سے کہا یہ کہ آیہ اولائک یتلقون		ہو نقل ہے حسب بن حبیل انسان مین بڑا زاہد و متقی تھا
	والمغفرة ولا یقنطون فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم		ہمارے مال مین رکھنے مین ہمارے نکالنے مین یہ تمام جو کسی نے ایسے ذکر کیا ہو
	انہین جو لوگ بیان کرتے ہین درفی سبیل اللہ خرچ		ہو مرد تو عورت شق کو ڈالتی ہو کفن کو حضرت عثمان سے
	ایسے خوبصورت اور گھوڑے اور مال کہ آیہ اہل کتاب کے حق مین تری ہے		کعب احبار کے کہا ہو عہد زمان فوت ہوئی ہین اور ہا ہیچ
	تو ابوذر انصاری رضی اللہ عنہ انپر غصہ ہوئے اور کہنے لگے		سمین کیا ہی ہی کعب بولے تو اسمین تجھکو خطا کہان نظر
	کہ یہ مسلمانون کے حق مین بھی تری ہے اسپر معاویہ نے		تو اسمین کچھہ ڈر نہین ابوذر نے کعب کو کہا تھا ہی اسے کہا کہ بیٹھ
	حضرت عثمان کے پاس ابوذر کی شکایت لکھی تو انہون نے ابوذر		تو انحضرت سے یہ سنا ہوا ہی کہ اگر پہاڑ سے برابر
	کو شام سے مدینہ مین بلا لیا۔		ہو تو مین اسکو چھوڑ جانا پسند نہین کرتا۔ مشکوۃ صہ ۱۵۰
۲۵	(۲۵) انہون نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی		ترجمہ خالد نے کہا مقدام بن معدیکرب۔ اور عمرو بن اسود اور ایک آدمی
	شہادت کو مصیبت نہ سمجھا اور ایک بدبخت کو اس موقع پر یہ کلمہ		بنی اسد (قبیلہ) سی معاویہ کے پاس آئی معاویہ نے مقدام سی کہا تو نے
	کہنے پر کہ (جمعہا اللہ فاھا اللہ) یعنی یہ (امام حسن علیہ السلام		جانا حسن بن علی فوت ہوگئے مقدام نے انا للہ وانا الیہ راجعون
	ایک انگارہ تھا جسکو خدا نے بوجہ (دیا سے) سلامت کیا تو مقدام		پڑھا۔ ایک روایت مین (خدا وحشت دے معاویہ کو جسنے وہ لایق ہی) بولا
	صحابی نے اسکو سخت ملزم کیا اور کہنے لگا تو نے کہا یہ		کیا تو اسکو مصیبت سمجھتا ہی مقدام نے کہا کیون نہ سمجھون یہ وہ شخص
	رکھا جسمین بدون تجویز اس کے کہ آپنی حدیث کی معنی سمجھنے مین غلطی		ہی جسکو پیغمبر صلعم نے اپنے اوپر مین لیا اور کہا یہ میرا بیٹا اور حسینؓ
	کی ہو۔ اسمین اپنی ہی خواہش کی کچھ خلاصی مخالفت		حضرت علی کا اسکے بولا وہ انگارہ تھا جسکو خدا نے بجھا دیا ہی مقدام نے
	نبوی سے ممکن نہین ہی۔ چنانچہ خالد سی روایت ہی قال		(غصہ کہاکر) کہ مین تو یہانسے نہ ٹلونگا جب تک تجھکو غصہ مین نہ
	وقال المقدام بن معدیکرب و عمرو بن الاسود رجل		ڈالونگا اور وہ باتین نہ سناؤن جو تجھکو بری لگین۔ پھر بولا
	من بنی اسد من اھل قنسرین الی معاویۃ بن ابی سفیان		اے معاویہ اگر مین سچ کہون تو میری تصدیق کریو۔ چھوٹھ
	فقال معاویۃ للمقدام اعلمت ان الحسن بن علی توفی فرجع		بولون تو چھٹلا بیچو اسنے کہا ہان (ایسا ہی کرونگا)

[illegible]	مواخذات	حوالہ کتب	کیفیت
	المقدام فقال له فلان اتعدها مصيبة فقال لِمَ لا اراها مصيبة وقد وضعه رسول الله صلعم في حجره فقال هذا مني وحسين من علي فقال الاسدي جمرة اطفاها الله قال المقدام اما انا فلا ابرح اليوم حتى اغيظك واسمعك ما تكره ثم قال يا معاوية ان انا صدقت فصدقني وان انا كذبت فكذبني قال فعل قال فانشدك بالله هل سمعت رسول الله صلعم ينهى عن لبس الذهب قال نعم قال فانشدك بالله هل تعلم ان رسول الله صلعم نهى عن لبس الحرير قال نعم قال فانشدك بالله هل تعلم ان رسول الله صلعم نهى عن لبس جلود السباع والركوب عليها قال نعم قال فوالله لقد رايت هذا كله في بيتك يا معاوية فقال معاوية قد علمت لن انجو منك يا مقدام - الحديث		مقدام نے کہا تجھے خدا کی قسم سے پوچھتا ہون تو نے آنحضرت سے سنا ہی کہ وہ سونا پہننے سے منع کرتے معاویہ بولا ہان - مقدام نے کہا تجھے خدا کی قسم سے پوچھتا ہون تو جانتا ہے کہ آنحضرت نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے معاویہ بولا ہان - مقدام نے کہا تجھے خدا کی قسم سے پوچھتا ہون آنحضرت نے درندون کے چمڑے پہننے سے اور انپر بیٹھنے سے منع کیا ہی معاویہ بولا ہان مقدام نے کہا یہ سب کچھ ای معاویہ تیری گھر مین مینے دیکھا ہی معاویہ بولا مین جان چکا ہون کہ مین تجھسے ہرگز چھٹنے نہ پاونگا - آخر حدیث تک

ذنابة المقصد الثاني

یہ چند تمثیلین مواخذات صحابہ رضی اللہ عنہم مینے ذکر کی ہین جنکو مشتی نمونہ خروارے از ہزار کہا جاے تو بجا ہی مواخذات علماء تابعین ائمہ مجتہدین سو مستغنی از تفصیل تمثیل مین جسنے کبھی اقوال و مذاہب ان علماء کو کسیکی زبان سے بھی سنا ہوگا کو انکی کتب کو نہین دیکھا وہ انکے مواخذات سے بیخبر نہوگا - اور جسنے کسی عالم کی مجلس مین بھی گذر کیا ہوگا اوسکے کان مین یہ قصہ پہونچ چکا ہوگا کہ ان لوگون مین سے ایک نے دوسرے کی بہت باتونکو نہین مانا اور انپر مواخذہ کرکے اپنا نیا مذہب نکالا ہی یہانتک کہ شاگرد استادون سے جھگڑتے رہے اور ان سے مسائل و مذاہب مین مخالف ہوگئے ایک شخص نے ایک امر کو حلال کہا ہی اور دوسرے نے اسکو حرام ایک نے سنت کہا ہی اور دوسرے نے مکروہ بلا کلام مثلاً امام اعظم مذہب حنفی کچھ کہتے ہین اور انکے شاگرد کچھ اور اور انکے شاگردان شاگرد اور کا اور ان سے پہلے دوسرے طور - اسیواسطے مذاہب تابعین و مجتہدین صدہا تک پہنچ گئے اور سب کے سب مذہب واحد پر متفق نرہے اگر ایک دوسرے کی بات پر مواخذہ نکرتا تو ان سب کا مذہب واحد پر اتفاق ہوجاتا نہ کوئی حنفی کہلاتا نہ شافعی نہ یوسفی نہ حنبلی سب کے سب محمدی کہلاتے اور اتباع محمدی کو بلا اختلاف اپنا شعار بناتے -

یہ حال سنکر بھی کسیکو شک رہی اور بدون ذکر مثال اسکی تسکین خاطر نہو تو وہ ذنابہ مقصد اول کو جسکے مخفیات کے ضمن مین بعض مواخذات کا بھی بیان ہوچکا ہے مطالعہ مین لاوے - اور اگر کسیکو اس گلزار کی سیر سیر ہوکر مطلوب ہے تو وہ بشرط استعداد علمی کتب خلافیات کا ملاحظہ کرے جیسے فتح القدیر شرح معانی الآثار کتب مذہب حنفی سے منہاج مذہب شافعی سے معنی مذہب حنبلی سے وعلی ہذا القیاس شرح معانی الآثار مین امام ابو جعفر طحاوی نے باوجود اسکے کہ مذہب حنفی کی نصرت مین بزعم خود بڑی سعی و جانفشانی کی ہی کما قال مولی الاجل الشیخ عبد العزیز الدہلوی فی بستان المحدثین پھر جہان قول

باقی آئندہ

نمبر سیزدہم

ضمیمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

۱۸ مئی ۱۸۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۸ء جسمین اُن پانچون جوابکا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہے منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

قول امام ابو حنیفہ کو مخالف حدیث پایا ہے اور اُسکی نصرت و تصحیح مین اُن سے کچھہ بن نہین آیا ہے تو وہان مواخذہ سے درگذر نہین کیا اور اس قول کو صاف باطل کہدیا ہے اور کئی مسائل مین امام ابو حنیفہ سے مخالفت کی ہے اور اِس مخالفت کے باوجود کچھہ پرواہ نہین رکھی۔ دیکھو مسئلہ طلاق نشہ کی حالت مین اور مسئلہ شروع نماز فجر غلس مین۔ یہان سے طحاوی کے اِس قول کی تصدیق تائید نکلتی ہے جو ضمیمہ نمبر ہشتم ۱۸۷۷ء مین طحاوی سے منقول ہوا۔ او کلما قال ابو حنیفۃ اقلدہ ولا یقلد الا عصبی او غبی۔ ترجمہ کیا جو کچھہ امام حنیفہ نے کہا ہے مین اُسکا مقلد ہون؟ مقلد تو نہ ہوگا مگر متعصب یا بے عقل اور ان سب سے بڑھ کر کتاب محلی ابن حزم ہے جسکے حق مین امام عز الدین بن عبد السلام کتاب

حاشیہ ✝ وھذا ابو جعفر الطحاوی مع مبالغۃ المفرطۃ فی نصرۃ المذھب اذا تمت الحجۃ علی ابی حنیفۃ تراہ فی معانی الآثار کیف یاتی بکلام حدید حتی قال فی بعض المواضع فی قال ابو حنیفۃ باطل (دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب)

✝ عز الدین بن عبد السلام وہ شخص ہے جس کے علم و صلاحیت پر اتفاق ہے دیکھو عقد الفرید

مفتاح کنز الدرایہ مین فرماتے ہین لا نظیر لہ فی السلام یعنے کتاب محلے لا نظیر اسلام کی کتابون مین کوئی کتاب فقہ نہین ہے۔ اِس کتاب مستطاب مین امام حزم نے ایک ایک نام لیکر مواخذہ کیا ہے اور جسکا قول خلاف حدیث پایا ہے اِسکو اِن الفاظ سے رد کر دیا ہے صدق اللہ و رسولہ وکذب فلان یسمیہ۔ یعنے اللہ اور اُسکے رسول نے اس مسئلہ مین سچ فرمایا ہے اور فلانے شخص نے (جن جن کا نام لیتا ہے) جھوٹ بولا ہے۔ مین نے اِن لوگون کے نامون کو اِس لئے ذکر نہین کیا کہ مجمل طعن بلا تفصیل سُنکر ہمارے دوست ہم سے نہ اُلجھین اصل کتاب کی طرف توجہ فرمائین گے تو اِنکے جرح و طعن کو حق و با دلیل پائین گے اور حافظ ابن حزم کی اِس حق گوئی پر احسان منائین گے۔

سوال ابن حزم کی سخت زبانی و تیز کلامی مشہور دیار و اعصار ہے پس ایسے شخص کی مواخذات کا کیا اعتبار ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین باوجود صفت و ثنا ابن حزم کی باین الفاظ کان ابن

ملا حسن شرنبلالی حنفی کی اِس مین کہا ہے قال الشیخ المتفق علی علمہ وصدقہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام الخ۔

حزم حافظا عالما بعلوم الحدیث وفقیہا مستنبطا للاحکام من الکتاب والسنۃ وکان متقنا فی علوم جمۃ عاملا بعلمہ اِسکے حق مین کہا ہے کہ اِس کی زبان سے کوئی نہین چھوٹا اِس لئے دلون کو اِس سے نفرت ہوگئی اور فقہاء کا وہ ہدف (نشانہ بدگوئی) ہوگیا اور فقہاء اِسکے بغض پر مائل ہوئے اور اِسکی باتون کو رد کرنے لگے اور عام لوگون کو اِسکے پاس جانے سے روک دیا اور بادشاہون کو اِس کے فتنہ سے ڈرا دیا پس سلاطین نے اُسکو اپنے پاس سے دور پھینک دیا۔ ابن عریف نے کہا ہے کہ ابن حزم کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار سے کوئی نہین بچا۔

جواب۔ یہہ تیز کلامی و سخت زبانی اِس امام عالی مقام کی محض احیا سنت و اماتت بدعت کی نیت سے ہوئی ہے نہ تعصب و نفسانیت سے جب اِس نے فقہا کو اپنی آئمہ اور اساتذہ کی تقلید پر مقلدین احبار اور رہبان کی طرح معتکف پایا اور اُنکی کلام کو مخالف نصوص صریحہ دیکھا تو فرط حمیت سنت سے اُسکو بُرا کہا یہہ بُرا کہنا ایسا ہے جیسے صحابہ رسول اللہ صلعم امور خلاف حق و سنت دیکھہ سُنکر اِن امور کے مرتکبین کو برملا بُرا کہتے اور برطبق

لا یخافون لومۃ لائم کسی کی پرواہ نہ رکہتے دیکہو
ابن عباس کے پاس ذکر ہوا کہ نوف بکالی
(ایک عالم تابعی امام اہل دمشق کا نام ہے) کہتا
ہے کہ موسیٰ جو خضر علیہ السلام کے ساتہہ ہو چلا
تہا وہ نہین ہے جو بنی اسرائیل کا نبی تہا تو
ابن عباس سنکر جوش مین آگئے اور صاف کہہ
بیٹہے کذب عدو اللہ یعنے خدا کے دشمن نے جہوٹ کہا ہے
(۱) — فعن سعید بن جبیر قال قلت
لابن عباس ان نوف البکالی یزعم ان موسیٰ
لیس موسیٰ بنی اسرائیل انما ہو موسیٰ آخر فقال کذب
عدو اللہ الحدیث رواہ البخاری فی صحیحہ
ص۲۲ وغیرہ

(۲) عبادت بن الصامت رضی اللہ عنہ
کے پاس ایک شخص نے ذکر کیا کہ ابو محمد (ایک
شخص شام کا باشندہ ہے) کہتا ہے کہ وتر
واجب ہے عبادہ غصہ مین آگئی اور تیز کلام
ہو کر بولے کذب ابو محمد یعنے ابو محمد نے جہوٹ
کہا ہے۔ فعن ابن محیریز ان رجلا من بنی
کنانۃ یدعی المخدجی سمع رجلا بالشام یکنی و
ابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدجی
فرحت الی عبادۃ بن الصامت فاعترضت لہ
وہو رائح الی المسجد فاخبرتہ بالذی قال ابو
محمد قال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ
صلعم یقول خمس صلوات کتبہن اللہ تعالیٰ علی
العباد الحدیث رواہ مالک فی موطاہ ص۴۳۔

(۳) عبد بن السلام کے پاس کسی نے
ذکر کیا کہ کعب احبار نے کہا ہے کہ جو ساعت
جمعہ کے دن دعا مقبول ہونے کی آتی ہے وہ تمام
سال مین ایک دن مین آتی ہے تو عبد اللہ
بن سلام غصہ مین آکر بولے کذب کعب پہر
جب ٹہیک بات انکی طرف سے پہنچی تو بولے
صدق کعب فعن ابی ہریرۃ رض قال لقیت عبد اللہ
بن سلام فحدثتہ بہ مجلسی مع کعب الاحبار
وما حدثتہ فی یوم الجمعۃ فقلت لہ قال کعب
ذلک فی کل یوم سنۃ قال عبد اللہ کذب
کعب فقلت لہ ثم قرأ کعب التوراۃ فقال
بل ہی فی کل جمعۃ فقال عبد اللہ بن سلام
صدق کعب الحدیث رواہ مالک ص۳۸ و
اصحاب السنن۔

خلاصہ ترجمہ ان تینون حدیثون کا وہی
ہے جو پہلے نقل حدیث کی ہندی مضمون مین
کہا گیا ہے اس لئے دوبارہ اسکا اعادہ نہین
کیا۔

اور اگر حضرت عمر فاروق کی تیز کلامیان
وسخت گویون کو شمار کیا جائے تو ایک دفتر
طویل ہو جائے پس یہہ تیز کلامی وسخت زبانی
موجب عار وشنار نہ ہو بلکہ عین دین وسنت
اخیار۔ جسکو مصنفین اس مصرع کا مصداق کہہ
سکتے ہین۔ ع

وتلک شکاۃ ظاہر عنک عارہا

یا محمل اس بیت کا

لا عیب فیہم غیر ان سیوفہم
لہن فلول من قراع الکتائب

اتحاف النبلاء مین بعد نقل مضمون تاریخ
ابن خلکان کی اسکے جواب مین کہا ہے گویم ابن
سہ وقوع او از جہت تصلب او در اتباع واجتناب
از ابتداع بود واکثر آئمہ را مقلد محض یافتہ
حامی احبار ورہبان خود دیدہ ورفض سنن
ونبذ کتاب اللہ وتمسک بفروع مجتہد فیہا مشاہدہ
نمودہ زبان را در ذم ایشان مطلق ساختہ
اگر نیت صالحہ ہمراہ دارد انشاء اللہ تعالیٰ ضرری
از ان بسوئے وے عائد نخواہد شد ولہذا شیخ اکبر
در باب ثالث وعشرین ومائتین از فتوحات مکیہ
گفتہ غایت الوصلۃ ان یکون الشیء عین ما ظہر
ولا یعرف انہ ہو کما رایت النبی صلعم فی المنام
وقد عانق ابا محمد بن حزم المحدث فغاب الواحد
فی الآخر فلم نر الا واحدا وہو رسول اللہ صلعم
فہذہ غایۃ الوصلۃ وہی المعبر عنہا بالاتحاد۔
ونعم ما قیل۔ توہم وشینا بلیل مزارہ۔ فہم
لیسعی بیننا بالتباعد۔ فعانقتہ حتی اتحدنا تعانقا۔
فلما اتانا ما رای غیر واحد۔ ویقرب منہ
ما قیل بالفارسیۃ شعر

جذبۂ وصل بحد لیت میان من وتو
کہ رقیب آمد ونشناخت نشان من وتو

رزقنا اللہ من ہذہ الاتحاد نصیبا فی الدنیا
والآخرۃ۔

ترجمہ عبارت عربی۔ غایت وصال واتحاد دو چیزون
کا یہہ ہے کہ ایک شے دوسری کی عین ہو جاوے
اور خود نظر نہ آوے جیسے مین نے آن حضرت
صلعم کو دیکہا کہ آپ نے ابن حزم محدث کو گلے لگایا
پس ایک دوسرے مین غائب ہو گیا پس بجز

ایک آنحضرت صلعم دوسرے کو نہ دیکھا اور یہہ پہلے
وہ یہہ کا وصال ہے جسکو اتحاد کہتے ہین اور کیا اچھا
کسی نے نظم مین کہا ہے۔ ہما۔ می چشلی کہانے والے
نے ایک رات ہمارے محبوب کا ہمارے پاس آنا
خیال کیا۔ پس اس کوشش مین لگا کہ ہم مین
دوری ڈال دے۔ سو مین نے اسکو گلے لگا لیا
یہان تک کہ ہم دونون ایک ہو گئے۔ پس جب
وہ ہمارے پاس آیا تو بجز ایک کے کسی کو نہ دیکھا
اور اسی کے قریب ہے جو کسی نے فارسی مین
کہا ہے۔ کہ مجھ مین اور تیرے مین ایسا جذبہ
وصال ہے کہ رقیب آیا اور اس نے میرا اور
تیرا نشان نہ پایا۔ اللہ تعالی ہمین بھی ایسا اتحاد
و وصال سے دنیا و آخرت مین حصہ نصیب کرے۔
جیسے حافظ امام ابن حزم کو آنحضرت سے حاصل
ہوا۔ یہہ امر کہ فقہا نے اس کو ہدف سہام
ملامت کیا اور عام لوگون اور سلاطین کو اس کے
اتباع سے روک دیا اور سلاطین زمانہ نے اسکو
اپنے پاس سے دور کر دیا۔ سو جواب اسکا یہہ
ہے کہ وہ فقہا خود ابن حزم کے مدعی علیہ ہین تو
جن پر ابن حزم نے سو اعتراضات کئے ہین انکے
وہ بھائی بند اور مقلد ہین۔ جب وہ ابن حزم
کے سو اعتراضات علمی اور الزامات کی جو ابن حزم سے
عاجز آئے تو یہ جھلا کہنے سے دلون کے ارمان نکالے
گئے اور بزعم خود اپنے پیشوا لوگون کا بدلہ لینے کی
یہہ تجویز نکالی کہ چونکہ علمی جواب تو آتا نہین گالیون
ہی سے اسکو پورا کرین جیسے ہمارے وقت کے
مخالفین جب جواب دہی مسائل سے عاجز آتے

ہین تو سب و شتم کے فیر چلاتے ہین پس ایسے
بڑا کہنے والون کی بدگوئی کا کیا اعتبار ہے۔ ہان
اگر کوئی ثالث بالغیر ایسا کہتا تو جس پر ابن حزم
نے اعتراض نہین کیا اور نہ اسکے امام یا استاد
کو یہہ کہا ہے تو بشرط مدلل ہونے اسکی کلام کے
اسکا بڑا کہنا لایق توجہ و لحاظ ہوتا ان اعداء کا
بڑا کہنا اور لوگون کو ابن حزم کی طرف سے نفرت
دلانا کب لایق لحاظ ہے اور ان سلاطین کا
ابن حزم کو اپنے قرب سے ہٹانا کس طرح لایق
التفات بادشاہون کی جس نے انکی ہوائی نفسانی
کے موافق فتوی دیا اس نے جو چاہا ان سے کر لیا
لیا جسکو چاہا رسوا کرایا جسکو چاہا انعام دلایا پس
یہہ بھی انہین فقہاء اعداء سنت کا کام تھا اور
بظاہر بادشاہون کا نام لیکر لوگون نے بادشاہون
کے تقرب کے لئے حلال کو حرام بنا دیا اور نا
روا امور انکے لئے معاف کر دیا چنانچہ شیخ اکبر
محی الدین ابن عربی رحمہ کو مولوی عبد الحی
صاحب لکھنوی شرح مسلم الثبوت خاتمہ ولایتہ
محمدیہ لکھتے ہین، فتوحات مکیہ کے تین سو اٹھارہوین
باب مین ایسے فقہاء کا حال نقل کرتے ہین۔
اور فرماتے ہین واعلم ان اللہ لما غلبت الاھواء
علی النفوس وصلبت العلماء المراتب عند الملوک
ترکوا التجوز بالفتیا وجنحوا الی التاویلات البعیدۃ
لیمشوا اغراض الملوک فیما الزمہم فیہ ھوی نفس
لیستندوا فی ذلک الی امر شرعی معروف
الفقیہ سرہا لا یعتقد ذلک ویفتی بہ وقد
رایتا منہم جماعۃ علی ھذا من قضاتہم ومفتیہم

ولقد اجزنی الملک الظاھر غازی بن الملک
الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب وقد
وقع بینی وبینہ فی مثل ھذا کلام فنادی
بمملوک فقال جئنی بالجرمدان فقلت ما شان
الجرمدان قال انت تنکر ما یجری فی بلدی
ومملکتی من المنکرات والظلم وانا واللہ اعتقد
ما تعتقدہ انت من ان ذلک کلہ منکر ولکن
واللہ یا سیدی ما منہ منکر الا لفتیا فقیہ
وخط یدہ عندی بجواز ذلک فعلیہم لعنۃ اللہ
تعالی ولقد افتانی فقیہ وھو فلان وعین لی
افضل فقیہ عمانہ فی بلدہ فی الدین والتقشف
بانہ لا یجب علی صوم شہر رمضان ھذا
بعینہ بل یجب علی شہر فی السنۃ والاختیار لی
فی ای شہر شئت من شہور السنۃ قال السلطان
فغلتہ فی بالی ولم اظہر لہ ذلک وھو فلان
فسماہ لی رحمہ اللہ تعالی جمیعہم فلیعلم ان الشیطان
قد مکنہ اللہ تعالی علی حضرۃ الخیال وجعل لہ
سلطانا فیہا فاذا رای الفقیہ یمیل الی ھوی
یعرف انہ یبدی عند اللہ تعالی زینا لہ سوء
عملہ بتاویل غریب ویعمد لہ فیہ وجہا یفتنہ
لہ فی نظرہ ویقول لہ ان الصدر الاول قد
والوا اللہ بالرای وقاس العلماء فی الاحکام
واستنبطوا العلل للہ شیئا وطردوھا وحکموا
فی المسکوت عنہ بما حکموا بہ فی المنصوص علیہ
للعلۃ الجامعۃ بینہما والعلۃ من استنباطہ
فاذا مہد لہ ھذا السبیل جنح الی نیل ھواہ و
شہوتہ بوجہ شرعی فی زعمہ فلا یزال ھکذا

نعلہ فی کل مسالہ اوسلطانہ فیہ ھوی نفسہ و
یردالاحادیث النبویۃ ویقول لو ان ھذا الحدیث
یکون صحیحا وان کان صحیحا ولم یکن خبرا آخر یعارضہ
وھو ناسخ لہ لقال بہ الشافعی ان کان ھذا الفقیہ
شافعیا او تقال بہ ابوحنیفہ ان کان الرجل
حنفیا وھکذا اقوال اتباع الائمۃ کلھم ویرون
الحدیث والاخذ بہ سنۃ وان الواجب علیھم
تقلید ھولاء الائمۃ واشالھم فیما حکموا بہ اذا
عارضت اقوالھم الاخبار النبویہ فالاولی الرجوع
الی اقاویلھم وترک الاخذ بالاخبار والکتاب
فاذا قلت لھم قد روینا عن الشافعی رضی اللہ
تعالی عنہ انہ قال اذا تاکد الحدیث یعارض
قولی فاضربوا بقولی الحائط وخذوا بالحدیث
فان مذھبی الحدیث وقد روینا عن ابی حنیفۃ
رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال لاصحابہ حرام
علی کل من افتی بکلامی مالم یعرف دلیل وما
رویا شیئا من ھذا عن ابی حنیفۃ الا من
طریق الحنفیین ورویا عن الشافعی الا من طریق
الشافعیۃ وکذالک المالکیہ والحنابلہ فاذا فیھم
فی مجال ھذا الکلام ھربوا وسکتوا وقد جری
لنا ھذا معھم مرارا بالمغرب والمشرق فما منھم
احد علی مذھب من یزعم انہ علی مذھبہ فقد
انتھکت الشریعۃ بالاھواء وان کانت الاخبار
الصحاح موجودۃ مسطرۃ فی الکتب الصحاح واسماء
الرواۃ فی کتب التواریخ معلومۃ بالجرح والتعدیل
مضبوطۃ والاسانید محفوظۃ مصونۃ من
التغییر والتبدیل ولکن اذا ترک العمل بھا واشتغل

الناس بالرائے ودانوا انفسھم تقلیدی المتقلمین
مع معارضۃ الاخبار الصحاح لھا فلا فرق بین
علمھا ووجودھا اذ لم یبق لھا حکم عندھم
وای تنقیص اعظم من ھذا واذا قلت لاحدھم
فی ذلک یقول لک ھو المذھب وھو اللہ
کاذب فان صاحب المذھب قال لہ اذا عارض
الخبر کلامی فخذ بالحدیث واترک کلامی فی الحش
فان مذھبی الحدیث فلو انصف لکان علی
مذھب الشافعی من ترک کلام الشافعی للحدیث۔
المعارض لہ فاللہ تعالی یاخذ بید الجمیع۔

ترجمہ۔ تو جان لے کہ جب نفسون پر ہوا غالب
ہوتی ہے اور علما بادشاہون کے پاس مراتب
طلب کرتے ہین تو شریعت کا روشن راستہ
چھوڑ دیتے ہین اور بعید تاویلون کی طرف مائل
ہوتے ہین کہ بادشاہون کی غرضین چلائین
جن مین ان کے نفسون کی خواہشین ہون اس
مین شرعی سند لیکر باوجود اس کے کہ فقیہ کو
خود اس امر کا اعتقاد نہین ہوتا پہ وہ بادشاہون
کی خاطر فتوی دیتا ہے۔

اور مین ان مین سے جماعت فقہا اور قاضیون
کو دیکھا ہے اور مجھے بادشاہ غازی ظاہر بیٹے
بادشاہ ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب نے
خبر دی اور میری اس سے اس باب مین کلام
ہوئی۔ پس اسنے اپنے غلام کو بلایا اور حکم دیا جردان†
حاشیہ † جردان معرب جرمان کا ہے، اور جردان
کو لغات عزیزیہ مین بمعنے کیسر لکھا ہے شاید
یہان مراد کوئی تھیلہ یا بستہ ہو۔

لے آو مین نے کہا کیا حال ہے جردان کا یعنے
کیون طلب کیا ہے وہ بولا تو ان باتون پر
جو میرے شہر اور حکومت مین ہو رہی ہین۔
انکار کرتا ہے یعنے ظلم وغیرہ منکرات پر اور
قسم ہے کہ میرا بھی ان مین وہی اعتقاد ہے جو
تو اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ سب کی سب بری باتین
ہین ولیکن ان مین سے کوئی بات نہین ہوتی مگر
فقیہ کے فتوی سے اور اسکا لکھا ہوا جواز مین
ان چیزون کے میرے پاس ہے پس ان پر
خدا کی لعنت ہو اور قسم ہے مجھے فلانے فقیہ نے
(جسکا اسنے نام لیا تمام فقیہون سے جو اس
شہر مین تھے ظاہر دین داری مین افضل)
مجھے فتوی دیا ہے کہ مجھ پر خاص کر مہینے رمضان
کے روزے واجب نہین ہین مجھے اختیار ہے
جس مہینہ کے چاہون سال بھر مین روزے
رکھ لون۔ بادشاہ نے کہا کہ مین نے اسکو
اپنے دل مین لعنت کی اور بظاہر کچھ نہ کہا اور وہ
فلانا شخص جسکا اسنے میرے پاس نام لیا خدا
تعالی ان پر رحم کرے اور جاننا چاہیے کہ خدا تعالی نے
شیطان کو اسکے خیالیہ جگہ دی ہے اور اس مین
اس کی حکومت کر رکھی ہے پس جس وقت
کسی فقیہ کو دیکھتا ہے کہ یہ ہوا و نفس کی
طرف مائل ہے جسکو خدا کے نزدیک برا سمجھتا
ہے تو اسکو اسکا جو اعمل اچھا کر دکھاتا ہے
کسی عجیب تاویل سے اور اسکو ایک وجہ
بتا دیتا ہے جسکو وہ اپنی نظر مین بہتر سمجھتا ہے

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ مضمون متعلقہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی ۱۸۷۷ء جسمین اُن پانچون جواب کا جواب ہے جنکو ظفر احمد صاحب نے مشتہر کیا ہی منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اور یہ کہتا ہے کہ صدر اول (یعنی صحابہ) نے خدا کی اطاعت عقل سے کی اور علما نے احکام مین قیاس کیا اور بہت چیزون مین علتون کو نکالا جنکو مسطرد سمجھکر قیاس کیا۔ جب یہ راستہ اُسکے لئے بنا دیا تو وہ اپنی ہوا و شہوت کی شرعی وجہ سے حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا پس وہ اپنے اور اپنے پادشاہ کی سب نفسانی باتون مین ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہی اور احادیث صحیح نبویہ کو رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حدیث اگر صحیح ہوتی یا کوئی اور حدیث اسکی معارض نہوتی جو اسکی ناسخ ہو تو امام شافعی ضرور اسکا قائل ہوتا (یہ تب کہتا ہے جبکہ وہ فقیہ شافعی ہو) یا امام ابو حنیفہ اسکا قائل ہوتا (یہ تب کہتا ہی جبکہ وہ فقیہ حنفی ہو) اسی طرح تمام امامون کے اتباع کہتے ہین اور حدیث اور اُسکے عمل و اخذ کو گمراہی خیال کرتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ انپر تقلید اُن امامون کی واجب ہی اسمین جو وہ کہین۔ اگرچہ اُن کے اقوال احادیث نبویہ کے مخالف ہون پھر بھی رجوع کرنا طرف اقوال ائمہ کے عمل حدیث و قران سے بہتر ہی۔ اور جب انکو کہین کہ ہمکو امام شافعی سے روایت پہنچی ہے کہ جب تمکو میرے قول کے خلاف حدیث پہونچے تو میرے قول کو دیوار سے مارو اور عمل حدیث پر کرو۔ ایسا ہی ہمکو ابو حنیفہ سے پہنچا ہے کہ اُنہون نے اپنے لوگون کو کہا کہ حرام ہے اُسپر جو میری دلیل نہ جانے یہ کہ میری کلام سے فتویٰ دے۔ اور ہمکو یہ بات ابو حنیفہ سے نہین پہنچی مگر حنفیہ کی سند و طریق سے اور نہ شافعی سے مگر شافعیون کی سند و طریق سے۔ ایسا ہی مالکیہ و حنابلہ کے طریق سے مالک و احمد بن حنبل کے اقوال۔ پس جب اُنکو مجال جواب نہین رہتی تو بھاگ جاتے ہین اور چپ ہو جاتے ہین اور ہمکو یہ ماجرے کئی دفعہ مشرق و مغرب مین پیش آئے ہین پس انمین سے ایک بھی نہین ہے جو اپنے امام کے مذہب پر ہو جسکے مذہب پر ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے پس شریعت نفسانی ہواؤن سے منسوخ ہو گئی ہے۔ اور حدیثین صحیح اگرچہ کتابون مین موجود ہین اور اُن کے راویون کے نام معہ جرح و تعدیل مرقوم اور سندین حدیثون کی تبدل سے محفوظ ولیکن جب انپر عمل چھوٹ گیا اور لوگ قیاس سے مشتغل ہوئے اور پرانے علماؤن کے فتاوی باوجود انکی مخالفت کے نصوص سے ماننے لگے تو حدیثون کا ہونا نہونا برابر ہو گیا جبکہ اُن کے نزدیک انکا کچھ حکم نرہا اس سے بڑھکر کیا نسخ ہوگا جب تو کسی کو اُن مین کچھ کہیگا تو وہ کہیگا ہمارا یہی مذہب ہے اور خدا کی قسم ہی کہ وہ جھوٹھا ہی اسلئے کہ اس مذہب کے امام نے کہا ہے کہ جب حدیث صحیح میری کلام کے مخالف ہو تو حدیث کو لے لو اور میرے کلام کو پائخانہ مین چھوڑ دو اسلئے کہ میرا مذہب وہی حدیث ہے۔ پس اگر وہ انصاف کرے تو شافعی مذہب پر وہی ہے جو شافعی کے قول کو جو حدیث کے مخالف ہو چھوڑ دے یعنی ایسا ہی حنفی وہ ہے جو ابو حنیفہ کے کلام مخالف حدیث کو چھوڑ دے پس اللہ تعالیٰ سب کو سنبھال لے پس ایسے لوگونکے فتویٰ لگانے اور کسیکو بادشاہون کے پاس سے ہٹانے کا کیا اعتبار ہی۔ **ناظرین** ان حضرات کی تعصبات کو خیال مین نہ لاوین۔ اور بمقابل انکے یہ غور فرماوین کہ بعض متعصبین نے اس امام عالیمقام پر اعتراض کیا ہے تو کیا ہوا جمہور علما اور فقہا تو اسکو پیشوا جانتے ہین اور جا بجا اپنی کتب مذہبیہ مین اس کی نقل و قول پر اعتماد کرتے ہین اگر وہ اس تیز کلامی کے سبب سے ساقط الاعتبار ہو جاتا تو کتب مذاہب اربعہ مین اسکی نقل و قول پر اعتماد کیون کیا جاتا **رہا یہ امر** کہ کتب مذہب اربعہ مین اسکے قول و نقل پر اعتماد واقع ہی

ہماری بعض احباب اعتراض کرتے ہین کہ اسمین اتحاد اشیاء کا وجود خارج مین ثابت ہوتا ہی اور ایک شے کا دوسرے مین حلول [illegible]

[illegible]

متقرب محبوب الٰہی کو وجود الٰہی بتایا گیا عن النبی قال اللہ تبارک و تعالیٰ ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا رواہ البخاری ۱۲

ترجمہ

ابو سعید

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یا نہین سو علماء ناظرین اسفار مذاہب اربعہ کے
نزدیک محتاج بیان نہین۔ ہان عامی اس سے
بے خبر ہین سو انکی اطلاع کے لئے دو ایک
عبارتین معتبرات حنفیہ کی جن مین نقل و قول ابن
حزم سے استشہاد اور انپر اعتماد واقع ہوا ہی
ہدیہ ناظرین کرتا ہون +

(۱) **شیخ عبد الحق حنفی** دہلوی جنکی
حنفیت شہرہ آفاق ہے شرح سفر السعادۃ کے
صفحہ ۳۰ مین بضمن وصل اخیر قسم ثانی مقدمہ کے
امام ابن حزم کے قول سے استشہاد کرتے ہین
اور انکو بخطاب امام و حافظ (یعنی حافظ الحدیث)
یاد فرماتے ہین حیث قال امام حافظ ابو محمد بن
حزم گفتہ کہ اصحاب ابو حنیفہ ہمہ متفق اند کہ حدیث
ہر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر
از قیاس ست +

(۲) **حلبی نے** شرح کبیر منیۃ المصلی مین
اس حدیث موقوف کی تصحیح مین ہے کہ جمعہ و عیدین
مصر کے سوا نہین ہوتی ہین ابن حزم کے قول پر
اعتماد کیا ہی چنانچہ کہا ہے روی ابن ابی شیبۃ
عن علی رض انہ قال لا جمعۃ ولا تشریق ولا
صلوۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع
او مدینۃ عظیمۃ صححہ ابن حزم فی المحلی
وروی مرفوعا وھو ضعیف وعلی ھذا القیاس

سوال ابن حزم کے قول پر علماء کا اعتماد
اور انکی نقل و روایت سے استشہاد تو مسلم ہے۔
ولیکن یہ کیا بات ہی کہ بعض علماء ظاہریہ (جن مین
سے ابن حزم ہی) کی بات کو مواضع اجماع مین
نہین مانتے اور انکے خلاف کی پرواہ نہین رکھتے۔
دیکھو نووی نے شرح مسلم کے صفحہ ۱۲۷ مین ذیل
حدیث مسواک کے کہا ہے کہ شیخ ابو حامد اسفرائینی
نے داود ظاہری سے (جو ابن حزم کا پیشوا ہین)
وجوب مسواک نقل کیا ہی پھر کیا یہ نقل صحیح نہین
ہے اور اگر صحیح بھی مانی جاوے۔ تو داود
کا خلاف اجماع مین مضر نہین۔ اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ ان لوگون مین کچھ تو ہی جسکے سبب سے
یہ اجماع کے رکن نہین بنائے گئے اور اس کمیٹی
کے ممبرون سے نکالی گئی **جواب** یہ بات ہی
ان نفسانی فتوون کی طرح تعصب و ہوا سی سے
پیدا ہوئی ہے اور حمیت مذہب و آفت تقلید نے
انسے کھلوائی ہے اس کے سوا اور کوئی دلیل
اسپر پائی نہین گئی۔ قال الامام الربانی المجتہد
الیمانی محمد بن علی الشوکانی فی نیل الاوطار
شرح منتقی الاخبار تحت حدیث السواک وھو من
السنن المؤکدۃ ولیس بواجب فی حال من الاحوال قال
النووی باجماع من یعتد بہ فی الاجماع وحکی ابو حامد
الاسفرائینی عن داود الظاھری انہ اوجبہ
فی الصلوۃ وحکی لما وردی عنہ انہ واجب
لا یبطل الصلوۃ بترکہ وحکی عن اسحق بن
راھویہ انہ واجب تبطل الصلوۃ بترکہ عمدا
قال النووی وقد انکر اصحابنا المتاخرون علی
الشیخ ابی حامد وغیرہ نقل الوجوب عن
داود وقالوا مذھبہ انہ سنۃ کالجماعۃ
ولو صح ایجابہ عن داود ولم تضر مخالفتہ
فی انعقاد الاجماع علی المختار الذی علیہ المحققون
والاکثرون قال واما اسحق فلم یصح ھذا المحکی
عنہ انتہی۔ وعدم الاعتداد بخلاف
داود مع علمہ وورعہ واخذ جماعۃ من
الائمۃ الاکابر لمذھبہ من التعصبات التی
لا مستند لھا الا مجرد الھوی والعصبیۃ وقد
کثر ھذا الجنس فی اھل المذھب وما ادری
ما ھو البرھان الذی قام لھؤلاء المحققین حتی
اخرجوہ من دائرۃ علماء المسلمین فان کان
لما وقع منہ من المقالات المستبعدۃ منی بالنسبۃ
الی مقالات غیرہ الموسسۃ علی محض الرای المضادۃ
لصریح السنۃ فی حیز القلۃ المبالغۃ فان التعویل
ترجمہ۔ امام ربانی مجتہد دیار یمن محمد بن علی
شوکانی نے کتاب نیل الاوطار مین ذیل مسئلہ
مسواک کہا ہی کہ یہ مسواک سنت مؤکدہ ہے۔
اور کسی حالت مین واجب نہین ہی نووی نے
کہا ہی کہ یہ بات اون لوگون کے اتفاق سے
ثابت ہی جنکا اجماع مین اعتبار ہوتا ہی۔
اور ابو حامد اسفرائینی نے داود ظاہری سے
اسکا وجوب نقل کیا ہی اور ماوردی نے اسکے
ساتھ یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ ایسا واجب نہین ہے جسکے
ترک سے نماز بالکل نہین ہوتی۔ اور اسحق
بن راہویہ (امام) سے منقول ہی کہ یہ ایسا
واجب ہے جسکی ترک سے نماز نہین ہوتی ہے
نووی نے کہا ہے کہ ہمارے متاخرین
علماء نے ابو حامد وغیرہ کا داود سے وجوب
نقل کرنا نہین مانا اور کہا ہی کہ اسکا مذہب
بھی یہی ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے اور
جماعت کا مذہب ہے (یا جیسے جماعت سنت ہی)

علی الرای وعدم الاعتناء بالادلۃ قد افضی بقوم الی التمذھب بمذاھب لا توافق شریعۃ منہا الا القلیل النادر

اور اگر داؤد کا واجب کہنا ہی ثابت ہو تو داوود کی
مخالفت اجماع کو ضرر نہین دیتے جیسے محققین و
اکثرین نے اختیار کیا ہی - اور اسحق سے تو یہ قول
وجوب صحیح ہے نہین ہوا - تمام ہوا کلام نووی کا
(شوکانی نے کہا ہے) باوجود علم و پرہیزگاری
داوود کے اور اختیار کرنی بڑی امامون کے ایک
جماعت کے اسکی مذہب کو اسکی خلاف کو شمار مین
نہ لانا اُن تعصبات سی ہے جنکے لیئے سواے ہواے
نفسانی و تعصب مذہبی کی کچھ نہین اور اس قسم
کا تعصب اہل مذہب مین بہت ہے - اور مین نہین
جانتا کہ اُن محققین (برغم خصم) کے پاس
کونسی دلیل قائم ہوئی ہے جسکی حکم سے اُنہون
نے داوود کو زمرہ علماء سے خارج کر دیا اور
اگر یہ اخراج داوود کے بعضے بعید باتون کے
سبب سے ہی تو وہ یہ نسبت اورون کی ایسی باتون کے
جو محض راے پر مبنی ہین اور صریح حدیث کی خلاف
نہایت قلت مین ہین اسلئے کہ راے پر اعتماد کرنی اور
نصوص کے قصد نکرنے نے تو قوم کو اُن مذاہب
کیطرف پہنچا دیا ہی - جنکو سنت سی بجز شاذ و نادر
کہین مناسبت نہین (پھر باوجود اسکی اُن لوگونکا
خلاف کیون ساقط الاعتبار نہ ٹھرا) - بعض
علماء نے اعتبار نکرنے خلاف ظاہریہ پر یہ استدلال
کیا ہی کہ یہ لوگ مجتہد نہین اسلئے کہ شروط اجتہاد
سے راے و قیاس بھی جسکے یہ قائل نہین - اور
صاحب تنویر نے جو نصرت مذہب کیواسطے
خطابیہ کی طرح کذب کو حلال جانتا ہی اور اس فن
مین درجہ امامت و اجتہاد کا پاس کیا ہوا ہی چنانچہ

مفصل بیان اسکا معیار مین ہو چکا ہی اسپر اس
افترا سی استدلال کیا ہی کہ داؤد و ابن حزم اہل
سنت سے نہین ہے اسلئے کہ شاہ ولی اللہ نے
حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہی والظاہری
من لا یقول بالقیاس ولا باثار الصحابۃ والتابعین کداود
وابن حزم وبینہما المحققون من اہل السنۃ کاحمد و اسحق
راقم بجواب استدلال اُن علماء
کے کہتا ہے کہ ثبت العرش ثم انقش
یعنے پہلی چھت بنالین پھر نقش نگار کے فکر مین
پڑین پہلے قیاس کو نصوص شرعیہ سی ثابت
کرین پیچھی اسکے منکر پر انکار متوجہ فرماوین
اور اسکو دائرہ مجتہدین سی خارج بتاوین -
اس عاجز نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب
اصول مصنفہ سلف و خلف دیکھین پر کسی مین
کوئی دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پاے
اگر کوئی شخص ایک آیۃ صریح یا حدیث صحیح
مشروعیت قیاس پر مجھی بتلا دی تو انعام
موعودہ اشتہار سے دو چند انعام پاوے
ولیکن قیود اشتہار کا یہان بھی لحاظ رکھین
اور بے سوچی بن سمجھے امثال آیہ فاعتبروا
یا اولی الابصار یا حدیث ارایت لو کان علی ابیک
دین یا حدیث ارایت لو تمضمضت یا حدیث
معاذ بن جبل سے جو اس باب مین مشہور ہی
نہ لپٹ جاوین اور نہ پیچھے پیچھتائینگے اور بجای
انعام بجز خسارت و ندامت کچھ نپائینگے اور جب
تک کوئی دلیل اسکی مشروعیت پر نہ ملی تب تک
ظاہریہ کی طعن و تشنیع سے متوقف رہین اور

بنظر روایات استدلالات ذیل انکار قیاس کو خلاف
حق نہ سمجھے اور نہ ظاہریہ کو اس مین متفرد خیال
کرین اجلہ اصحابہ و ائمہ تابعین بلکہ خود رسول
امین بلکہ خود الہ العالمین اس قیاس کے منکر
ہین اور اسکو ضلالت و ہواے نفس و پیشہ
ابلیس فرما چکی ہین - صحیح بخاری مین ہے
بصفحہ ۱۰۸۶ وغیرہ باب ما یذکر من ذم
الرای وتکلف القیاس وقول اللہ ولا تقف
ما لیس لک بہ علم الی ان ذکر بسندہ الی ابن عمر
یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان اللہ لا ینزع العلم بعد ان اعطاکموہ
انتزاعا ولکن ینتزعہ عنہم مع قبض العلماء
بعلمہم فیبقی ناس جہال یستفتون فیفتون
برایہم فیضلون ویضلون - الی ان قال
بعد روایۃ قول سہل بن حنیف یا ایہا الناس
اتہموا رایکم قال ابو عبد اللہ اتہموا رایکم یقول ما لم
یکن فیہ کتاب ولا سنۃ ولا ینبغی لہ ان یفتی -
وقال متصلا بہ باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یسئل عما لم ینزل فیہ الوحی فیقول لا ادری ولم یجب
حتی ینزل علیہ الوحی ولم یقل برای ولا بقیاس
لقولہ تعالی بما اراک اللہ وقال ابن مسعود سئل
ترجمہ یہ باب ہی جسمین برائی راے و تکلیف
قیاس کا ذکر ہے اور قول اللہ تعالی کا (جو اسکا
موید ہے) کہ اس چیز کے پیچھے مت لگ جسکا
تجھے علم نہین (یعنی اٹکل و قیاس سے اسمین
کچھ نہ کہہ) یہانتک کہ امام بخاری نے اپنی سند
سے ابن عمر سے نقل کیا کہ وہ کہتی مینے آنحضرت

النبی عن الروح فسکت ثم ذکر حدیث سوال جابر یاہ عما یضع فی مالہ وعدم جابتہ ایاہ بشیء حتی نزلت آیۃ المیراث

سے سُنا ہی کہ اللہ تعالیٰ تمکو علم دیکر چھین نہ لیگا (یعنی تمہارے سینون سے نہ نکالدیگا) ولیکن اسطرح چھینے گا کہ علماء کو مع علم فوت کر دیگا پھر جاہل لوگ باقی رہجاوینگے انسے مسائل پوچھے جاوینگے تو وہ اپنی راے سے فتوی دینگے پس آپ بھی گمراہ ہونگی اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔ یہانتک کہ امام بخاری نے سہل بن حنیف (صحابی) کا یہ قول (کہ لوگو تم اپنی راے کو برا کہو) نقل کرکے (اسکی تفسیر مین) کہا ہی اپنی راے کو اس امر مین برا سمجھو جس مین کتاب اللہ و سنت نہو اسمین مفتی کو لائق نہین کہ فتوی دے پھر اسکی متصل فرمایا ہے باب ہی اس باب کے بیان مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسے امر سے سوال کئے جاتے جسمین وحی نہ آتی تو اب جواب ندیتی اور صاف فرماتے اسکو مین نہین جانتا عقل و قیاس سے کچھ نہ کہتے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو کہدیا ہی کہ (دینے تیری طرف کتاب اسلئے اوتاری ہی کہ تو لوگون مین ان باتون کا حکم کریے جو تجھے اللہ نے سوجائی ہین (یعنی نہ اپنی عقل و قیاس سے)

ابن مسعود نے کہا ہی کہ آنحضرت صلعم روح کے حال ہی سوال کئے گئے تو اب چپ رہی یہانتک کہ اسباب میں آیۃ نازل ہوئی پھر امام بخاری نے وہ حدیث ذکر کی جسمین جابر کا آنحضرت سے اپنی مال کے باب مین سوال کرنا اور آنحضرت کا تا نزول آیۃ میراث کچھ جواب نہ دینا مذکور ہی۔

قال ابوسعید ویقرب من هذه الاستدلالات ما استدل به الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی فی الباب الثامن عشر وثلثمائة من الفتوحات قبیل ما نقلنا عنه فی نمبر الثالث عشر حیث قال ومن هذا الباب ای نسخ الشریعة بالاغراض حلف الانسان علی ما ابیح له ان لا یفعله او یفعله ففرض الله تحلة الایمان وهو من باب الاستدراج والمکر الالهی الا من عصمه الله بالتنبیه علیه فیاتم شارع الا الله قال تعالی لنبیه لتحکم بین الناس بما اراک الله ولم یقل بما رایت بل عتبه سبحانه وتعالی فیما حرم علی نفسه بالیمین فی قصة عائشة وحفصة فقال تعالی یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغی مرضات ازواجک فکان هذا مما رآه نفسه فهذا یدل علی ان قوله تعالی بما اراک الله انه ما یحکم به الیه لا بما یراه فی رایه فلو کان الدین بالرای لکان رای النبی اولی من رای کل ذی رای فاذا کان هذا حال النبی فیما رآه نفسه فکیف رای من لیس بمعصوم ومن الخطاء اقرب الیه من الاصابة فدل علی ان الاجتهاد الذی ذکره رسول الله انما هو فی طلب الدلیل علی التعیین

ترجمہ:- ابوسعید (مؤلف ضمیمہ) کہتا ہی کہ انہیز استدلالات (امام بخاری) کے قریب مین جو استدلال شیخ محی الدین بن عربی نے فتوحات کے ۳۱۱ باب مین اس عبارت کے (جو ضمیمہ نمبر ۱۳ مین گذری) کچھ پیشتر ذکر کئے ہین جہانپر کہا ہی کہ اسی قسم (یعنی نسخ شریعت بغرض نفسانی) سے ہے کہ انسان قسم کہالے اس چیز پر جو خدا نے اسکے لئے مباح کی ہے اسطرح پر کہ وہ کام نہ کریگا یا کریگا پس اللہ نے ایسے قسم کے توڑنے کے لئے کفارہ مقرر کیا ہی اور یہ از قسم استدراج و تدبیر الٰہی اس سے وہی بچاتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اسپر نگاہ کرکے بچالے پس یہان کوئی شارع نہین بجز اللہ جبتک نہ کہے وہ اللہ تعالیٰ اپنی نبی کو فرماتا ہی کہ (دینے تجھ پر اسلئے کتاب اوتاری ہے) کہ تو لوگون مین حکم کرے اس چیز سے جو تجھے اللہ بتادے اور یہ نہین فرمایا کہ جو تیری راے مین آوے بلکہ اسپر عتاب کیا بسبب آنحضرت نے قصہ عائشہ و حفصہ مین اپنی اوپر حلال کو حرام کرلیا سو فرمایا اے نبی تو نے اللہ کے حلال کو حرام کیون کرلیا اپنی بیویون کی رضامندی چاہنے کو پس یہ ایسی بات تھی کہ آنحضرت کی راے مین آگئی تھی اس سے تجھے معلوم ہوگیا کہ خدا کا یہ کہنا کہ حکم کر اس چیز سے جو تجھے اللہ بتادے یہ ہی کہ انکی طرف وحی ہو نہ وہ جو آپکے راے مین آجاوے سو اگر دین راے ہی ہوتا تو آنحضرت کی راے تمام راے والون کی راے سے بہتر ہوتے جب آنحضرت کا ان باتون مین جو آپکی راے مین آوین یہ حال ہی تو کیا حال ان لوگون کی راے کا جو معصوم نہین ہین اور خطا کے طرف بہ نسبت صواب زیادہ نزدیک ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جو اجتہاد کا ارشاد کیا ہی وہ یہی ہی کہ دلیل تعین حکم کسی مسئلہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمین بقیہ و خاتمہ جواب اُس جواب کا ہی جسکو ظفر احمد صاحب نی بمقابلہ اشتہار مجریہ ۱۹ و ۲۶ مئی
مشتہر کیا ہی منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری سلمہ ربہ

طلب کیجاوے نہ یہ کہ حکم شرعی کسی مسئلہ مین از خود
نکالے جاوین - اسلئے کہ اللہ تعالی نے اسکی
اجازت نہین دی - اخیر اس بیان تک جو دیکھنے
کے لایق ہے -

اور اس سے پہلے جلد اول باب ۷۶ فتوحات مین
آیۃ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات
سے نفی قیاس پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے ہذا
اول دلیل علی ابطال القیاس - اور وہ بھی لائق
مراجعت ہی

اور سنن ابن ماجہ مین ہی بصفحہ ۱۰ باب اجتناب
الرای والقیاس عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال
سمعت رسول اللہ صلعم یقول لم یزل امر
بنی اسرائیل معتدلا حتی نشاء فیہم المولدون
وابناء سبایا الامم فقالوا بالرای فضلوا واضلوا

ترجمہ یہ باب ہے امر اجتناب رای و قیاس کا عبد اللہ
بن عمرو سے روایت ہی کہا مینے آنحضرت سے سنا ہے
کہ بنی اسرائیل کا کام (دین) معتدل رہا یہانتک
کہ انمین مولدین (غیر ملک کی پیدایش) اور
لونڈیون کی اولاد پیدا ہوی - اونہون نے
قیاس سے باتین نکالین پس آپ بہی گمراہ
ہوے اور لوگونکو بھی گمراہ کیا

ایسا ہی سنن دارمی مین بصفحہ ۲۰ عروۃ
بن الزبیر سے مروی ہے اور حلیۃ الاولیاء
ابی نعیم مین ہے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن
عن جدہ ان رسول اللہ صلعم قال اول
من قاس امر الدین برائہ ابلیس فقال
اللہ تعالی اسجد لادم قال انا خیر
منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین
قال جعفر فمن قاس امر الدین برایہ
قرنہ اللہ تعالی یوم القیمۃ بابلیس لانہ اتبعہ
بالقیاس کذا فی الدر المنثور للسیوطی

ترجمہ حضرت جعفر صادق سے روایت ہے
اور وہ اپنے والد امام محمد باقر سے روایت
کرتے ہین اور وہ اپنے والد امام حسین علیہ السلام
سے اور وہ اپنے باپ امیر المومنین علی علیہ السلام
سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ دین
کے کام مین سب سے پہلے شیطان نے قیاس
دوڑایا ہے اللہ تعالے نے اسکو فرمایا
کہ تو آدم کیطرف سجدہ کر اُسنے کہا (یہ
حکم خلاف قیاس ہے) مین اُس سے
بہتر ہون مین ناری ہون اور وہ خاکی -
امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جسنے دین مین
قیاس کیا اسکو حق تعالی قیامت کے دن شیطان
کے ساتھ ملا دیگا کیونکہ وہ قیاس مین شیطان

کا پیرو ہے ایسا ہی در منثور سیوطی مین ہے
حیوۃ الحیوان دمیری کی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ مین
لکھا ہے کہ یہ بات امام جعفر صادق نے امام ابو حنیفہ
کو بالمشافہ کہی اور انکو قیاس کرنے سے منع
کیا - فقال فی ذکر الظبی ذکر ابن خلکان فی

ترجمہ جعفر الصادق انہ سال ابا حنیفہ رح
ما تقول فی محرم کسر رباعیۃ ظبی فقال یا ابن
بنت رسول اللہ لا اعلم فیہ فقال ان الظبی
لا یکون رباعیا وھو ثنی ابدا الی ان
استشہد علیہ بقول الجوھری وشعر الشاعر
ثم قال قال ابن شبرمۃ دخلت انا وابو حنیفۃ
علی جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ
فقلت ھذا الرجل فقیہ من اھل العراق
فقال لعلہ الذی یقیس الدین برایہ اھو نعمان
بن ثابت ولم اعرف اسمہ الا ذلک الیوم
فقال ابو حنیفہ نعم انا ذاک اصلحک اللہ
فقال لہ جعفر الصادق اتق اللہ ولا تقس الدین
برایک فان اول من قاس برایہ ابلیس
اذ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ
من طین فاخطاء بقیاسہ وضل -
الی ان قال ایما اعظم عند اللہ الصوم
او الصلوۃ قال الصلوۃ قال ما بال

الحائض تقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ اتق
اللہ یا عبد اللہ ولا تقس الدین برأیک
فانا نقف غداً ومن خالفنا فنقول قال اللہ
وقال رسول اللہ صلعم وتقول انت و
اصحابک سمعنا ورأینا فیفعل اللہ بنا وبکم
ماشاء انتہی مختصراً من اصلہ

ترجمہ- دمیری نے ذکر ہرن (جانور) کی ذیل
مین کہا ہے کہ ابن خلکان (مورخ) نے
بذیل ترجمہ حضرت جعفر صادق کہا ہے کہ حضرت
امام نے ابو حنیفہ رح سے پوچھا تم اس محرم
کے حق مین کیا کہتے ہو جو ہرن کا چوتھا دانت
توڑ دے یعنے اُسکے کیا سزا ہی - انہون نے
کہا مین نہین جانتا جعفر صادق نے فرمایا
کہ ہرن تو چار دانت ہوتا ہی نہین - وہ
تو ہمیشہ دو دانت ہوتا ہی پھر اسپر صاحب
کتاب نے جوہری کے قول اور ایک شاعر کے شعر
سے شہادت ذکر کی پھر کہا ابن شبرمہ نے بیان
کیا ہے کہ مین اور ابو حنیفہ امام جعفر صادق
کے پاس حاضر ہوئے - مینے عرض کیا کہ یہ
شخص عراق (ملک) کا فقیہ ہے - امام جعفر
صادق نے فرمایا شاید وہی ہے جو دین مین
قیاس کیا کرتا ہی کیا یہ نعمان بن ثابت ہی (ابن
شبرمہ نے کہا) مینے اس دن سے پہلے انکا
نام نہین سنا تھا کہ نعمان ہے -
ابو حنیفہ نے [illegible] مین [illegible]
ہون اللہ [illegible] امام صادق نے
فرمایا کہ تو اللہ سے ڈر اور دین مین قیاس

مت کیا کر کیونکہ پہلے قیاس کرنیوالا ابلیس
ہے جب اسکو اللہ تعالے نے فرمایا آدم
کیطرف سجدہ کر تو اُسنے کہا مین آدم سے
بہتر ہون مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے اور
اُسکو مٹی سے سو اس قیاس مین چوک
گیا اور گمراہ ہوا - یہانتک کہ کہا بتلاؤ تو
روزہ اللہ کے نزدیک بڑی چیز ہے یا نماز
ابو حنیفہ رح نے کہا نماز پس امام صادق
نے فرمایا کہ پھر حائضہ عورت کا کیا حال ہے
کہ روزہ کی قضا دیتی ہے اور نماز کی نہین
دیتی (یعنی یہان قیاس کہان گیا) اللہ
کے بندے خدا سے ڈر اور دین مین
قیاس نکر -
[illegible] مخالفین اللہ تعالی کے سامنے
کھڑے ہونگے پس ہم تو یہی کہینگے کہ اللہ
تعالے نے یہ فرمایا ہے اور رسول مقبول
یہ ارشاد کرتے ہین - اور تم اور تمہارے
ساتھی کہوگے کہ ہمنے ایسا سنا اور ایسا
قیاس کیا - پس ہمارے اور تمہارے
حق مین اللہ تعالے جو چاہیگا سو کریگا -
حیوۃ الحیوان کا مضمون باختصار تمام ہوا
جو اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہی
ایسا ہی منع کرنا امام جعفر صادق کا امام ابو حنیفہ
کو قیاس کرنے سے کتاب لواقح الانوار
القدسیہ فی مناقب العلماء الصوفیہ
مین شیخ عبد الوہاب شعرانی نے ذکر کیا ہی
جسکو شیخ معین نے **دراسات کی**

صفحہ ۳۳ مین بھی نقل کیا ہی اور اسکے ذیل مین
[illegible] وقولہ [illegible] لابی حنیفۃ لا یحتمل
لہ ان یحمل علی انہ محمول علی القیاس فی
مقابلۃ النصوص ولا علی فوات شرائطہ لاباء ظاہر
کلامہ عن ذلک ولتبریۃ ابی حنیفۃ عن الامرین
فی جلالۃ مرتبتہ وکمال ادبہ بالشریعۃ انتہی
ترجمہ - اس قول امام جعفر صادق مین یہ احتمال
نہین کہ یہ اس قیاس پر محمول ہے جو مقابل نصوص
ہو یا جسمین اور شرطین قیاس کی پائی نجاوین
ایک تو اس سے ظاہر کلام صادق علیہ السلام کی
ابا کرتی ہے دوسری ابو حنیفہ رح کا ایسے قیاس
سے بری ہونا اور شریعت کی نسبت بڑا با ادب
ہونا (یعنی وہ قیاس مقابل نصوص و فاقد الشروط
[illegible]
کو اسپر حمل کیا جاوے) - کلام صاحب دراسات کا تمام
[illegible]
مین قیاس بمقابل نصوص یا فاقد الشروط ہے
رفع ہوا اسے زیادہ تفصیل جواب ایسے عذرات کی بعد اختتام نقول
آویگی -
اور **کنز العمال** مین ہے جو شیخ علی متقی استاد
شیخ عبد الحق دہلوی کی تالیف ہی - من قال فی الدین
برایہ فقد اتہمنی - (ابو نعیم عن جابر)
ترجمہ - جسنے دین مین کچھ قیاس سے کہا اُسنے
مجھے متہم کیا (یعنی نبی نہ سمجھا) اس حدیث کو ابو نعیم
نے جابر سے روایت کیا ہی -
لا تقیسوا الدین فان الدین لا یقاس واول من
قاس ابلیس (الدیلمی عن علی)

ترجمہ دین قیاس سے نکہو۔ دین قیاس نہین کیا
جاتا بلکہ پہلے قیاس کیا ہے وہ ابلیس ہے
کو دیلمی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ وفیہ
ایضاً عن ابی ہریرہ تعمل ھذہ الامۃ برھۃ بکتاب
اللہ ثم تعمل برھۃ بسنۃ رسول اللہ ثم تعمل
برھۃ بالرای فاذا عملوا بالرای فقد ضلوا
واضلوا ترجمہ اسی کتاب مین حضرت ابی ہریرہ رض
سے روایت ہے کہ یہ امۃ (محمدیہ) ایک زمانہ کتاب اللہ
پر عمل کرے گی پہر کچھ زمانہ سنت پر پہر قیاس پر
پس جب رائے پر عمل کیا تو گمراہ ہوی اور لوگون
کو گمراہ کیا
اور اسحدیث ابوہریرہ کو ہروی نے روایت کیا ہے
چنانچہ **دراسات** مین بصفحہ ۶۷ ذکر کیا ہے۔
اور سنن ابی داؤد مین بصفحہ ۲ حضرت علی
رضی اللہ عنہ علیہ السلام سے منقول ہے
لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی
بالمسح من اعلاہ وقد رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی ظاھر خفیہ -
ترجمہ۔ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزہ کا
تلا اوپر کی نسبت زیادہ لائق مسح تہا لیکن مینے
نبی صلعم کو موزہ کے اوپر مسح کرتے دیکھا ہے۔
دراسات مین بصفحہ ۳۰ یہ بات حضرت عثمان
سے بھی نقل کی ہے
اور سنن دارمی مین بصفحہ ۳۶
حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے مروی ہے۔
قال لا یاتی علیکم عام الا وھو شر من الذی
قبلہ اما انی لست اعنی عاما اخصب من عام

ولا امیر خیرا من امیر ولکن علماء
کم وخیارکم وفقہاء کم یذھبون ثم
لا تجدون منھم خلفا یجیء
قوم یقیسون الامور برایھم۔ ترجمہ تم
جو یہ کہتے ہو کہ فلان سال اچھا ہوگا اس سے یہ
سے اور فلان امیر اچھا ہوگا
اور نہ یہ کہ ایک کا حاکم دوسرے سے
اچھا ہوگا
اچھے لوگ ہیں جاتے رہینگے پہر تم
ایسے خلیفہ نہ پاؤگے اور ایسی قوم آوینگی
جو اپنے قیاس کا کام کرے گی اور اس اثر
سے
مین پہنچ دی دارمی کا مضمون ہو چکا۔
اور حلیۃ الاولیا
مین بسند
(۲) ا
کو حلال۔
(۳)
بالحق لیس بعضکم بفضل علی احد الا بما
ترجمہ تم اسلئے ہلاک ہوی ہو کہ تم
پہوٹ دیتے اور قیاسون کو لے لیتے
پہر ان لوگون نے مسجد سے جہان یہ رہتے
مین بستے نفرت دلائی ہو

وہ مسجد (انکے سبب) کوڑہ کی ڈھیر سی بری گنتی ہے۔

اور محصول رازی مین حضرت ابوبکر سے منقول ہے ای سماء تظلنی واے ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللہ برائے

ترجمہ مجھکو کونسا آسمان اپنے سایہ مین رکھیگا اور کونسی زمین مجھکو اٹھاریگی جب مین کتاب اللہ مین کچھ اپنی راے سے کہون۔ یہ بات آپنے تب کہی ہے جب آپ سے کلالہ کا سوال ہوا۔

اور اسیمین حضرت عمر رض سے نقل کیا ہے ایاکم واصحاب الرای فانھم اعداء السنن اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فقالوا بالرای فضلوا واضلوا۔ وعنہ انہ قال ایاکم والمکائلۃ قیل وما المکائلۃ قال المقائیسۃ ترجمہ۔ اہل قیاس سے بچنا یہ لوگ حدیثون کے دشمن ہین احادیث یاد کرنے سے یہ تھک گئے تو قیاس سے باتین بنانے لگے پھر آپ گمراہ ہوئے اور لوگونکو گمراہ کیا

حاشیہ

یہان برادر عزیزم محمد اسمعیل کنگوہی اس قول فاروق کو ملاحظہ فرماوین کہ انہون نے اہل قیاس کو اعدار سنت کہا ہے پس اگر مبنی اعدار ابن حزم کو جو بجز اہل قیاس نہ تھی ضمیمہ نمبر ۳ مطبوعہ ۱۱ مئی شنہ مین اعدار سنت کہا تو کونسا بہس بڑا دیا۔ جسپر آپ آشفتہ ہوئے اور ضمیمہ اخبار نور الانوار مطبوعہ ۱۲۔

انکو برا شنہ مین اسکے مقابلہ مین سمجھے برابھلا کہنے پر کھڑے ہوئے۔

برخوردار من علمی گفتگو اور شے ہے اور بچون کیسی لڑائی اور مینھ اسی نظر سے آپکو دعا لینے کی وصیت کی اور خطاب سے معافی چاہی ہے

علمی جواب اسکا یہ تھا کہ پہلے اُن فقہاء اعدار ابن حزم کا صلحار ہونا ثابت کرتے اور جو انصار ابن حزم انپر عیب لگاتے ہین اُس سے انکو بری کرتے پھر انکو اعدار سنت کہنے پر خفہ ہوتے کما قیل ثبت العرش ثم انقش ۱۲۔

اور حضرت عمر رض سے یہ بھی مروی ہے کہ انہون نے فرمایا مکائلہ سے بچو کسینے کہا مکائلہ کیا شے ہے فرمایا قیاس کرنا

اور حضرت علی رض سے وہ قول نقل کیا ہے جو مسح موزہ کے حکم مین ہے

سنن ابوداؤد سے نقل ہو چکا ہے۔ اور آپ سے یہ بھی نقل کیا ہے من ادادان یقتحم جرثومۃ فلیقل فی الجد برائہ وھذا ایضا مروی عن عمر ترجمہ۔ جو کوئی دوزخ کی گرمی مین پیٹھنا چاہے وہ دادی کے مسئلہ مین کچھ عقل سے کہے۔ اور یہ قول بھی حضرت عمر رض سے مروی ہے

اور حضرت ابن عباس سے

نقل کیا ہے۔ یذھب قراءکم وصلحاءکم ویتخذ الناس رؤسا جھالا یقیسون الامور برائھم وقال اذا قلتم فی دینکم بالقیاس احللتم کثیرا مما حرمہ اللہ تعالی وحرمتم کثیرا مما احل اللہ وقال ان اللہ تعالی قال للنبیہ علیہ السلام وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولم یقل بما رایت ولو جعل لاحد کمان یحکم برائہ لجعل ذلک لرسول اللہ ولکن قیل لہ وان احکم بینھم بما انزل اللہ وقال وایاکم والمقائیس فانما عبدت الشمس والقمر بالمقائیس

ترجمہ۔ تمہارے قاری وصالحین جاتے رہینگے تو لوگ جاہلون کو جو حدیث سے واقف نہونگے) کو رئیس بنالینگے پس وہ قیاس سے کام نکالینگے۔ اور فرمایا جب تمنے دین مین قیاس کیا تو بہتیرے حرام کو حلال کر دیا اور حلال کو حرام۔ اور فرمایا اللہ تعالے نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا ہے کہ لوگو کے بیچ وہ حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور یہ نہ فرمایا کہ وہ حکم کر جو تیری راے مین آوے سو اگر تمکو راے سے حکم دینے کا اختیار ہوتا تو رسول اللہ صلعم کو (پہلے) اختیار ہوتا

لیکن رسول کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ جو اللہ تعالے نے [illegible] اور فرمایا قیاسون سے [illegible] قیاس ہی سے ہوئی

اور حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے [illegible] سنۃ رسول اللہ لا تجعلوا الرای سنۃ للمسلمین ترجمہ طریق دین وہ ہے جو آنحضرت نے نکالا ہے تم لوگو اپنی راے کو دین نہ بناؤ۔

اور ابن سیرین سے نقل کیا ہی انہ
کان یذم القیاس و یقول اول من قاس ابلیس
ترجمہ آپ قیاس کو برا کہتے اور فرماتے کہ پہلی جسنے
قیاس کیا ہی وہ شیطان تہا۔
اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
مین ابن بطال سے نقل کیا ہی اول من انکر
القیاس ابراھیم النظام و تبعہ بعض المعتزلۃ و
ومن ینسب الی الفقہ داؤد بن علی ترجمہ
پہلے قیاس سے نظام نے انکار کیا ہی اسکے تابع
بعض معتزلہ ہوئے اور مجتہدین سے داؤد ظاہری
پھر کہا و تعقب بعضھم الاولیۃ التی ادعاھا ابن
بطال بان انکار القیاس ثبت عن ابن
مسعود من الصحابۃ و من التابعین عن عامر
الشعبی من فقہاء الکوفۃ و عن محمد بن
سیرین من فقہاء البصرۃ و ذلک مشہور
عنھم نقلہ ابن عبد البر و من قبلہ الدارمی
و غیرہ عنھم و عن غیرھم ترجمہ اور اس
دعوی اولیت کا جو ابن بطال نے کیا ہے بعضون
نے یون تعاقب کیا ہے کہ یہ انکار صحابہ مین
سے ابن مسعود سے ثابت ہے اور تابعین
مین سے شعبی سے جو کوفہ کے مجتہدین سے
ہین۔
اور حسن بصری سے جو بصرہ کے مجتہدین سے
ہین۔ یہ انکار ان لوگون سے مشہور ہے چنانچہ
ابن عبد البر نے نقل کیا ہے اور اس سے پہلے
دارمی وغیرہ نے اون سے بھی اور دوسرون
سے بھی۔

اور شرح منہاج بیضاوی مین ہے والحق
انہ اشتہر من اھل البیت کالباقر والصادق
وغیرھما من الائمۃ رضوان اللہ علیہم
اجمعین انکار القیاس۔ کما اشتہر
عن ابی حنیفہ و مالک و الشافعی القول
بوجوب العمل ترجمہ حق یہی ہی کہ اہلبیت
نبوی سے (جیسے امام محمد باقر
اور امام جعفر صادق وغیرہ رضہ)
انکار قیاس مشہور ہے۔ جیسے ابو حنیفہ و
مالک و شافعی سے اسپر عمل کا واجب ہونا مشہور
ہے۔ یہ ہی مشت نمونہ خروار دیگر از
نقول و آثار متضمنہ انکار قیاس سے۔ اسکے
مقابلہ مین قائلین قیاس یہ عذر کرتے
ہین کہ یہ احادیث و آثار اون قیاسون
کی باب مین وارد ہین جو نصوص کے
مقابلہ مین ہین یا اور شروط انمین مفقود ہین
اور اسپر یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جن لوگون
سے یہ مذمت روایت ہوئی ہے انہین
سے قیاس کرنا اور اسکا شروع ہونا بھی
مروی ہے پس وجہ تطبیق یہی ہے کہ قیاس
یا شروط کو انہون نے جائز رکھا اور استعمال
کیا اور قیاس فاقد الشروط سے منع فرمایا
اسکا جواب یہ ہی۔
کہ جو قیاسات آنحضرت یا بعض صحابہ سے مروی
ہین ان سے مشروعیت قیاس صراحۃ ثابت
نہین ہوتی بلکہ تمہاری کتب بیونت سے
مشروعیت نکلتی ہے پس یہ مشروعیت اس

صریح ممانعت کی مساوی نہو ہی تاکہ اسکے سبب
انمین وہ تاویل و تطبیق سلم ہو۔
اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ جنہون نے کسی موقعہ پر
کوئی قیاس پیش کیا ہو اسکی نظر مین اصل و دلیل
مسئلہ کوئی اور ہو پر انہون نے مخاطبین
کے سمجھانے کو بصورت قیاس مسئلہ بنایا ہو
اس سے مجرد قیاس کی مشروعیت یا اسکے
جمیع انواع کی صحت نہین نکلتی۔ حضرت
صدر الشریعۃ مولف شرح وقایہ نے
کتاب توضیح مین دعوے کیا ہی کہ آنحضرت
صلعم بعد انتظار وحی قیاس کیا کرتے اور اسپر
احادیث ذیل سے استدلال کیا ہی۔
(۱) ایک عورت نے آنحضرت صلعم کی پاس آکر کہا
کہ میرے بوڑھے باپ پر حج فرض ہو گیا ہی
اور وہ سواری پر مثبت نہین سکتا کیا مین
اسکی طرف سے حج کرون۔ آپنے فرمایا
کہ کیا تیرے باپ پر قرض ہو تو تو ادا کریگی
یا نہین؟ وہ بولی ہان ادا کرون
تو فرمایا کہ اللہ تعالی کا قرض زیادہ لائق
ادا ہے (اس سے ظاہرا معلوم
ہوتا ہی کہ آنحضرت نے فریضہ حج کو قرض
پر قیاس فرمایا اور اسکے وجوب سے
اسکا وجوب نکالا)
(۲) حضرت عمر رض نے آنحضرت صلعم سے پوچھا
کہ روزہ دار بوسہ لے تو کیا حکم ہی؟ آنحضرت
نے فرمایا کہ تم کلی کر کے پانی پھینک دو
تو کیا روزہ جاتا ہی؟ یعنی اسپر بوسہ کو قیاس

کرنا چاہیئے)

پہر صاحب شرح وقایہ نے اس استدلال کا آپ ہی جواب دیا ہے کہ ان احادیث مین احتمال ہے کہ آپ نے حکم ان مسائل کا وحی سے جانا ہو۔ پر بیان اُسکا بطریق قیاس کیا (یعنے ان احادیث سے آنحضرت کا قیاس کرنا ثابت نہوا) چنانچہ توضیح مین بصفحہ ۲۳۵ فرمایا ہے لکن یحتمل فی الحدیثین انہ علیہ السلام علمہ بالوحی [illegible] بطریق القیاس لما کان موافقا لہ لیکون اقرب الی فہم السامع ترجمہ اسکا وہی ہے جو قبل نقل عبارت کہا گیا۔ یہی جواب ان احادیث کا صاحب توضیح سے پہلے امام ائمۃ الحدیث محمد بن اسمعیل بخاری نے ادا ی فرمایا ہے۔ چنانچہ اپنی صحیح کے صفحہ [illegible] مین کہا ہے۔

باب من شبہ اصلا معلوما باصل مبین قد بین اللہ حکمہا لیفہم السائل۔ الی ان ذکر الحدیث المذکور وحدیثا آخر

ترجمہ یہ باب ہے بیان فعل اس شخص کا جسنے ایک حکم معلوم کو ایک حکم مبین سے جسکو اللہ تعالی نے بیان کر رکہا ہے تشبیہ دی تاکہ سائل کو اسکا حکم معلوم جو شرع سے ثابت ہی سمجہا وے۔ پہر اس حدیث ادائے حج کو ذکر کیا اور ایک اور حدیث کو بہی لائے

اور صاحب دراسات نے اس جواب کو جملہ آثار متمسکہ اہل قیاس کا جواب ٹہیرایا ہے۔ چنانچہ بعد نقل کرنے آثار حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم کے جو اوپر نقل ہوئے کہا ہے

وحمل ہذا علی قیاس خاص کالواقع فی مقابلۃ النص وکالقائت بعض شروطہ خلاف الظاہر لا یصار الیہ الا بداع والجمع بین ہذا وبین ما اشتہر عند من القیاسات لا یتعین داعیا

لم لا یجوز ان یجمع بین ہذا وذاک بان ما ینقل من قیاساتہم وان سلم تواتر النقل واجماع جمیع الصحابۃ علی ذلک من غیر نکیر لا یدل علی ان ذلک [illegible]

بل یجوز ان یکون تلک الاحکام عندہم ثابتۃ بالاستنباط الدقیق من الکتاب والسنۃ والاسباب الخفیۃ من غیر [illegible] السامعین بطریق القیاس الغیر المثبت [illegible]

اذہانہم بذلک کما قال صدر الشریعۃ فی الحدیثین المتقدمین۔

ترجمہ۔ اور اس مذمت کا (جو ان اکابر سے مروی ہے) کسی قیاس خاص پر محمول کرنا جیسے قیاس مقابل نص ہوتا ہی یا قیاس فاقد الشروط۔ خلاف ظاہر ہے [illegible] رجوع کرنا [illegible] جائز نہین۔ اور [illegible] تطبیق اس مذمت اور اون قیاسات مین جو اُن سے منقول ہین باعث سمجہی گئے ہین تو یہ باعث ہونیکے لئے متعین نہین۔ کیونکہ جائز نہین کہ اسمین اور اُنمین یون تطبیق کرین کہ اگر اُنسے قیاسات کا وقوع بنقل تواتر مانا بہی جاوے اور اسپر صحابہ کا بلا اختلاف و انکار اجماع بہی فرض کیا جاوے تو اس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اُنکے پاس دلیل احکام (جنمین اُنہون نے قیاس کیا) یہی قیاس تہا۔ بلکہ جائز ہی کہ وہ احکام اُنکے نزدیک باستنباط دقیق کتاب و سنت سے ثابت ہون اُنہون نے سامعین کو بطور قیاس سمجہائے ہون تو کہ اُنکے قریب الفہم ہون اور اُنکے ذہن مین جچ جاوین چنانچہ صدر الشریعہ نے پہلی دو حدیثون مین کہا ہے۔ صاحب دراسات کا قول ہو چکا

اسکے سوائے دو جواب اور بہی دی ہین مینے اسی جواب کا نقل کرنا مناسب سمجہا جسکو اکابر حنفیہ نے مان رکہا ہی۔

اور امام رازی نے محصول مین بعد نقل ان آثار سابقہ کی کہا ہے

[illegible] ہؤلاء الذین نقلتم عنہم المنع من القیاس ہم الذین دللنا علی ذہابہم الی القول بہ فلا بد من التوفیق وذلک بان نصرف الروایات المانعۃ من القیاس [illegible] انواعہ وذلک [illegible] العمل [illegible] الا عند شرائط مخصوصۃ [illegible] من القیاس [illegible] علی انہم [illegible] القیاس الا انا نقلنا عنہم التصریح بالرد والمنع علی

الاطلاق من غير تقييد بصورة خاصة
وانتم ما نقلتم عنهم التصريح بالقبول بل رد تم
عليهم امورا تمدل لتم بوجوه دقيقة غامضة
على ان تلك الامور دالة على قولهم بالقياس
ومعلوم ان التصريح بالرد اقوى مما ذكرتموه
فهذا قول راجحا - الى ان اورد اسئلة واجوبة
ثم اصلها منع انعقاد الاجماع على القياس -
اقول اولا سلمنا انعقاد الاجماع على قياس لكن
لم قلتم انا لما قلنا انهم اجمعوا على النوع الفلاني
من القياس فقد قلنا بصحة القياس على كل انواعه - ولم يلزم من
صحة الاجماع على صحة نوع انعقاده على
صحة كل نوع [illegible] النوع
يكون غيره واذا كان كذلك صار كل انواعه
[illegible]
[illegible] منه
[illegible] قياس
[illegible] بالقياس
[illegible] على
[illegible] ثم
[illegible] (مختلف) بين التطبيق كي ضرورت ہوئی -
دوسرا یہ ہے کہ ممانعت کی روایات کو ہم بعض انواع
قیاس کیساتھ پھر بین (جنمین شروط متحقق
نہین) اور حق بھی ہے اسلئے کہ قیاس پر
عمل کرنا بدون شروط مخصوصہ جائز نہین ہے
(تو اسکے جواز میں) جس کو ہونا ہمنے مانا
تو جس کیلئے قیاس کی ممانعت ہمنے نقل
کی ہے انہین کا قیاس پر عامل ہونا بھی
ہمنے مانا ہے لیکن (انکا) عمل دونون

مساوی نہین - رد و انکار تو صریح ہے
اور وہ بھی بطور عموم جو کسی صورت سے
خاص نہین اور انکا عمل تمنے صریح نقل
نہین کیا بلکہ کئی ایسے امور نقل کئے ہین
جنسے بوجوہ باریک پوشیدہ انکا قائل
بقیاس ہونا معلوم ہوتا ہے - اور یہ خود معلوم
ہے کہ صریح رد و انکار تمہارے
خیالی و استنباطی امور سے قوی ہے
یہانتک کہ امام رازی نے کئی سوال
وجوابات (جنکا حاصل انعقاد اجماع کا قیاس
پر تسلیم نکرنا ہے) وارد کئے پر کہا -
ہمنے کسی کے کسی قیاس پر انکا اجماع بھی
مانا دیکھین ہم تک یہ نقل نہین پہنچی کہ انہون
نے خاص فلانے قیاس پر یا اسکے سبب
پر اجماع کیا ہے اور کسی خاص نوع کی صحت پر اجماع
جملہ انواع کی صحت پر اجماع کو مستلزم نہین ہے
پس کسی نوع قیاس پر انکا اجماع ہونا ممکن
احتمال ہے کہ شاید یہ وہ نوع ہے جسپر انہون
نے اتفاق کیا ہے - اس سے سب انواع
قیاس مشکوک ہوگئے - اور کسی پر عمل جائز
نہوا -

ان عبارات سے ہمارے وجوہ [illegible]
کی پوری تائید ہوئی اور [illegible]
کے بیخ کنی ہوئی - اسلئے [illegible]
وہ لوگ اور عذر بھی پیش کرتے ہین اور
خیالی دلائل بھی - انہیں پر کہتے
ہین - ولیکن ہمکو اس مقام پر انکے

جملہ مندرجات و مستندات [illegible] پر بحث منظور
نہین کہ انکی تفصیل کریں اور انکی جوابات
تفصیل لکھین - بلکہ مقصود اس مقام پر فقط
اتنا ہی ہے کہ ظاہر ہوجائے کہ قیاس ہین منع
نہین سو اس بیان سے حاصل ہے [illegible]
البتہ اگر ہمنے ان شاء اللہ تعالیٰ رسالہ مستقلہ ہین
کرینگے جو بعد فتح ہونے مسائل مشکلہ کے تمام
ہین آویگا -

[illegible]
[illegible]
[illegible]

الله تعالى بخيالات تقع لك او لعالم مثلك
من سابق الامة او لاحقها - وبالجملة فالقياس
الذي يذكره الاصوليون ليس بدليل
شرعي ولا جاء دليل شرعي على حجيته
وان زعم ذلك من لا خبرة له بالادلة الشرعية
ولا بكيفية الاستدلال بها - واما ما
كانت العلة فيه منصوصة فالدليل
هنا هو ذلك النص لان الشارع كانه
صرح باعتبارها اذا وجدت في شيء
من المسائل من غير فرق بين كونه
اصلا او فرعا - وهكذا ما وقع القطع
فيه بنفي الفارق فانه بهذا القدر قد
صار الامران اللذان لا فارق بينهما شيئا
واحدا ما دل على احدهما دل على الآخر
بدون اختيار تعديته ولا اعتبار اصلية
وفرعية - واما فحوى الخطاب ولحنه فهما
راجعان الى المفهوم والمنطوق وان سماهما
البعض بقياس الفحوى وبحث العمل بالمفهوم
خارج عما نحن بصدده - وقد جاءت
لغة العرب الحاكية لما كانوا يفهمونه و
يتحاورون به ويعملون عليه ان مثل هذا
المفهوم كان معتبرا لديهم ولهذا قال
من قال من العلماء انه منطوق
لا مفهوم ولقد تلاعب كثير من اهل الرأي
بالكتاب والسنة تلاعبا لا يخفى بهذه
الذريعة القياسية وعولوا على ما هو
اوهن من بيت العنكبوت وقدموه على

آيات واحاديث وما هذه باول فقرة
جاء بها الشيطان وحسنها لنوع الانسان
وكل من كان له فهم لا يعزب عنه ان الله
عز وجل لم يتعبد عباده بمجرد قول عالم
انه قد افاده مسلك تخريج المناط او
تنقيح المناط او الدوران او نحو هذا
الهذيان

ترجمہ امام ربانی مجتہد دیار یمانی ایمانی[1]
نے کتاب ادب الطلب مین فرمایا ہے -
رہا قیاس سو جان لے کہ اصولیون نے
اُسکی یہ تعریف کی ہے (اصل کا فرع سے
علۃ حکم مین مساوی ہونا) پہر اُسکی کئی شرطین
کے ہین اور کئی قیدین لگائی ہین - جو اس
فن کے جاننے والون کو معلوم ہے لیکن
اُنہون نے اس مساوات کو وسعت دی ہے
اور اسکو ایسے خیالی امور سے ثابت کیا
ہے جنکے ثبوت پر اثر علم پایا نہین جاتا -
اسکا بیان یہ ہے کہ اُنہون نے مسلک
علۃ کو (وہ طریق جس سے علۃ کا علم حاصل
کرتے ہین) کو کئی قسم ٹہیرایا ہے - جو
بموجب قول اکثرین دس قسم ہین -
پہر وہ سب کے سب اقسام بجز قدر قلیل محض رائے
اور مجرد دعاوی ہین - تجہے انکی مقابلہ مین
بہی چاہیے کہ مقام لانسلم مین کہڑا ہو جاوے
اور انکار کی جگہہ قائم رہے جبتک کہ تجہے
ایسی دلیل کیطرف رجوع حاصل نہو جسکے
دفع کرنے پر تو قدرت نرکہے اور اسکی صحت

مین شک نہ لائے جیسے یہ مسلک ہے کہ شارع
علۃ کو خود بیان فرماوے - یا دو چیزون مین
شرعاً فرق نہونیکا یقین حاصل ہو جاوے
یا فحوائے کلام شارع سے کچھ حکم معلوم ہو
ایسے ہی اور امور - اور اس سے بچیو کہ مجرد
اپنے یا پہلے پچہلونکے خیالات سے احکام ثابت
کرنے لگے -
خلاصہ یہ کہ جس قیاس کو اصولی ذکر کرتے
ہین وہ شرعی دلیل نہین اور نہ اُسکے دلیل
ہونے پر کوئی شرعی دلیل قائم ہے اگرچہ
وہ لوگ جنکو ادلہ شرعیہ کی خبر نہین اور نہ کیفیت
استدلال کا علم اوسکے مدعی ہین -
رہا وہ قیاس جسکے علۃ پر شارع کی
نص ہے (سو مستقل دلیل نہین) اسلئے
کہ وہان دلیل نص ہے شارع نے اُسکے
اعتبار کرنیکا جہان وہ پائی جائے حکم دیا
ہے - سوائے اس فرق کے کہ ایک کو
اصل کہین اور دوسرے کو فرع ایسا ہی وہ
قیاس ہے جسمین باہم دو چیزونکے فرق نہونیکا
یقین ہے وہان اسیقدر سے تصریح شارع
دو چیزین ایک معلوم ہوتی ہین بدون اختیار
اس امر کے کہ ہم ایک کا حکم دوسرے مین
لیجائین یا ایک کو اصل اور دوسرے کو فرع
کہین -
اب رہا فحوائے کلام و لحن خطاب سو
منطوق و مفہوم کلام کیطرف راجع ہین
(یعنے درحقیقت وہ قیاس نہین) اگرچہ

[1] اسمین اس حدیث کیطرف اشارہ ہے جو فضائل یمن مین وارد ہے الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ ۱۲ منہ سلمہ

اگرچہ بعضے اسکا قیاس النحو سے نام رکھتے ہین
اور جبکہ وہ از قسم مفہوم ثہیرا تو اسکی بحث قیاس
سے خارج ہی - اسلئے کہ لغت عرب جسمین
انکے فہم و محاورہ کا بیان ہے یہ حکم دیتی ہے
کہ یہ مفہوم انکے نزدیک معتبر ہے - اسی لئے
بعض علمار نے کہا ہی کہ وہ مفہوم نہین منطوق
ہے - اور بہتیرے اہل رائے کتاب و سنت
کے ساتھہ بذریعہ قیاس کہیل رہی ہین اور
ایسے دہمون پر جو مکڑی کے جالے سے
بھی ضعیف تر ہی اعتماد کئے بیٹہے ہین اور اسکو
اثبات واحادیث سے مقدم سمجہی ہوئے ہین
اور یہ بھی معیبت نہین جسکو شیطان نے
مدد دینی ہا اور نوع انسان کے لئے اچھا
نمونہ دکھایا -

ابن حزم کہتے ہین کہ اسپر دلالت مفہوم نہین
کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے بندونکو مجرد ان اقوال
سے تکلیف نہین دی جو کہتے ہین کہ
یہ قیاس فی معنی حکم ہی یا حکم مساوی ہے یا اعلی
ہے یا متحقق ہوتے یا دوران ہوتے یا مثل
اسکے اور جو اس سے (جو اہل قیاس ورد
زبان رکھتے ہین اور کمالات علمی سے خیال
کرتے ہین) ترجمہ عبارت شوکانی کا ہو چکا
جسمین مکمل جوابہ جملہ عذرات و استدلالات
اہل قیاس کا ادا سے ہوا - **تفصیل** پھر
بھی - یار باقی صحبت باقی

بالجملہ اس بیان بالا سے ثابت ہوا کہ انکار
قیاس از صحابہ و تابعین و اکابر مجتہدین بلکہ

خود رسول امین بلکہ الہ العالمین سے ثابت
ہی اور ظاہر ہی انکار مین متفق و مطمئن ہین -
یہ تو اون لوگون کا جواب ہی جو کہتے ہین کہ
انکا قیاس کے سبب دائرہ مجتہدین سے خارج
کرتے ہین -

اب رہا جواب صاحب تنویر کا

جو قاضی ابن حزم کو بہ استناد ذیل عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کے دائرہ اہلسنت سے خارج
کرتا ہی - سو یہ ہی کہ عبارت حجۃ اللہ سے تو
اس بات کی بو بھی نہین آتی - ہان اسمین
بطور عادت قدیمہ کذب و تحریف کے (جسکی تشریح
ہم نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ رسالہ **اشاعۃ السنۃ**
مین کر چکے ہین) کچھ جھوٹ ملا دین اور یہ
جملہ وضعی ان ابن حزم لیس من اہل السنۃ
اسمین داخل کر دین تو یہ بیجا ہی - اور
اس عبارت کا مطلب تو فقط اسقدر ہے
کہ بعضی لوگ خیال کرتے ہین کہ یہان ہی
قسم کے لوگ ہین - اہل رائے - اور اہل ظاہر
اور یہ سمجھتے ہین کہ جسنے قیاس یا استنباط کیا وہ
اہل رائے ہوا اور یہ بات ہرگز نہین اور رائے
سے یہان فہم و عقل مراد نہین - اس سے
تو کوئی بھی فریقین سے خالی نہین -
اور نہ وہ رائے مراد ہے جسمین سنت پر اعتماد
نہو - اسکو تو کوئی بھی مسلمان لے نہین
سکتا - اور نہ وہ استنباط کا نام ہے اس سے
تو احمد و اسحاق بھی خالی نہین - جو بالاتفاق
اہل رائے نہین بلکہ مراد اہل رائے

سے وہ لوگ ہین - جو بعد تسلیم مسائل اتفاقی
یا جمہوری کے کسی مجتہد کے اصول پر تخریج مسائل
کرتے ہین - اور بلحاظ ان اصول کے ایک
نظیر کو دوسرے پر قیاس
کرتے ہین اور احادیث و آثار
کی خود تلاش نہین کرتے
اور اہل ظاہر وہ ہین
جو قیاس کے قائل نہین اور نہ اقوال
صحابہ و تابعین کو مانتے ہین

اور ان دونون فرقون کے بیچ مین تیسرا فرقہ محققین
اہلسنت کا ہی - جیسے امام احمد و اسحاق - (یعنی جو
نہ مطلقا منکر قیاس ہین نہ تارک احادیث و آثار)
چنانچہ اصل عبارت خطابی کی یہ ہی

ومنها انی وجدت بعضهم یزعم ان هذالك
فرقتین لا ثالث لهما - اهل الظاهر واهل
الرای - وان كل من قاس واستنبط فهو
من اهل الرای - كلا والله بل ليس المراد
بالرای نفس الفهم والعقل فان ذلك
لا ينفك منه احد من العلماء ولا الرای الذی
لا يعمل على سنة اصلا فانه لا يتحمله مسلم
البتة ولا القدرة على الاستنباط و
القياس فان احمد واسحاق بل الشافعی
ايضا ليسوا من اهل الرای بالاتفاق
وهم يستنبطون ويقيسون بل المراد من اهل
الرای قوم توجهوا بعد المسائل المجمع عليها
بين المسلمين وبين جمهورهم الى التخريج على
اصل رجل من المتقدمين فكان اكثر امرهم حمل الفرع

على الظاهر والرد الى اصل من اصول دون
تتبع الاحاديث والآثار - والظاهري
من لا يقول بالقياس ولا بآثار الصحابة و
التابعين كداؤد وابن حزم وبينهما المحققون
من اهل السنة كاحمد واسحق

ترجمہ اس عبارت کا وہی ہے جو قبل نقل عبارت
بیان کیا گیا **تو دیکھو** اس عبارت مین ابن حزم
یا ظاہریہ کو خارج از اہل سنت کہان فرمایا -
اور صاحب تحریر کا یہ کہنا کہ اس
عبارت کو ابن حزم کے اہل سنت سے خارج کرنے
درد غگو تم بر روی تو کے کیا بن
سکتا ہی - اور اگر یہ زعم ہے کہ اس عبارت مین
فرقہ ثالث کو محققین اہلسنت کہا ہے - اس سے
معلوم ہوا کہ انکے مقابل اہل ظاہر اہلسنت نہین
تو اسکا ابطال یہ ہے کہ اس عبارت مین
تین فرقونکا ذکر ہے اور تینونکا آپسمین تقابل
(۱) اہل رای (۲) اہل ظاہر (۳) فرقہ ثالث
محققین اہل سنت پس اگر فرقہ ثالث کا محققین اہلسنت
ہونے سے فرقہ اہل ظاہر کا اہلسنت نہونا بعدم تقابل ثابت
ہوتا ہی تو ویسے ہی اہل رای کا بھی اہلسنت نہونا ثابت ہونا
چاہیئے اس لئے کہ جیسے اہل ظاہر کو فرقہ ثالث سے
تقابل ہی ویسے ہی اہل رای کو بھی تقابل ہی
اور یہ بات آپکے منہ سے کبھی نہ نکلی کیونکہ
یہ بات گو نکلتی سہی اور فرقہ حنابلہ کو (نکالنے کی
[illegible]
[illegible]

[illegible] سے غیر محقق ہونا اہل عامہ و اہل [illegible]
نکلتا ہی تو یہ اور بات ہی - اس عبارت کے تعلق
کے لئے حجت ہو سکتی ہے اور محقق صاحب
بصیرت کے لئے نہین - وہ اس بات کو شاہ
ولی اللہ صاحب کا خیال سمجھے گا - اور بنظر
ادلہ ابطال قیاس اہل قیاس کو کوئی محقق نکالتا ہے
اس بیان سے ثابت ہوا کہ ظاہریہ
یا ابن حزم مین کیا عیب نہین جب سے
وہ اہلسنت یا مجتہدین اہل سنت سے خارج
ہون اور انکے خلاف کا اتفاق و اجماع
مین لحاظ نکیا جائے

اس سے قول امام شوکانی کا کہ محدثین
کا خلاف ظاہریہ کے پرواہ نکرنا محض تعصب
وہوای نفسانی سے ناشی ہے) صدق ثابت
ہوا اور جواب سوال دوم متعلق حال ابن حزم
اتمام کو پہنچا - جسکے اتمام سے متیقن ہوا
کہ [illegible] ابن حزم [illegible]
[illegible]

اس ہمہ ذیابہ مقصد ثانی کا اختتام
ہوا اور اسکے اختتام سے دونو مقصد ختم
ہوئے اور [illegible]
ذیل
کا سرانجام ہوا - جس سے وجہ سوم [illegible]
بیان ضمیمہ نمبر ۲ مطبوعہ ۵ - جنوری ۱۸۹۸ء
صفحہ ۲ سے ہے) وجوہ قادحہ آثار مؤیدہ
استدلال مخاطب سے پوری ہوئی -
اب وجہ چہارم وجوہ قادحہ آثار مؤیدہ استدلال مخاطب
سے بیان مین آتی ہی **وجہ چہارم** یہ ہی کہ آثار و اقوال

صحابہ قابلیکہ مجیب آثار کے نزدیک بھی تب
ہی حجت و لائق استناد ہوتے ہین جبکہ وہ
باہم متخالف و متعارض نہون - اور جب
وہ آپسمین متعارض ہون تو اُنکو وہ لوگ
بھی حجت نہین جانتے - اور وہ آثار بالاتفاق
حجت و لائق و سناد نہین رہتے - اور
آثار مؤیدہ استدلال مخاطب باوجود مخدوش
و مجروح ہونیکے بوجوہ سابقہ اسی قسم سے ہین
بعضی صحابہ سے کسی گیلی سوکھے سند سے
ممانعت یا ترک مروی ہے تو دوسرے صحابہ
سے امر یا فعل زیادہ بھی ثابت ہی حضرت **ابوبکر**
و حضرت **عمر فاروق** سے امر قرءۃ فاتحہ خلف
نمبر ۲ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۸ء صفحہ
۳۹۹ - و ۴۰۰ منقول ہو چکا ہے -
اور حضرت **ابن عمر** سے طحاوی نے نقل
کیا ہے کہ وہ امام کے پیچھے نماز ظہر مین فاتحہ
پڑھتے - اور حضرت **جابر** بن عبداللہ
سے **ابن ماجہ** نے نقل کیا ہے کہ وہ
ظہر و عصر مین امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے
ایسا ہی حضرت **عائشہ** و ابی بن
کعب و **حذیفہ** بن الیمان و **عبادہ**
و ابو سعید سے قرءۃ فاتحہ مروی ہے
ففی تخریج الہدایۃ للزیلعی الحنفی
وقد اثبت البخاری عن عمر وابی بن کعب
[illegible] و ابی هريرة [illegible] وعبادة
وابی سعید فی آخرین انه کان یوتن
القرءة خلف الامام - **ترجمہ** زیلعی کی تخریج

امام بخاری نے حضرت عمر و ابی و خدیفہ و ابوہریرہ و عایشہ و عبادہ و ابی سعید سے معہ اور لوگون کے یہ ثابت کیا ہے - کہ وہ لوگ فررۃ فاتحہ خلف امام کے قائل تھے اور ایسا ہی ذکر قائل قررۃ ہونے صحابہ کا ضمیمہ **نمبر اول** مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۲ مین اُنسے نقل ہوا

اور ہمارے خیر المعاصرین **مولوی محمد عبد الحی** صاحب لکھنوی نے رسالہ **امام الکلام** مین بعد نقل آثار متعارضہ قررۃ و ترک قررۃ کے کہا ہے - وھذہ آثار شھدات بان المسئلۃ خلافیۃ بین الصحابۃ وائمۃ الامۃ الی ان فصل اقوالھم

ترجمہ - یہ آثار اسبات پر شہادت دی رہے ہین کہ مسئلہ قررۃ فاتحہ خلف امام صحابہ و ائمہ مین مختلف فیہ ہے - یہانتک کہ اُنکے اقوال کو تفصیل بیان کیا -

بناء علی ہذا الاختلاف وہ آثار و اقوال مؤید استدلال مخاطب لائق استدلال نرہے - اور باتفاق فریقین ساقط الاعتبار ٹہیرے - قال فی شرح المغنی بعد نقل الاختلاف فی حجیۃ قول الصحابۃ - محل النزاع یعنی ھذا الاختلاف فیما اذا قال صحابی قولا ولم یشتھر ذلک فی اقرانہ لیظھر المخالفۃ او الموافقۃ واما اذا اشتھر ذلک القول وخالفوہ لا یجب تقلیدہ بالاجماع

ترجمہ - شرح مغنی مین (جو اصول حنفیہ کے معتمد علیہ کتاب ہی) بعد نقل اختلاف کے حجت ہونے قول صحابہ مین کہا ہے کہ اختلاف و نزاع اس محل مین ہے کہ صحابی ایک بات کہے اور وہ مشتہر نہو نا کہ اُس قول مین اور صحابہ کے مخالفت یا موافقت معلوم ہو اور اگر وہ قول مشتہر ہو اور دوسرے صحابہ نے اوسکی مخالفت کے ہو تو وہ بالاتفاقی لائق تقلید و حجت نہین ہے

ایسا ہی ضمیمہ **نمبر یکم** مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳ مین **توضیح** سے نقل ہوچکا ہے -

وقال خیر المعاصرین فی امام الکلام - الثامن (یعنی من الاعتراضات الواردۃ علی استدلالھم بالآثار) ان جماعۃ من الصحابۃ قد ثبت عنھم تجویز القرءۃ خلف الامام کما مر سابقا فھما الترجیح لاختیار آثار المنع وترک ھذہ مطلقا الی ان اورد اسئلۃ واجوبۃ حاصلھا تزئیف الاستدلال بالآثار علی عدم جواز القرءۃ -

ترجمہ ہمارے خیر المعاصرین نے رسالہ امام الکلام مین کہا ہے - آٹھوان اعتراض حنفیہ کی استدلال آثار پر یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ سے تجویز قررۃ بھی ثابت ہی - پس آثار ممانعت کو کیا ترجیح ہے پھر چند سوالات و جوابات ایسے وارد کئے ہین - جنسے اس استدلال کی سستی ثابت ہو - جو چاہے اس رسالہ کے

صفحہ ۴۰ سے دیکھو

تنبیہ لطیف

صاحب **ہدایہ** نے جب آثار متخالفہ و متعارضہ کو لائق حجت و استدلال نہ سمجھا تو ترک قررۃ پر اجماع صحابہ کا دعوے کر لیا ولیکن بحمد اللہ انہین کے اتباع و اشیاع نے اس دعوے کو سچا نہین سمجھا - اور اس خیال سے کہ بسبب کذب صریح ہونے اس قول کے لوگ صاحب ہدایہ کی تکذیب کرینگے - اسمین یہ تاویل کی کہ مراد اجماع سے اس قول مین اتفاق اکثرین کا ہے - یا اجماع منقول بنقل احاد جسکو نقل خلاف نافع نہین - یا اجماع سکوتی

ولیکن بحمد اللہ اس تاویل کو انہین کے منصفین نے رد کر دیا ہے اور پایہ صدق و اعتبار مین رہنے نہین دیا -

قال فی امام الکلام - قد استدل شرذمۃ قلیلۃ من اصحابنا فی ھذہ المسئلۃ باجماع الصحابۃ کما قال صاحب الھدایۃ بعد ذکر حدیث قررۃ الامام قررۃ لہ وعلیہ اجماع الصحابۃ - وردہ الجونفوری فی حواشیہ بقولہ لو کان فیہ اجماع لکان الشافعی اعرف بہ انتھی - **وھما یردہ** ایضا مطالعۃ کتب الحدیث فانھا متواطیۃ علی ذکر الخلاف الواقع بین الصحابۃ فی ھذہ المسئلۃ ولو کان الاجماع لما کان الخلاف و النزاع وقد **توجہ العینی** فی البنایۃ الی توجیہ قول صاحب الھدایۃ

بوجوہ احدھا انہ سماہ اجماعا باعتبار الاکثر وقد ردی منع القرءۃ عن ثمانین نفرا من الصحابۃ - وثانیھا انہ اجماع ثبت بنقل الاحاد فلا یمنعہ نقل البعض بخلافہ کنقل حدیث بالاحاد ثم لما ثبت نقل الاکثرین ترجح ما قلنا لانہ موافق لقول العامۃ وظاھر الکتاب والسنۃ - وثالثھا انہ یجوز ان یکون رجوع المخالف ثابتا فیتم الاجماع ورابعھا انہ لما ثبت نفی العشرۃ الذین ذکرھم السند مونی ولم یثبت رد احد منھم علیہ عند توفر الصحابۃ کان اجماعا سکوتیا انتھی ملخصا - ولا یخفی علی من نظر بعین البصیرۃ ما فیہ من الرکاکۃ - واما فی الاول فھو انہ وان صح اطلاق الاجماع علی اتفاق الاکثر لکن نسبۃ المنع الی الاکثر لیست بظاھر لانہ لا یخلو اما ان یرید بالاکثریۃ الاکثریۃ بالنسبۃ الی جمیع الصحابۃ او یرید بالنسبۃ الی الذین تکلموا فی ھذہ المسئلۃ فان اراد الاول فخطاء ظاھر - وان اراد الثانی فضعفہ ایضا لائہ لا یکون المانعین الاکثر من المبیحین محتاجا الی ثبوتہ بسند معتمد وعلم نقل خلافہ بسند معتمد واذ لیس فلیس - واما فی الثانی فلان مجرد نقل اجماع علی مسئلۃ ثبت فیھا نزاع لا یفید شیئا فی محل النزاع - وترجح ھذا المنقول بکونہ موافقا للکتاب والسنۃ مورد الممانعۃ کیف لا وظاھر الکتاب والسنۃ لا یشھدان بالکراھۃ الاطلاقیہ واما فی الثالث فلان مجرد جواز رجوع المخالف لا یفید فی صحۃ دعوی الاجماع مع انہ مشترک الالزام من الجانبین من غیر دفاع - واما فی الرابع فلان ثبوت النھی عن العشرۃ الذین ذکرھم السند مونی لیس ببین ولا مبرھن ومع ثبوتہ خلافہ ایضا مروی وان لم یوجب الرد الصریح بالجملۃ فالمسئلۃ لیست بمحل للاجماع لا الاجماع السکوتی ولا الاجماع الصریح ولا الاجماع الاکثری

ترجمہ چند اشخاص نے ہمارے (حنفی) لوگون سے مسئلہ قرءۃ فاتحہ مین اجماع صحابہ سے تمسک کیا ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے بعد ذکر اس حدیث کے کہ امام کے قرءۃ مقتدی کی ہوتی ہے کہا ہے کہ اسی پر صحابہ کا اجماع ہے - اور اسکو **فاضل جونپوری** نے اپنے حواشی مین اس قول سے رد کر دیا ہے کہ اگر اسپر اجماع ہوتا تو امام شافعی اسکو خوب جانتے - اور اسبات کو کتب احادیث کا مطالعہ بھی رد کرتا ہے وہ سب ذکر اختلاف پر متفق ہین - اگر وہ اجماع ہوتا تو اختلاف صحابہ کیون ہوتا عینی نے بنایہ شرح ہدایہ مین قول صاحب ہدایہ کے کئے وجہ سے توجیہ کی ہے -

اول یہ کہ اسنے اکثر لوگون کے لحاظ سے اجماع کا نام لیا ہے کیونکہ منع قرءۃ فاتحہ استی نفر صحابہ سے مروی ہے -

دوم یہ کہ یہ اجماع بنقل احاد ثابت ہوا ہے جسکو نقل خلاف بعض مانع نہین ہے - چنانچہ نقل اخبار احاد کا حال ہے پھر جب دونو نقلین ثابت ہوئین - تو ہمارا قول غالب ٹھیرا کیونکہ وہ اقوال اکثرین و ظاہر کتاب وسنت کے موافق ہے

سیوم یہ کہ مخالف اجماع کا رجوع ممکن ہے - پس اجماع پورا ہوا - **چہارم** یہ کہ دس اصحاب سے جنکا ذکر سند مونی نے کیا ہے ممانعت ثابت ہے اور انکار وقت وفور صحابہ ثابت نہین تو سکوتی اجماع ہوگیا - عینی کا قول مختصر ہو کر تمام ہوا - اور جو ان وجوہات مین ضعف ہے سو صاحب بصیرت پر مخفی نہین - **وجہ اول** مین یہ ہے کہ اگرچہ اتفاق اکثر کو اجماع بولنا صحیح ہے لیکن اکثر کا مانع قرءۃ ہونا ظاہر نہین ہے اسلئے کہ اگر یہان جمیع صحابہ کی نسبت کثرت کا ادعا ہے تو اسکا بطلان ظاہر ہے - اور اگر مجوزین قرءۃ کی نسبت کثرت مراد ہے تو بھی بدون سند لائق تسلیم نہین ہے

دوسرے مین یہ کہ خالی نقل (بلا سند) محل نزاع مین کسی امر کے مفید نہین ہے اور اسکا مرجح ہونا محل منع ہے - اور کیونکر نہو جسحالت مین ظاہر کتاب وسنت مطلق ممانعت پر شاہد نہین ہین -

تیسرے مین یہ کہ مجرد امکان رجوع مخالف دعوے اجماع کے لئے مفید نہین ہے

اور یہ بات خصم بھی کہہ سکتا ہے

چوتھی مین یہ کہ ثبوت ممانعت اُن دس اصحاب سے (جنکا سند مونی نے ذکر کیا) واضح نہین ہے اور نہ مدلل ہے - اور ثابت بھی ہو تو اُسکا خلاف بھی مروی ہے اگرچہ اُسکے رد صریحی کا وجود نہین - الحاصل یہ مسئلہ محل اجماع نہین ہے نہ محل اجماع سکوتی کا نہ اجماع صریحی کا نہ اجماع اکثری کا

ترجمہ عبارت امام الکلام کا تمام ہوا

اس سے ناظرین عبرت پکڑین اور یہ سمجھ لین کہ تقلید ایسی آفت ہی جو عقلاء و فضلاء کو بھی راہ راست سے بچلا دیتی ہے - دیکھو عینی نے باوجود اس علم و کمال کے توجیہ کلام ہدایہ مین کیسی ضعیف باتین کہی ہین جو ادنے محقق سے صادر ہونی محال ہین

ولیکن ھذا اٰخر الکلام فی مسئلۃ قرءۃ الفاتحۃ خلف الامام التی شھدت بھا سنۃ سید الانام و عمل بھا الاصحاب العظام والائمۃ الکرام

فللہ الحمد اولا و اٰخرا علی ما وفقنا لاشاعۃ سنۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام - وسلام علی رسولنا و امامنا محمد و الہ و اصحابہ وھو احسن ما یقع بہ الختام

پانچوان سوال میرا یہ تہا کہ وجوب تقلید کسی شخص کا ائمہ اربعہ سے آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح صریح قطعی الدلالۃ سے ثابت کیا جاوے

اسکے جواب مین آپنے آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون - جسکے معنے یہ ہین پوچھو اہل ذکر سے اگر نہین ہو تم جانتے - پیش کی ہے پہر جب اس استدلال کا برطبق مثل مشہور **چور کی ڈہاڑی مین تنکا** فساد سوجہا اور یہ کہٹکا ہوا کہ اس آیت سی تو مطلق تقلید ثابت ہوتی ہی نہ تقلید مجتہد معین ائمہ اربعہ سے تو اسکا آپ نی یہ جواب دیا کہ تحقق مطلق کا بدون فرد خاص ممکن نہین پس تعیین ثابت ہوئی - اور چونکہ یہ جواب بھی غلط تہا - اسلئے اُسپر مطمئن نہو کر آپ ہی **اعتراض** کرتے ہین کہ تحقق مطلق تو فرد مبہم منتشر مین بھی ہو سکتا ہی - اسطرح کبہی ابو حنیفہ رح کے تقلید اختیار کے کبہی شافعی کے - پہر تعیین اُڑ گئی پہر اسکا **جواب** یہ دیا ہے کہ اسطرح تعیین مقلد سے متصور نہین کیونکہ اگر بدون ترجیح مذہب کے اُس فرد مبہم کے تعیین کریگا کہ کبہی حنفی ہو اور کبہی شافعی تو اُسکا عمل باطل ہوگا اور لائق مضحکہ اور اگر ترجیح دینا چاہیگا تو یہ امر فی الجملہ مجتہد کے سواے کسی سی نہین ہو سکتا

یہ آپکی بے ضبط تحریر و بیربط تقریر کا عمدگی و شائستگی سے مطلب اداے ہوا ہے - اصل عبارت جناب نقل کرتے تو ناظرین مطلب اسکا اچہیطرح نہ سمجہتے

اسکا جواب بنظر انداز سابق تو ایسا مناسب تہا جیسے جوابات سابقہ بتفصیل اداے ہوئے اور اصول و نقول مؤیدات اُنکی تائید مین لکہی گئے

ولیکن چونکہ جناب کا خطاب ڈیڑہ سال سے شروع ہے اور ناظرین کو اسکے اختتام کا ازبس خیال ہے اور بحکم کل جدید لذیذ اسکے جواب کو پرانا سمجہکر اورون کے جوابات کیطرف رغبت ہے

خصوصًا جواب ادلہ کاملہ تصنیف مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالے جسکے بہت لوگ متقاضی ہین - اور بعض حریف یہ بھی باتین بناتے ہین کہ ایک لڑکے کے خطاب مین مصروف ہو کر فضلاء کے جواب سے جان چہوڑاتے ہین

نظر بران اُس انداز کو یہان چہوڑا گیا اور اُس تفصیل سے قلم کو روک دیا - اور جواب مختصر پر جس سے فساد جواب مخاطب ظاہر ہو اکتفا کیا گیا

تفصیل مبحث تقلید بضمن جواب رسالہ مولوی محمد قاسم صاحب یا بضمن رسالہ مستقلہ ہوگے ان شاء اللہ تعالی

پس واضح ہو کہ ہمارا مطلوب جواب مسئلہ مین آیت قطعی الدلالۃ یا حدیث صریح ہی اور آیت فاسئلوا اھل الذکر الخ سی تقلید امام معین بطور قطعیت و صراحت تو کیا ثابت ہوگی بطور ظنیت و اشارت بہی ثابت نہین - اولا اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کہ اس آیت مین تقلید کی بو بہی نہین
اسمین تو سوال کا ارشاد ہے۔ سو بہی متعلق
دلیل و ثبوت چنانچہ دوسری آیت مین ارشاد
ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
بالبینات والزبر اور **مطلب**
اس کا یہ ہے کہ ہم نے تجھ سے
پہلے بھی انسان ہی رسول بہیجے ہین جنکی طرف
وحی کی (لوگو) اگر تمکو علم کتاب نہین تو اہل علم سے اسکا
ثبوت و بیان پوچہو۔ وہ تمکو کتب سابقہ سے
یہ بات نکالکر بتا دین گے
تو دیکہو اسمطلب کو تقلید سے کچھ تعلق
نہین بلکہ صریح مخالفت ہی۔ اسلئے کہ تقلید
بالاتفاق بلا دلیل بات مان لینے کا نام ہے
چنانچہ کتب اصول و شروح کتب فقہ مین
یہ تعریف تقلید موجود ہے اور اسی نظر
سے **حافظ ابن قیم** نے **نونیہ** مین
یہ شعر کہا ہی اذا اجمع العلماء ان مقلدا
للناس کالاعمی هما الاخوان یعنی علماء کا
اسپر اجماع ہے کہ لوگونکا مقلد اندہی کی مثل
ہے اور وہ دونو آپسمین بہائی ہین۔ جو
بن دیکھے اور بدون سمجہنے دلیل کے دوسرے
کی بات مان لیتے ہین۔ اور اس آیت
مین دلیل و بیان کے سوال کا ارشاد ہے۔
پس یہ آیت گویا مانع تقلید ٹہیری نہ مجوز تقلید
اس آیت سے جواز تقلید نکالنا چہ جاے
وجوب غلطی فاحش ہے۔ گو صدور اسکا
بعض اکابر سے ہوا ہے اور ہماری بعض رسائل

تالیف اوائل عمر مین بھی پایا جاتا ہے
اب ہمارا اس سے رجوع ہے اور یہ کچھ
نئی بات نہین ہے۔ اکابر صحابہ و تابعین
و ائمہ مجتہدین نے اپنے اقوال سے ایک وقت
رجوع کیا ہی اور کسی نے انپر انکار نہین کیا۔
ہمارے اس قول پر جب کوئی انکار کریگا
تو ہم اسکے جواب مین تفصیل ان اقوال کے۔
جنسے سلف نے رجوع کیا ہے قلم مین لاوینگے
ثانیا فرض کیا اور مان لیا کہ یہ آیت دلیل
جواز یا وجوب مطلق تقلید کے ہے ولیکن
اس سے تقلید امام معین ہرگز ثابت نہین
ہوتی چنانچہ مخاطب کو بھی یہ بات سوجہہ گئی
ہے۔
اور جو آپنے اسمین حیلہ حوالہ کیا ہے وہ لا ینفع
ہے آپ کا **جواب اخیر** کہ تعیین فرد مبہم
و منتشر مقلد سے متصور نہین الخ **اس**
ایک تقریر سے مدفوع ہو سکتا ہے کہ
جیسے تعیین فرد مبہم و منتشر مقلد محض سے
غیر متصور ہے ویسے ہی ابتدا تعیین مذہب
خاص اس سے غیر ممکن ہے اور اسمین وہی
دلیل آپکی جاری ہو سکتی ہے جو اسمین جاری
کے ہے اسطرح کہ اگر مقلد محض چارون
مذاہب سے بدون ترجیح ایک مذہب کو اختیار
کریگا تو عمل اسکا بقول آپکے باطل و لائق
مضحکہ کے ہوگا۔ اور اگر ترجیح دینا چاہیگا
تو اسپر قادر نہوگا کیونکہ یہ امر فی الجملہ مجتہد
کے سواے کسی سے بقول آپکے ہو نہین

سکتا۔
الغرض تعیین بدلی (یعنے آج حنفی
ہونا کل شافعی پرسون مالکی ترسون حنبلی)
اور تعیین خاص ابتدائے (یعنے ہوش
سنبہالتے ہی چارون مذاہب سے ایک مذہب
حنفی یا شافعی خاص کر لینا) دونو بلا تفاوت
سر مو یکسان ہین۔ اگر تعیین بدلی مقلد محض
سے ناممکن ہے تو تعیین خاص ابتدائی بھی
ناممکن ہے۔ اور اگر تعیین خاص ابتدائی مقلد
محض کے لئے جائز ہے تو ویسی ہی تعیین
بدلی بھی جائز ہے
اسمین اسمین فرق ہے تو بتلائی اور انعام
موعود سابق سے **دو چند انعام** پائے
ورنہ اس آیت کے استدلال سے باز آئی
اور یہ غور فرمائی کہ مین دلیل صریح قطعی الدلالۃ
کا طالب ہون اور یہ آیت ما نحن فیہ
مین قطعی الدلالۃ تو کیا ہوگی ظنا و اشارۃً
بھی دلالت نہین کرتی
یہ تو آپکے جواب کا جواب ہی۔ اب آپکے
اعلان کا جواب دیا جاتا ہی جو پرچہ
مطبوعہ کوہ نور مین مندرج ہے اور ضمیمہ
سفیر ہند سے کسیکے کہنے یا خود منفعل ہونے سے
نکالدیا ہے۔ جسکا **حاصل** یہ ہے
کہ مبلغات انعام مندرجہ اشتہار دیدو
ورنہ مجبورا چارہ جوئی کیجائیگی

الجواب

جناب من حلوا خوردن را روے باید

اطلاع
مدت سے صحبت و ملازمت حضرت عبد اللہ غزنوی نزیل امرتسر کا جسکی ترغیب اشتہار مین دے چکا ہون شائق ہون مگر اشتغال روزمرہ مانع رہی۔ اس مہینے جنوری مین اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انکی خدمت مین حاضر ہونگا۔ وہان اگر تحریر پرچہ جنوری ۷۹ء کی فرصت نہ ملی تو اسکی کسر پرچہ فروری مین انشاء اللہ نکال دونگا۔ اور کسیقدر عوض اسکا پرچہ ہذا مین بھی آگیا ہی۔ **ابو سعید عفا اللہ عنہ**